عمران سیریز

جاسوس خانساماں

ظہیر احمد

واسطہ ایک عام خانساماں سے نہیں بلکہ جاسوس خانساماں سے پڑا ہے جو نہ صرف ذہانت میں ان سے آگے ہے بلکہ موت کی آنکھوں میں بھی آنکھیں ڈال کر دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

زیر نظر ناول صرف سلیمان کے کردار پر مشتمل نہیں ہے۔ اگر سلیمان کافرستان میں تن وتنہا ڈائمنڈ لائٹ سینڈیکیٹ سے لڑتا نظر آتا ہے تو دوسری طرف عمران اور اس کے ساتھیوں کا پالا بھی ایکریمیا کی ایک دہشت ناک ایجنسی وائٹ سٹار سے پڑ جاتا ہے جو اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی جانیں لینا بھی جانتے تھے اور اپنی جانیں دینا بھی۔

امید ہے کہ یہ ناول آپ کے ذوق کے اعلیٰ معیار کے عین مطابق ہوگا اور آپ اسے ہر پہلو سے سراہیں گے۔ آپ کے خطوط کا مجھے شدت سے انتظار رہے گا کیونکہ آپ کے خطوط میرے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد

فضا اچانک ٹائروں کے چیخنے کی زور دار آوازوں سے بری طرح سے گونج اٹھی۔ بریک لگنے کے باوجود سفید رنگ کی سیڈان سڑک پر یوں گھسٹتی چلی گئی جیسے کسی ٹرین کا انجن اس کار کو پوری قوت سے پیچھے سے آگے دھکیل رہا ہو اور سڑک کے درمیان میں کھڑے سلیمان کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ اس کے ہاتھوں سے سودا سلف کے تھیلے گر گئے اور اس نے خوف سے آنکھیں موند لیں۔ اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ سڑک پر گھسٹتی ہوئی کار اس سے آ ٹکرائے گی لیکن دوسرے لمحے کار سلیمان کے قریب آ کر اچانک اس سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر رک گئی اور سڑک کے کناروں پر موجود افراد جو اس کار کو گھسٹ کر سلیمان کی طرف بڑھتے دیکھ کر یہ یقین کر بیٹھے تھے کہ کار سلیمان کو رگیدتی ہوئی لے جائے گی ان کے چہروں پر کار رکتے دیکھ کر اطمینان آ

گیا۔

سلیمان نے کار خود پر چڑھتے دیکھ کر آنکھیں بند کرتے ہی دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے تھے اور اس کے منہ سے بے اختیار جل تو جلال تو آئی بلا ٹال تو کا ورد جاری ہو گیا۔ کار رکنے کی آواز سن کر اس نے آنکھوں پر رکھے ہوئے ایک ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور چی چی آنکھوں سے کار کی طرف دیکھنے لگا اور پھر کار کو رکے دیکھ کر اس نے سکون کا گہرا سانس لیا اور دونوں ہاتھ آنکھوں سے ہٹا کر آنکھیں کھول دیں۔

کار میں ایک نوجوان اسٹیرنگ پر بیٹھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سلیمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سلیمان نے سڑک کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس کے سودا سلف والے تھیلے سڑک پر گر گئے تھے جن میں چینی، پتی اور دودھ کے پیکٹ تھے اور سڑک پر گرنے کی وجہ سے دودھ کے پیکٹ پھٹ گئے تھے۔ چینی اور پتی بھی سڑک پر بکھر گئی تھی۔ اسی طرح اس کے سبزیوں والے تھیلے سے بھی تمام سامان باہر نکل آیا تھا۔

”ستیاناس۔ سارے کے سارے سامان کا ستیاناس ہو گیا“۔ سلیمان نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا اور اسی لمحے نوجوان کار سے نکلا اور سلیمان کی طرف بڑھا۔

”کک۔ کک۔ کیا ہوا بھائی صاحب۔ آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی“...... نوجوان نے بوکھلاتے ہوئے سلیمان سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔ سلیمان نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بیس بائیس سال کا خوش شکل نوجوان تھا۔ اس نے بوسکی کا لباس پہن رکھا تھا۔ شکل و صورت اور لباس سے تو وہ کھاتے پیتے گھرانے کا معلوم ہو رہا تھا لیکن اس کی شیو بے ڈھنگے انداز میں بڑھی ہوئی تھی اور اس کا رنگ یوں زرد ہو رہا تھا جیسے وہ یرقان کا مریض ہو۔ اس کا جسم بھی یوں کپکپا رہا تھا جیسے اسے سردی لگ گئی ہو۔

”جی جناب۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ہے ورنہ جس تیزی سے آپ کار چلا رہے تھے ان سبزیوں اور سامان کی جگہ سڑک پر میں پڑا ہوتا“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سس۔ سس۔ سوری بھائی صاحب۔ غلطی ہو گئی۔ مم۔ مم۔ میں دراصل جلدی میں تھا“...... نوجوان نے اسی طرح ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”کسی دن آپ کی یہ تیز رفتاری اور جلد بازی آپ کو بھاری پڑ سکتی ہے“...... سلیمان نے کہا۔ وہ آج کل کی نوجوان نسل سے بخوبی واقف تھا جو اپنے ماں باپ کی کمائی کا بے دریغ استعمال کرتے تھے اور خود کو روڈ پرنس سمجھ کر گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کو ہواؤں میں اڑاتے پھرتے تھے۔ ان کی شوخیاں اور شرارتیں دوسروں کو دکھانے کے لئے حد سے تجاوز کر جاتی تھیں۔ موٹر سائیکل سوار ون وہیلنگ کر کے سرکس کے جوکروں کی طرح کرتب دکھاتے تھے اور کار سوار کار کو جیٹ جہاز بنا کر سڑکوں پر اڑتے دکھائی دیتے

تھے اور بعض اوقات ان کی یہی شوخیاں اور شرارتیں ان کے لئے نقصان کا باعث بن جاتی تھیں۔ ان کے سر اور ہاتھ پیر ٹوٹنا معمولی بات تھی۔ بے شمار نوجوان اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے تھے مگر یہ سب دیکھ کر بھی کسی کو نصیحت نہیں ہوتی تھی۔

''آ۔ آ۔ آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی''...... نوجوان نے کہا۔ شاید وہ ہکلا کر ہی بولنے کا عادی تھا۔ نوجوان شکل وصورت اور وضع قطع کے اعتبار سے کھاتے پیتے گھرانے کا فرد نظر آ رہا تھا مگر جس طرح سے اس کا رنگ تھا اور اس کا جسم کپکپا رہا تھا یہ دیکھ کر سلیمان کو حیرت ہو رہی تھی۔ اس کی حالت ٹھیک معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

''میں تو ٹھیک ہوں جناب مگر میری سبزیوں کا برا حال ہو گیا ہے۔ کسی کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، کسی کے ہاتھ سلامت نہیں ہیں، کسی کا سر پھٹ گیا ہے اور کوئی سبزی یوں تڑپ رہی ہے جیسے اس کی ساری پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں اور یہ دیکھو دو تین پیازوں کی تو کھال ہی پھٹ گئی ہے۔ کریلے اندھے ہو گئے ہیں اور اچھے بھلے آلو ٹکڑوں میں بدل گئے ہیں۔ انہیں اگر جلد سے جلد کسی نزدیکی ہسپتال نہ لے جایا گیا تو شاید ہی ان میں سے کوئی زندہ بچے''۔ سلیمان نے کہا۔

''جی۔ کک۔ کک۔ کیا کہا آپ نے''...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ آپ بہرے ہیں۔ آپ کو سنائی نہیں دیا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میرا مطلب ہے سبزیاں کیسے زخمی ہو سکتی ہیں۔ یہ تو''...... نوجوان نے کہا۔

''ہونہہ۔ بہرے ہونے کے ساتھ آپ کو شاید دکھائی بھی کم دیتا ہے۔ دیکھ نہیں رہے۔ میرا سارا سامان سڑک پر بکھر گیا ہے اور ان کا کیا حال ہے''...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ کا سامان خراب ہو گیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''صرف معذرت سے کام نہیں چلے گا۔ آپ کو مجھے یہ سارا سامان دوبارہ خرید کر دینا پڑے گا ورنہ میں ابھی پولیس کو فون کروں گا اور وہ آپ کو سبزیوں اور ترکاریوں کے قتل کے جرم میں پکڑ کر لے جائے گی''...... سلیمان نے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پولیس۔ اوہ نہیں۔ پولیس کو نہ بلانا پلیز۔ مم۔ مم۔ میں آپ کو ابھی اس سارے سامان کے پیسے دے دیتا ہوں''...... پولیس کا نام سن کر نوجوان نے یوں گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ کوئی کریمنل ہو۔ اس نے فوراً جیب سے اپنا والٹ نکال لیا۔ اس کا والٹ خاصا پھولا ہوا تھا۔ اس نے والٹ کھولا تو سلیمان آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ والٹ بڑے بڑے نوٹوں سے بھرا

ہوا تھا۔ نوجوان جلدی جلدی نوٹ گننے لگا۔

"کک۔ کک۔ کتنے روپے دوں آپ کو"...... نوجوان نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"روپے۔ میں نے تم سے روپے مانگے ہیں"...... سلیمان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تو پھر میں کیا کروں آپ کے لئے"...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

"میری سبزیوں کو فوراً کسی ہسپتال میں لے جاؤ اور ان کی مرہم پٹی کراؤ"...... سلیمان نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مرہم پٹی۔ سبزیوں کی مرہم پٹی"...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ چلو اٹھاؤ۔ میرے ساتھ سارا سامان اٹھاؤ اور ان ٹوٹی پھوٹی سبزیوں کو اٹھا کر اپنی کار کی ڈگی میں ڈالو۔ پھر ہم یہاں سے سیدھے کسی اچھے اور مہنگے ہسپتال جائیں گے جہاں ان سبزیوں کا بہتر سے بہتر علاج ہو سکے"...... سلیمان نے کہا تو اردگرد کھڑے لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"دو۔ دو۔ دیکھیں بھائی صاحب۔ میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ مجھے جانے دیں۔ میں جلدی میں ہوں"...... نوجوان نے اسی طرح بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ آپ کا دعوت ولیمہ ہے جہاں آپ کو جانے کی

جلدی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ مجھے ڈی ایل کی ضرورت ہے۔ اگلے آدھے گھنٹے تک میں نے ڈی ایل نہ لیا تو مم۔ مم۔ میں۔ میں"۔ نوجوان نے کہا۔

"ڈی ایل۔ یہ ڈی ایل کیا ہے"...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

"کک۔ کک۔ کچھ نہیں۔ غلطی سے میرے منہ سے یہ نام نکل گیا ہے"...... نوجوان نے یکلخت گھبرا کر کہا۔

"تو سنبھال کر رکھا کریں نا"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"کک۔ کک۔ کیا"...... نوجوان نے پوچھا۔

"اپنا منہ۔ جس سے غلط نام نکل جاتا ہے"...... سلیمان نے کہا اور کئی افراد ہنس پڑے اور نوجوان ہونقوں کی طرح ان لوگوں کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے ان لوگوں کے ہنسنے کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"مم۔ مم۔ میں جاؤں"...... نوجوان نے ایک بار پھر سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کک۔ کک۔ کہاں"...... سلیمان نے اسی کے انداز میں کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے ایک ضروری کام ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"میرا اس قدر نقصان کر کے کہہ رہے ہو کہ ضروری کام ہے۔ غضب خدا کا۔ میں نے اپنے صاحب کے لئے بڑی مشکلوں سے

اور ان دکانداروں کی منتیں کر کر کے ان سے یہ سامان ادھار لیا تھا۔
اب تم نے سب ضائع کر دیا ہے۔ اب کون دے گا مجھے اور ادھار"۔
سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تو آپ مجھ سے اپنے سامان کی قیمت لے لیں نا"...... نوجوان نے جیسے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"کتنی قیمت دو گے"...... سلیمان نے فوراً کہا۔

"آ۔ آپ نے ابھی کہا تھا کہ آپ کا۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے آپ نے یہ سارا سامان ادھار لیا تھا۔ جتنے کا سامان تھا آپ مجھ سے اتنے روپے لے لیں"...... نوجوان نے کہا۔

"نام کیا ہے تمہارا"...... سلیمان نے نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کک۔ کک۔ کیوں۔ آ۔ آپ نام کیوں پوچھ رہے ہیں"۔
نوجوان نے گھبرا کر کہا۔

"گھر جا کر میں تمہارے نام کا اچار ڈالوں گا۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میرے نام کا اچار"...... نوجوان نے حماقت زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنا نام بتاؤ"...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا نام شیخ واجد ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"شیخ واجد۔ تو تم شیخ ہو۔ بہت خوب۔ پھر تو تم سے رقم

نکلوانے کا لطف ہی آ جائے گا"...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ آپ نے کیا کہا ہے"...... نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم یہ بتاؤ۔ کیا تم میرا نقصان پورا کرو گے"۔
سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ بتائیں کتنے روپے دوں"...... نوجوان نے ایک بار پھر والٹ کھولتے ہوئے کہا جو بدستور اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔

"ایک لاکھ چالیس ہزار تین سو بتیس روپے"...... سلیمان نے کہا تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔ ارد گرد کھڑے لوگ بھی سلیمان کی طرف تیز نظروں سے گھورنے لگے۔

"اتنی بڑی رقم۔ یہ سامان اتنی بڑی رقم کا کیسے ہو سکتا ہے"۔ شیخ واجد نے حیران ہو کر کہا۔

"تو میں نے کب کہا ہے کہ یہ سامان اتنی بڑی رقم کا ہے"۔
سلیمان نے کہا۔

"تب۔ پھر آپ مجھ سے اتنے روپے کیوں مانگ رہے ہیں"۔
شیخ واجد نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

"بھائی صاحب۔ آپ نے ابھی کہا تھا کہ آپ میرا نقصان پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے یہ سارا سامان ادھار لیا تھا۔ میں پچھلے کئی ہفتوں سے یہاں سے سامان ادھار لے جا رہا ہوں۔ جن دکانداروں کے میں نے پیسے دینے ہیں اب اگر میں ان سے

دوبارہ سامان لینے جاؤں گا تو وہ میرے اگلے پچھلے سارے کھاتے
کھول کر بیٹھ جائیں گے اور جب تک میں ان کی اگلی پچھلی تمام رقم
چکا نہ دوں گا مجھے اپنی دکان کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں گے اس
لئے تم مجھے اتنی رقم دو تا کہ میں ان کا قرض چکا کر نیا کھاتہ شروع کر
سکوں اور کچھ نہیں تو اگلے ہفتے دو ہفتوں تک مجھے ان سے ادھار
لینے کا سکون رہے گا۔ پھر کوئی اور مرغا ہاتھ لگا تو میں آگے بھی کام
چلا لوں گا“...... سلیمان نے کہا۔

”مرغا۔ میں آپ کو مرغا نظر آتا ہوں“...... شیخ واجد نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

”میرے خیال میں مرغا مذکر ہوتا ہے اور شکل و صورت اور
لباس سے تو تم بھی مجھے مذکر ہی دکھائی دے رہے ہو۔ اگر نہیں تو
ہو تو میں تمہاری خوشی کے لئے تمہیں مرغی کہہ لیتا ہوں“...... سلیمان
نے کہا۔

”آ۔ آپ حد سے بڑھ رہے ہیں“...... شیخ واجد نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

”نہیں۔ میں تو بدستور اپنی جگہ پر ہی کھڑا ہوں“...... سلیمان
نے فوراً کہا تو لوگ ہنس پڑے۔ وہ بڑی دلچسپی سے ان دونوں کی
نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہے تھے جیسے اس کے علاوہ ان
کے پاس اور کوئی کام ہی نہ ہو۔

”دد۔ دیکھیں مسٹر۔ آپ مجھ سے اتنی رقم لیں جتنا آپ کا

نقصان ہوا ہے۔ اس سے زیادہ میں آپ کو ایک روپیہ بھی نہیں
دوں گا۔ سمجھے آپ“...... شیخ واجد نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں سمجھا“...... سلیمان نے تنک کر کہا۔

”کیا نہیں سمجھے“...... نوجوان نے کہا۔

”وہی جو تم مجھے سمجھانا چاہتے ہو۔ بہتر ہے مجھے رقم دے دو
ورنہ مجھے مجبوراً تمہیں پولیس اسٹیشن لے جانا پڑے گا۔ پھر تمہیں
میری رقم الگ دینی پڑے گی اور پولیس کو چائے پانی کے لئے
الگ۔ اب ان کا چائے پانی تمہارے والٹ میں موجود رقم سے
پوری ہو یا نہ ہو یہ تمہاری قسمت“...... سلیمان نے کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ میں پولیس اسٹیشن نہیں جاؤں گا“...... شیخ
واجد نے پولیس کا نام سن کر ایک بار پھر بڑے گھبرائے ہوئے انداز
میں کہا۔

”تو پھر رقم دے دو مجھے“...... سلیمان بھلا آسانی سے کہاں باز
آنے والا تھا۔

”دیکھیں میں آپ کو اتنی بڑی رقم نہیں دے سکتا۔ مجھے اس رقم
کی ضرورت ہے۔ آپ مجھے دو گھنٹوں کا وقت دے دیں پھر میں
یہاں واپس آ کر آپ کو اس سے دوگنی رقم دے دوں گا۔ فی الحال
مجھے جانے دیں۔ وقت نکلا جا رہا ہے۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو“...... شیخ
واجد نے کہا۔

”تو کیا ہو گا۔ کیا تمہاری ہونے والی بیوی کسی اور کے ساتھ

بھاگ جائے گی''...... سلیمان نے مڑ کر کہا۔

''بس کرو مسٹر۔ یہ نوجوان پہلے ہی پریشان معلوم ہو رہا ہے۔ تم خواہ خواہ اسے اور پریشان مت کرو اور جانے دو اسے''...... ایک شخص نے سلیمان سے مخاطب ہو کر شیخ واجد کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''ایسے کیسے جانے دوں اسے۔ اس نے جو میرا اتنا نقصان کیا ہے۔ اس کا کیا ہو گا''...... سلیمان اس بولنے والے پر پھٹ پڑا۔

''تو پھر اس سے مناسب پیسے مانگو۔ تم بھی تو حد سے تجاوز کر رہے ہو''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں حد میں رہوں یا تجاوز کروں اس سے تم کو کیا۔ میرا سامان تھا۔ وہ دس روپے کا تھا یا دس لاکھ۔ اب میں اس سامان کا اس نوجوان سے جو مرضی وصول کروں۔ اس معاملے میں آپ میں سے کسی کو نہیں بولنا چاہئے۔ اگر کسی نے اس نوجوان کی حمایت کرنی ہے تو اس کی جگہ مجھے آپ میں سے کوئی بھی رقم دے دے میں خاموش ہو جاؤں گا لیکن رقم اتنی ہی ہو گی جو میں تجویز کروں گا''...... سلیمان نے کہا تو لوگ منہ بناتے ہوئے ادھر ادھر ہو گئے۔

سلیمان پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں اکیلا تھا۔ عمران ان دنوں کسی نجی کام کے سلسلے میں بیرون ملک گیا ہوا تھا اس لئے سلیمان فلیٹ میں اکیلا رہ رہ کر بور ہو گیا تھا۔ آج وہ ضرورت کا سامان لینے نکلا تھا تو اس نوجوان شیخ واجد سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا۔ سلیمان

کو اور کچھ نہ سوجھا تو وہ اس نوجوان سے ہی الجھ پڑا تھا۔

''آپ ایک کام کریں''...... شیخ واجد نے سلیمان کی ہٹ دھرمی دیکھ کر قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''بغیر رقم لئے میں کوئی بھی کام نہیں کروں گا''...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

''میرا مطلب ہے آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں ایک دو ضروری کام نپٹا لوں پھر میں آپ کو اپنی رہائش گاہ لے چلوں گا اور آپ جتنی رقم کہیں گے میں آپ کو اتنی رقم ادا کر دوں گا''...... شیخ واجد نے کہا۔

''پکا''...... سلیمان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''بالکل پکا''...... شیخ واجد نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ نوجوان کا ہاتھ ایک تو سرد تھا اور دوسرے اس کے جسم میں باقاعدہ کپکپاہٹ تھی۔

''تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا''...... سلیمان نے نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ آئیں میرے ساتھ۔ دیر ہو گئی تو میرے لئے مشکل ہو جائے گی''...... شیخ واجد نے کہا تو سلیمان نے تھیلوں میں موجود بچا کھچا سامان اٹھایا اور شیخ واجد کی کار کی طرف بڑھا جو فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ سلیمان نے

تھیلے کار کی پچھلی سیٹ پر رکھے اور شیخ واجد کی ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر غڑاپ سے اندر گھس گیا جیسے اسے خدشہ ہو کہ شیخ واجد اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ شیخ واجد نے ایک طویل سانس لیا اور کار کا انجن سٹارٹ کر کے کار آگے بڑھا دی۔

''شکل وصورت اور لباس سے تو اچھے خاندان سے لگتے ہو۔ پھر تمہارے چہرے پر زردی کیوں ہے۔ تمہارا جسم بھی سرد ہے اور میں نے تمہارے جسم میں کپکپاہٹ بھی محسوس کی ہے''...... سلیمان نے شیخ واجد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بس۔ ایسے ہی''...... شیخ واجد نے اس کی بات ٹالنے والے انداز میں کہا۔

''بس ایسے ہی کیا۔ تم فکرمند اور انتہائی پریشان بھی ہو۔ پریشانی تمہارے چہرے پر مجھے صاف لگتی۔ مم۔ میرا مطلب ہے ٹپکتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''آپ پلیز کچھ دیر خاموش نہیں رہ سکتے''...... شیخ واجد نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے خاموش رہنے کی عادت نہیں ہے۔ میں اسی طرح بک بک، جھک جھک کرتا رہتا ہوں''...... سلیمان نے کہا تو شیخ واجد اسے گھور کر رہ گیا۔ وہ کار سبک رفتاری سے دوڑا رہا تھا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ مین روڈ پر آ گیا اور مین روڈ پر آتے ہی اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہ بار

بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا جیسے اسے کہیں پہنچنے کی جلدی ہو۔

''کسی کو ٹائم دیا ہوا ہے کیا جو بار بار ریسٹ واچ دیکھ رہے ہو''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ میرا ڈی ایل لینے کا وقت ہو رہا ہے۔ اگر وقت گزر گیا تو''...... شیخ واجد ایک بار پھر کہتے کہتے رک گیا۔

''ڈی ایل۔ تم نے یہ نام پہلے بھی لیا تھا۔ کیا ہے یہ ڈی ایل''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ اب تم خاموش بیٹھو''...... شیخ واجد نے اس بار غرا کر کہا تو سلیمان بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ شیخ واجد کا زرد چہرہ یکلخت سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں بھی جیسے خون کی سرخی لہرانے لگی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اچانک اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں اور چہرے پر [illegible] ہو۔ وہ بار بار اپنے خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا اور اس کے جسم میں کپکپاہٹ تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اسی لمحے اس نے کار کی رفتار کم کرنا شروع کر دی۔ کار کی رفتار کم ہوتے ہی کار بری طرح سے ڈگمگانے لگی۔ وہ کبھی کار دائیں طرف لہرا رہا تھا کبھی بائیں طرف۔ ساتھ ساتھ وہ زور زور سے سر جھٹک رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا ہو اور وہ سر جھٹک جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''کار روکو۔ کار روکو۔ جلدی''...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

اس نے سامنے سے ایک تیز رفتار کار اس طرف آتے دیکھی تھی۔ کار جیسے ہی نزدیک پہنچی سلیمان نے بوکھلا کر اسٹیئرنگ وہیل دوسری طرف گھما دیا اور کار تیزی سے دائیں طرف گھومتی چلی گئی۔ اس کی آواز سن کر نوجوان نے فوراً بریک پیڈل دبا دیا اور کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"آخر تمہیں ہوا کیا ہے۔ اس طرح کرتے ہو تم ڈرائیونگ"۔ سلیمان نے شیخ واجد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ میں۔ وہ۔ وہ"...... شیخ واجد نے کہا۔ اس کا رنگ سرخ سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"تمہاری حالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ کہیں تم نشے کے عادی تو نہیں ہو"...... سلیمان نے کہا۔

"نن۔ نن۔ نشہ۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ مجھے ڈی ایل۔ ڈی ایل کی ضرورت ہے"...... شیخ واجد نے کہا

"پھر وہی ڈی ایل۔ ڈی ایل ہے کیا"...... سلیمان نے غصے سے کہا۔

"کک۔ کک۔ کیا تمہیں ڈرائیونگ آتی ہے"...... شیخ واجد نے سلیمان کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

"ہاں"...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تو پلیز۔ تم یہاں آ جاؤ۔ مم۔ مم۔ میں تمہارے ساتھ بیٹھتا ہوں"...... شیخ واجد نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر

جلدی اور کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ شیخ واجد نے کار کا دروازہ نہیں کھولا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ سے نکل کر ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ سلیمان گھوم کر دوسری طرف آیا اور اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"کہاں جانا ہے"...... سلیمان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"نن۔ نن۔ نائٹ ہاؤس"..... شیخ واجد نے اٹک اٹک کر کہا۔ اس کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں اور اس کی آواز اب اس طرح سے لڑکھڑانا شروع ہو گئی تھی جیسے وہ واقعی نشے میں دھت ہو۔

"نائٹ ہاؤس۔ کہاں ہے نائٹ ہاؤس"..... سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"مم۔ مم۔ مم۔ مم۔ میں"..... شیخ واجد نے نیند میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی خراب حالت دیکھ کر سلیمان کی پیشانی پر تفکر کی سلوٹیں آ گئیں۔ اس نے شیخ واجد کا کاندھا پکڑ کر اسے زور سے جھنجھوڑا۔

"ہوش میں آؤ"..... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا تو شیخ واجد نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ اس بار جو اس نے سلیمان کو دیکھا تو یکبارگی وہ لرز کر رہ گیا۔ شیخ واجد کی آنکھیں جیسے خون سے لتھڑی ہوئی تھیں۔

"میں پوچھ رہا ہوں نائٹ ہاؤس کہاں ہے"...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"کراس۔ کک۔ کک۔ کراس"...... شیخ واجد نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اچانک اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کا سر ڈھلکا اور وہ سیٹ پر لڑھکتا چلا گیا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ شیخ واجد۔ شیخ واجد"...... اسے اس طرح لڑھکتے دیکھ کر سلیمان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن شیخ واجد بے ہوش ہو چکا تھا۔ سلیمان نے فوراً کار سائیڈ پر روکی اور شیخ واجد پر جھک گیا۔ اس نے شیخ واجد کی نبض، اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر اس کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"ارے باپ رے۔ میرا مذاق تو میرے ہی گلے پڑتا نظر آ رہا ہے۔ اس کی حالت تو بہت خراب ہو رہی ہے۔ اگر میں اسے جلد سے جلد ہسپتال نہ لے گیا تو اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... سلیمان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے سلیمان نے اچانک شیخ واجد کے ناک اور کانوں سے خون نکلتے دیکھا۔ خون دیکھ کر سلیمان کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اس نے فوراً کار موڑی اور سڑک پر آ کر اس نے گیئر بدلا اور ایکسیلیٹر دبا کر کار نہایت تیز رفتاری سے دوڑانے لگا۔ وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار شیخ واجد پر نظر ڈال رہا تھا جو بے ہوش تھا لیکن اس کا جسم یوں

اینٹھ رہا تھا جیسے اس پر نزع کا عالم طاری ہو گیا ہو۔ اس کے ناک اور کانوں سے مسلسل خون نکل رہا تھا۔ پھر اچانک سلیمان نے اس کے چہرے کے مساموں سے خون کی دھاریں پھوٹتے دیکھیں۔

شیخ واجد کے جسم کے تمام مساموں سے خون پھوٹ نکلا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا لباس خون سے سرخ ہو گیا۔ سلیمان آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ روح فرسا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس قدر بھیانک اور خوفناک منظر دیکھ کر اسے اپنی رگوں میں اپنا خون جمتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے کار نہ روکی۔ اس نے کار کی رفتار اور تیز کر دی تھی اور کار سڑک پر بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اڑی جا رہی تھی۔ سلیمان ٹریفک سے بھری ہوئی سڑک پر یوں کار دوڑا رہا تھا جیسے وہ عالمی ریس کا چیمپئن ہو۔ سڑک پر موجود کاروں کو اوور ٹیک کرتا ہوا وہ کار کبھی دائیں طرف موڑ رہا تھا اور کبھی بائیں طرف۔ اس سے پہلے سلیمان نے کبھی اس قدر تیز رفتار ڈرائیونگ نہیں کی تھی۔ وہ سڑک پر موجود دوسری کاروں کے قریب سے انہیں اوور ٹیک کرتے ہوئے گزرتا تو لوگ خوف سے کانپ کر رہ جاتے۔

شیخ واجد کا فواروں کی طرح خون نکلتے دیکھ کر سلیمان کے دماغ میں جیسے برف سی جم گئی تھی وہ ٹریفک سگنلز کی بھی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔ اس کی تیز رفتار کار دیکھ کر سگنلز پر موجود ٹریفک سارجنٹ نے باقاعدہ سیٹیاں بجانی شروع کر دی تھیں لیکن سلیمان کے کان تو جیسے

بھرے ہو چکے تھے اور وہ اندھا دھند کار دوڑا رہا تھا۔ پھر دو موٹرسائیکل سوار پائلٹ اس کے پیچھے لگ گئے اور سائرن بجاتے ہوئے اسے وارن کرنے لگے لیکن سلیمان کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ پاگلوں کی طرح کار دوڑا رہا تھا۔ مختلف سڑکوں پر وہ اچانک کار اس تیزی سے ٹرن کرتا تھا کہ کار کے ٹائر احتجاجاً چیخ اٹھتے اور کار یکلخت ترچھی ہو کر سڑک پر گھسٹ جاتی لیکن سلیمان نہایت مہارت سے کار سیدھی کرتا اور آگے دوڑا لے جاتا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ کار فاروقی ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں لے گیا۔ کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی اس نے یکلخت بریک پیڈل دبا دیا۔ کار کے ٹائر بری طرح سے چیختے ہوئے اور سیاہ لکیریں کھینچتے ہوئے کمپاؤنڈ کی طرف بڑھے اور پھر کار سامنے سیڑھیوں کے عین قریب آ کر ایک زوردار جھٹکے سے رک گئی۔ کمپاؤنڈ میں موجود افراد اس قدر تیز رفتاری سے کار اندر آتے دیکھ کر بوکھلا گئے تھے اور ان میں سے کئی افراد نے دائیں بائیں چھلانگیں لگا کر اپنی جانیں بچائی تھیں ورنہ تیز رفتار کار کی زد میں آ کر ان میں سے ایک آدھ ضرور پار لگ گیا ہوتا۔ کار رکتے ہی سلیمان نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر بھاگتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ اس نے سائیڈ والا دروازہ کھولا اور سیٹ پر گرے ہوئے شیخ واجد کو پکڑ کر باہر نکال لیا۔ شیخ واجد کا سارا جسم خون سے بھیگا ہوا تھا جیسے اسے ابھی ابھی کسی خون کے بھرے تالاب سے نکالا گیا ہو۔ اس لمحے کئی

افراد غصے سے اس کی طرف لپکے لیکن کار میں موجود خون سے بھرے دوسرے آدمی کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئے۔

"اسٹریچر لاؤ۔ اسٹریچر لاؤ جلدی"...... سلیمان نے چیختے ہوئے کہا اور ہسپتال کے دروازے کے پاس کھڑے دو وارڈن تیزی سے اندر کی طرف لپکے۔ انہوں نے سائیڈ پر رکھا ہوا ایک اسٹریچر اٹھایا اور سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔ سلیمان نے شیخ واجد کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے شیخ واجد کو اسٹریچر پر لٹا دیا۔

"اسے فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جاؤ۔ میں ڈاکٹر فاروقی سے بات کرتا ہوں"...... سلیمان نے کہا اور ڈاکٹر فاروقی کا سن کر شاید وہ جو کچھ کہنے کے لئے منہ کھول رہے تھے فوراً خاموش ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ شیخ واجد کو لے کر اوپر جاتے سلیمان تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا اور دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر آ گیا اور پھر وہ ہسپتال کی راہداری میں آ کر تیزی سے بھاگتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ دروازے پر ایک وارڈ بوائے کھڑا تھا۔

"ڈاکٹر فاروقی اندر ہیں"...... سلیمان نے اس سے پوچھا تو وارڈ بوائے نے اثبات میں سر ہلایا تو سلیمان برق رفتاری سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ وارڈ بوائے کو اسے روکنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی میز کے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھے

ایک فائل دیکھ رہے تھے۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور پھر وہ بے اختیار چونک پڑے۔

''ارے سلیمان تم۔ اور یہ خون''...... ڈاکٹر فاروقی نے سلیمان کو دیکھ کر انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ شیخ واجد کو اٹھانے سے سلیمان کے سارے کپڑے خون سے بھر گئے تھے۔ ڈاکٹر فاروقی، سلیمان کو عمران کے باورچی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ وہ کئی بار عمران کے فلیٹ میں جا چکے تھے جہاں اس کی سلیمان سے بالمشافہ ملاقات ہو چکی تھی لیکن سلیمان فاروقی ہسپتال میں پہلی بار آیا تھا اور وہ جس حالت میں ڈاکٹر فاروقی کے کمرے میں داخل ہوا تھا ڈاکٹر فاروقی کا اس طرح چونکنا فطری بات تھی۔

''ڈاکٹر صاحب جلدی چلیں۔ ایک نوجوان کی حالت بے حد خراب ہے۔ اس کے سارے جسم سے خون نکل رہا ہے۔ میں اسے بڑی مشکلوں سے لے کر یہاں تک آیا ہوں۔ اسے فوراً چیک کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے کچھ ہو جائے''...... سلیمان نے دعا سلام کئے بغیر تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر فاروقی فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''اوہ۔ کون ہے وہ۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے کیا''...... ڈاکٹر فاروقی نے تیزی سے میز کے پیچھے سے نکلتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو ساری تفصیل بتا دوں گا۔ پہلے آپ اس نوجوان کو دیکھ لیں''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا اور سلیمان کا خوف اور

گھبراہٹ دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکے۔

''میں نے وارڈ بوائز سے اسے او ٹی لے جانے کے لئے کہا تھا''...... سلیمان نے باہر نکلتے ہی کہا تو ڈاکٹر فاروقی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سلیمان ان کے پیچھے تھا۔

آپریشن تھیٹر کے قریب جا کر ڈاکٹر فاروقی نے سلیمان کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود اندر چلے گئے۔ سلیمان کا چہرہ بدستور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس نوجوان کو اچانک ہوا کیا تھا۔ وہ اچانک بے ہوش ہو گیا تھا۔ پھر اس کی ناک اور کانوں سے خون نکلنے لگا اور پھر اچانک اس کے جسم کے تمام مساموں سے فواروں کی طرح خون پھوٹ نکلا تھا۔ یہ انتہائی بھیانک اور دلخراش منظر تھا جسے دیکھ کر سلیمان بھی تھرا کر رہ گیا تھا۔ سلیمان کے دماغ میں بار بار شیخ واجد کے کہے ہوئے الفاظ گونج رہے تھے۔ نائٹ ہاؤس اور ڈی ایل۔ وہ بار بار ڈی ایل کی ریپیٹ کر رہا تھا اور جس طرح وہ بے چینی سے بار بار ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا اس کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔

''آخر یہ ڈی ایل ہے کیا''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے بلاوجہ سڑک پر اس نوجوان کو روک کر اس سے مسخرہ پن کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ

جلدی میں تھا۔ اگر وہ اسے جانے دیتا تو کم از کم سلیمان کے سامنے اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ سلیمان پریشانی کے عالم میں او ٹی کے باہر ٹہلنے لگا۔ او ٹی کے دروازے پر لگا سرخ رنگ کا بلب جل گیا تھا جس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر فاروقی انتہائی ایمرجنسی حالت میں اس نوجوان کو ٹریٹ کر رہے تھے۔ پھر پندرہ منٹوں کے بعد سرخ بلب بجھ گیا اور چند لمحوں کے بعد او ٹی کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر فاروقی تھکے تھکے انداز میں باہر آ گئے۔

''کیا ہوا۔ وہ نوجوان ٹھیک تو ہے''...... سلیمان نے ڈاکٹر فاروقی کو دیکھ کر تیزی سے ان کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ ہلاک ہو گیا ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے بجھے بجھے سے لہجے میں کہا اور ان کا جواب سن کر سلیمان کو ایک دھچکا سا لگا۔

''ہلاک ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ۔ وہ''...... سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اس کے جسم کا سارا خون نکل گیا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی مگر جسم سے سارا خون نکل جانے کی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ یہ میری زندگی کا انتہائی حیرت انگیز اور انوکھا کیس تھا۔ اس نوجوان کے تمام مساموں سے خون نکل رہا تھا۔ ناک، کان اور منہ سے خون نکلنا تو سمجھ میں آ تا ہے لیکن جسم کے تمام مساموں سے خون نکلنا یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔ ان کے لہجے میں حیرت کا شدید عنصر تھا۔

''میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے مسام پھوٹتے اور فواروں کی طرح خون نکلتے دیکھا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''ہوا کیا تھا اسے۔ کون ہے یہ اور تم اسے کہاں سے لائے ہو''...... ڈاکٹر فاروقی نے پوچھا تو سلیمان نے انہیں ساری تفصیل بتا دی اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے واپس کمرے میں آ گئے۔

''ڈی ایل اور نائٹ ہاؤس سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے نوجوان کسی نشہ آور منشیات لینے کے لئے فوراً جانا چاہتا ہو''۔ ڈاکٹر فاروقی نے میز کے پیچھے جا کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسا کون سا نشہ ہو سکتا ہے جس کے بروقت نہ ملنے سے انسان کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اس کے سارے جسم سے خون پھوٹ نکلے اور وہ مر جائے''...... سلیمان نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے بھی آج تک ایسی کسی منشیات کے بارے میں نہیں سنا کہ جس کے نہ ملنے سے انسان کی ایسی حالت ہوتی ہے۔ ہیروئن اور دوسرے ایسے نشوں کے نہ ملنے سے جسم اینٹھتا ضرور ہے اور انسانی حالت غیر ہو جاتی ہے لیکن ناک، کان اور منہ سے خون پھوٹ نکلے ایسا کبھی نہیں ہوتا اور اس نوجوان کے جسم کے تو ایک ایک مسام سے خون نکلا ہے''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''کیا آپ اس کا پوسٹ مارٹم نہیں کریں گے۔ پوسٹ مارٹم کرنے سے ہی پتہ لگے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا''...... سلیمان

نے کہا۔

"پوسٹ مارٹم کے لئے ہمیں اس نوجوان کے لواحقین کی اجازت کی ضرورت ہو گی۔ اب یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون ہے اور اس کا کس فیملی سے تعلق ہے۔ اس کے بعد ہی اس کا پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی اس کی فیملی کے بارے میں جاننا بے حد ضروری ہے۔ اس نے مجھے اپنا نام شیخ واجد بتایا تھا۔ اس کے پاس والٹ تھا۔ والٹ میں ضرور اس کا کوئی شناخت نامہ ہو گا۔ کیا آپ اس کا والٹ یہاں منگوا سکتے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ ویسے بھی میں نے اس کی نعش سرد خانے بھجوا دی ہے۔ اس کی جیبوں سے جو کچھ نکلا ہو گا میں اب یہاں منگوا لیتا ہوں"...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا تو باہر مترنم گھنٹی بج اٹھی اور پھر کچھ دیر بعد باہر کھڑا آدمی اندر آ گیا۔

"یس سر"...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فاروقی اسے ہدایات دینے لگا۔ ہدایات سن کر اردلی فوراً باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پلاسٹک بیگ تھا۔ اس نے وہ بیگ ڈاکٹر فاروقی کو دے دیا۔ ڈاکٹر فاروقی نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔

ڈاکٹر فاروقی نے پلاسٹک بیگ کھول کر اس میں سے چند چیزیں

باہر نکال کر میز پر رکھ دیں جن میں ایک قیمتی سیل فون، والٹ اور چھ کاغذات تھے۔ وہ کاغذات دیکھنے لگے۔

"کار کے لائسنس میں اس کا نام شیخ واجد درج ہے اور اس کی ولدیت شیخ عبدالسلام ہے"...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"ایڈریس کیا ہے اس کا"...... سلیمان نے پوچھا۔

"بنگلہ نمبر تھرٹی تھری، فیز تو آفیسرز کالونی"...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"آفیسرز کالونی۔ اوہ۔ تو یہ کسی سرکاری افسر کا بیٹا ہے"۔ سلیمان نے چونک کر کہا اور اس نے شیخ واجد کا والٹ اٹھایا اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا۔ والٹ میں اسی ہزار سے زائد رقم تھی۔ چند وزیٹنگ کارڈز کے علاوہ والٹ میں اے ٹی ایم اور دو کریڈٹ کارڈز بھی تھے جو اسی کے نام کے تھے۔

سلیمان نے وزیٹنگ کارڈز دیکھے۔ کارڈز مختلف افراد کے تھے۔ ان میں کسی کارڈ پر نائٹ ہاؤس نہیں لکھا ہوا تھا اور نہ ہی کسی ڈی ایف کے بارے میں کچھ درج تھا۔ سلیمان نے نوجوان کا سیل فون چیک کیا۔ سیل فون کی فون بک بھری ہوئی تھی۔ سلیمان فون کے ریسیونگ نمبر اور ڈائلڈ نمبر چیک کرنے لگا۔ ڈائلنگ میں ایک ان نان نمبر تھا۔ سلیمان نے اس نمبر کو سلیکٹ کر کے اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ریڈ کلب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''اوہ سوری۔ غلطی سے آپ کا نمبر مل گیا ہے۔ میں نے تو نائٹ ہاؤس کا نمبر ملایا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''نائٹ ہاؤس۔ ایک منٹ''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سلیمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے ایسے ہی نائٹ ہاؤس کا کہہ دیا تھا۔

''یس۔ جاشو دادا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''جاشو دادا۔ میں شیخ واجد بول رہا ہوں''...... سلیمان نے ڈاکٹر فاروقی کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے آواز بدل کر کہا۔

''اوہ۔ تم کہاں ہو۔ تم جانتے نہیں تمہارے چھتیس گھنٹے پورے ہونے والے ہیں۔ چھتیس گھنٹے پورے ہونے سے پہلے اگر تم نے ڈی ایل نہ لیا تو تمہارا کیا حشر ہوگا۔ یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی چکے ہو''...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

''بس۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچنے والا ہوں۔ تم ڈی ایل تیار رکھو''...... سلیمان نے کہا۔

''سیٹ تیار ہے۔ تم رقم پوری لانا۔ پوری رقم کے بغیر میں تمہیں سیٹ نہیں دوں گا''...... دوسری طرف سے جاشو دادا نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں پوری رقم لا رہا ہوں''...... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

''وقت کم ہے۔ جلدی آ جاؤ۔ راستے میں اگر تم بے ہوش ہو

گئے تو تمہاری آنکھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گی''۔ دوسری طرف سے جاشو دادا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ رابطہ منقطع ہونے پر سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا ہوا۔ کہاں کا نمبر تھا''...... ڈاکٹر فاروقی نے پوچھا۔

''نائٹ ہاؤس کا''...... سلیمان نے کہا اور اس نے فون پر ہونے والی بات چیت کی تفصیل ڈاکٹر فاروقی کو بتا دی۔

''اوہ۔ تو یہ ڈی ایل کسی نشے کا ہی نام ہے۔ لیکن یہ کون سا نشہ ہے جو چھتیس گھنٹے نہ ملنے کی صورت میں انسان کی موت کا باعث بن جاتا ہے اور وہ بھی اس قدر بھیانک اور خوفناک موت کہ سارے جسم کے مساموں سے خون پھوٹ نکلے''...... ڈاکٹر فاروقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈی ایل کسی نشلی دوا کا مخفف معلوم ہوتا ہے۔ اصل نام پتہ چلے گا تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا نشہ ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''عمران کہاں ہے۔ اس سے بات کراؤ۔ اگر ہمارے ملک میں اس قدر خطرناک نشہ آور منشیات موجود ہیں جس کے نہ ملنے پر انسان چھتیس گھنٹے میں ہلاک ہو جائے تو یہ بہت خوفناک بات ہے۔ یہ نشے کی کوئی تیز اور نئی قسم معلوم ہوتی ہے ورنہ عام طور پر نشلی منشیات لینے والوں کا اس قدر خوفناک انجام نہیں ہوتا''۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''صاحب تو بیرون ملک گئے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے جا

کر بڑے صاحب سے بات کرنی پڑے گی۔ ویسے بھی یہ ان کے
ہی ڈیپارٹمنٹ کا کیس ہے۔ وہی اسے ہینڈل کریں تو اچھا
ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''بڑے صاحب سے تمہاری مراد سر عبدالرحمٰن ہے''...... ڈاکٹر
فاروقی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں انہی کی بات کر رہا ہوں۔ میں ان کے پاس جا
کر انہیں ساری تفصیل بتا دوں گا۔ وہ سوپر فیاض سے کہہ کر آج ہی
ریڈ کلب یا نائٹ ہاؤس میں ریڈ کرا دیں گے اور پھر وہاں جو کچھ
ہو گا خود ہی سامنے آ جائے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ان کے آنے تک میں بھی انتظار کروں گا۔ اس
نوجوان کے گھر والوں کو وہ خود ہی انفارم کریں تو بہتر ہو گا''۔ ڈاکٹر
فاروقی نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ یہ ساری چیزیں اپنے پاس رکھیں۔ صاحب آپ کے
پاس خود آئیں گے یا پھر سوپر فیاض کو بھیجیں گے۔ تب یہ چیزیں
آپ انہیں دے دیں۔ میں فی الحال شیخ واجد کی کار لے جا رہا
ہوں۔ بڑے صاحب سے بات کر کے میں کار انہی کے حوالے کر
دوں گا''...... سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیل فون
اور شیخ واجد کا والٹ ڈاکٹر فاروقی کے حوالے کیا اور ان سے ہاتھ ملا
کر ان کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

عمران نے تھکے تھکے انداز میں کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو
مترنم بیل بجنے لگی لیکن اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ عمران نے
ایک بار پھر بیل بجائی لیکن اندر خاموشی تھی۔ اس نے ریسٹ واچ
دیکھی اور پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

''سلیمان شاید باہر سودا سلف لینے گیا ہوا ہے''...... عمران نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے دروازے کے اوپر بنے ہوئے روشن
دان میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک جھری میں انگلیاں ڈال کر وہاں
موجود فلیٹ کی چابی نکال لی۔ چابی نکال کر اس نے ڈور لاک میں
لگائی اور لاک کھول لیا۔ اس نے چابی دوبارہ روشن دان کی جھری
میں ڈالی اور دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اندر واقعی خاموشی تھی۔
عمران ڈرائنگ روم میں آ گیا اور پھر وہ ایک صوفے پر یوں
دھڑام سے گر گیا جیسے بڑی دور سے دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔

"سلیمان پیارے۔ کہاں ہو تم۔ جلدی آؤ۔ تمہارے ہاتھ کی چائے پیئے ہوئے منہ کے ساتھ ناک، کان اور آنکھیں بھی ترس گئی ہیں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ پچھلے کئی روز سے ایکریمیا گیا ہوا تھا۔ ایکریمیا میں وہ سرداور کے کہنے پر ایک سائنس دان سے ملنے کے لئے گیا تھا۔ اس سائنس دان کی ایک نجی ڈائری سرداور کے پاس رہ گئی تھی جو چند دنوں قبل ایکریمیا سے خصوصی طور پر پاکیشیا سرداور سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ وہ ایک خاص فارمولے پر کام کر رہے تھے جس کے لئے انہوں نے سرداور سے ڈسکس کی تھی اور ان سے فارمولے کے سلسلے میں صلاح و مشورے بھی لئے تھے۔ اس سائنس دان نے چونکہ جلدی واپس جانا تھا اس لئے وہ جلدی میں سرداور کے پاس اپنی ڈائری بھول گئے تھے اور اس ڈائری میں چونکہ اس کے مخصوص فارمولے درج تھے اس لئے سرداور اس ڈائری کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ ڈائری خود ایکریمیا نہیں لے جا سکتے تھے اس لئے انہوں نے عمران سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح یہ ڈائری ایکریمیا میں ان کے سائنس دان دوست کے پاس پہنچا دے۔

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور عمران فارغ تھا اس لئے وہ سرداور کے کہنے پر ان سے ڈائری لے کر ایکریمیا چلا گیا تھا اور ڈائری سرداور کے دوست سائنس دان کے حوالے کر کے آج ہی واپس لوٹا تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا اپنے

فلیٹ آیا تھا۔ فلیٹ لاکڈ تھا اس لئے اس نے دروازے کے اوپر روشن دان کی جھری سے چابی نکالی اور اندر آ گیا۔

"لگتا ہے صاحب بہادر لمبے چکروں میں باہر گئے ہیں۔ اپنے لئے مجھے خود ہی چائے بنانا پڑے گی۔ اب اللہ سے دعا ہے کہ کچن میں دودھ، چینی اور پتی مل جائے ورنہ پانی ہی ابال کر پینا پڑے گا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایک تو یہ کمبخت فون ہی پیچھا نہیں چھوڑتے۔ جہاں جاؤ بجنا شروع ہو جاتے ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ عمران کبھی فون کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی دروازے کی طرف جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ وہ فون کی طرف جائے یا چپکے سے دروازے سے نکل کر کچن کی طرف چلا جائے۔

"ہونہہ۔ اسے نہ اٹھایا تو یہ اسی طرح گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختا رہے گا۔ پہلے اسے سن ہی لوں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) تھکا ماندہ، بھوکا پیاسا اور سلیمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے کو ترسا ہوا بول رہا ہوں"...... رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہی عمران کی زبان کا چرخہ چل پڑا۔

"السلام علیکم۔ فاروقی ہسپتال سے ڈاکٹر فاروقی بول رہا ہوں

عمران صاحب''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''وعلیکم السلام۔ میرے حال احوال بخیریت ہیں ڈاکٹر صاحب۔ میرے غدودان معدہ میں حالت گڑبڑ کی سی ہے لیکن یہ گڑبڑ محض چائے کا ایک کپ پینے کے لئے ہے اور کچھ نہیں اس لئے مجھے اپنا چیک اپ کرانے کے لئے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے اور وہ بھی فاروقی ہسپتال کے اتنے بڑے ڈاکٹر کی''...... عمران نے سلام دعا کے بعد اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر فاروقی ہنس پڑے۔

''میں نے آپ کا چیک اپ کرنے یا کرانے کا مشورہ دینے کے لئے فون نہیں کیا عمران صاحب''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''فون تو آپ ہی نے کیا ہے ڈاکٹر صاحب۔ مجھ سے قسم لے لیں جو میں نے سوائے سننے کے لئے رسیور کو ہاتھ بھی لگایا ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ڈاکٹر فاروقی کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''سلیمان تو بتا رہا تھا کہ تم کسی کام کے سلسلے میں بیرون ملک گئے ہوئے ہو''...... ڈاکٹر فاروقی نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''سلیمان نے کہا تھا۔ نصیب دشمناں۔ کیا وہ آپ کے پاس ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ

وہ اب تک واپس پہنچ گیا ہو گا اس لئے میں نے فون کیا تھا''۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا اور پھر انہوں نے خود ہی عمران کو سلیمان کے فاروقی ہسپتال پہنچنے اور شیخ واجد کو وہاں لانے کی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تو کیا آپ ابھی تک یہ نہیں جان پائے کہ اس نوجوان کو ہوا کیا تھا۔ اس نے ایسا کون سا نشہ لیا تھا جس کی وجہ سے اسے اس قدر خوفناک موت مرنا پڑا تھا''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس کا پتہ تو پوسٹ مارٹم اور کیمیکل تجزیے کے بعد ہی چلے گا۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ وہ یہاں شیخ واجد کا سیل فون چھوڑ گیا تھا۔ اس سیل فون پر بار بار ریڈ کلب والوں کی کال آ رہی ہے۔ میں نے ابھی تک کال رسیو نہیں کی۔ میں سلیمان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ ریڈ کلب والوں کو کیا جواب دوں''۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''آپ ان کی کوئی کال رسیو نہ کریں بلکہ سیل فون آف کر دیں۔ میں آپ کے پاس ایک آدمی کو بھیجتا ہوں۔ آپ شیخ واجد کا سیل فون اور اس کی تمام چیزیں اسے دے دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو''...... ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''اور سلیمان کی کال آئے تو اسے میرا بتا دیں کہ میں فلیٹ میں ہوں۔ وہ فلیٹ میں آ جائے یا مجھے کال کرے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں کہہ دوں گا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ڈی ایل۔ یہ کسی نشے کے نام کا مخفف ہی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے سپیشل روم میں جا کر ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر پر کال کی اور اسے فاروقی ہسپتال بھیج دیا تاکہ وہ ڈاکٹر فاروقی سے شیخ واجد کا سیل فون اور اس کا دوسرا سامان لا سکے۔ عمران نے تمام چیزیں لے کر اسے فلیٹ میں آنے کا حکم دیا تھا۔ کال کرنے کے بعد وہ کمرے سے نکلا تو اسے بیرونی دروازے سے سلیمان اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ سلیمان کا چہرہ پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔

''آپ۔ آپ کب آئے صاحب''...... سلیمان نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

''مجھے تو دنیا میں آئے ہوئے برسوں ہو چکے ہیں پیارے۔ تم بتاؤ۔ تم کہاں سے آ رہے ہو اور یہ خون۔ بکرا عید تو ہے نہیں پھر کس کا ہاتھی ذبح کر کے آئے ہو''...... عمران نے اس کے لباس پر لگے ہوئے خون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ہاتھی کا نہیں انسانی خون ہے صاحب''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''انسان۔ ارے باپ رے۔ کسی انسان کو کاٹ کر آئے ہو کیا۔ خانساماں سے خونی خانساماں کب سے بن گئے''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''صاحب پلیز۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔ آپ مجھے اور پریشان نہ کریں''...... سلیمان نے کہا۔

''پلیز۔ ویری گڈ۔ میرے چند دن باہر رہنے کے بعد تم نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ پلیز بھی کہنا سیکھ گئے ہو''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میرا موڈ بہت آف ہے۔ مجھ سے مذاق نہ کریں''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''ایک تو تمہارے موڈ کا پتہ نہیں چلتا۔ کبھی آن ہوتا ہے تو کبھی آف۔ کسی دن تمہارے موڈ کا فیوز اڑ گیا تو تم بھی شیخ واجد کی طرح ملک عدم سدھار جاؤ گے''...... عمران نے کہا تو شیخ واجد کا نام سن کر سلیمان یوں اچھلا جیسے اسے زبردست کرنٹ لگا ہو۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''کک۔ کک۔ کیا نام لیا ہے آپ نے''...... سلیمان نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''شیخ واجد۔ جس کا تم گلہ کاٹ کر آ رہے ہو''...... عمران نے کہا

تو سلیمان واقعی حیرت سے عمران کا منہ تکنے لگا۔

''آپ۔ آپ شیخ واجد کو کیسے جانتے ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں''...... سلیمان نے ادھوری بات کرتے ہوئے کہا۔

''جتنا تم اسے جانتے ہو اتنا ہی مجھے بھی اس کے بارے میں معلوم ہے۔ وہ کسی ڈی ایل نامی نشے کے لئے نائٹ ہاؤس جا رہا تھا۔ راستے میں تم آ گئے اور تم نے اس بے چارے کو اپنی حماقتوں سے زچ کرنا شروع کر دیا۔ اسے دیر ہو رہی تھی لیکن تم اس کی کوئی بات سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہو رہے تھے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سلیمان کو ساری تفصیل بتاتا چلا گیا جیسے یہ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے ہی ہوا ہو اور عمران کی باتیں سن کر سلیمان کا حیرت سے برا حال ہو رہا تھا۔

''خدا کی پناہ۔ آپ تو یہ سب کچھ ایسے بتا رہے ہیں جیسے یہ سب کچھ آپ نے خود دیکھا ہو''...... سلیمان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی سمجھ لو۔ اچھا یہ بتاؤ تم سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے آفس گئے تھے۔ ڈیڈی یا سوپر فیاض سے ملاقات ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے اسے چونکہ ساری باتیں بتا دی تھیں اس لئے وہ جانتا تھا کہ سلیمان سر عبدالرحمٰن یا سوپر فیاض سے ملنے کے لئے ان کے آفس میں ہی گیا ہو گا۔

''یا اللہ۔ میرے صاحب پر رحم کرنا۔ یہ جس قدر جاننے لگ

گئے ہیں اس سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے کہ ان کی زندگی کے دن کم ہیں کیونکہ جن کی زندگی کے دن گنے چنے ہوں انہیں ہی ایسے الہام ہوا کرتے ہیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا بتاؤ۔ ڈیڈی یا سوپر فیاض سے ہوئی کوئی بات''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ بڑے صاحب پریذیڈنٹ سرکل گئے ہوئے ہیں۔ انہیں صدر مملکت نے کسی میٹنگ کے لئے بلایا ہے اور سوپر فیاض بھی ان کے ساتھ گیا ہے۔ میں تو یہاں اس لئے آیا ہوں کہ ڈی ایل کے بارے میں جاننے کے لئے میں خود نائٹ ہاؤس چلا جاؤں۔ وہاں جاشو دادا ہے۔ میں اس سے مل کر ڈی ایل کے بارے میں جاننا چاہتا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''تو تم فلیٹ میں واپس میک اپ کرنے کے لئے آئے تھے''۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمہارا کیا خیال ہے جاشو دادا کوئی عام انسان ہو گا اور وہ تمہیں آسانی سے سب کچھ بتا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''میرے سامنے ایک نوجوان کی جان گئی ہے صاحب۔ اس کی جس بھیانک انداز میں موت ہوئی ہے میں اسے نہیں بھول سکتا۔ اگر نائٹ ہاؤس کا جاشو دادا اس کی رگوں میں زہر اتارنے کا ذمہ دار ہے تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس سے ڈی ایل کی حقیقت میں اگلوا کر ہی رہوں گا چاہے اس کے لئے مجھے درندہ ہی کیوں نہ

بننا پڑے“...... سلیمان نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو جاؤ۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ جاشو دادا جیسے انسانیت کے دشمنوں کو فوراً کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے ورنہ ایسے لوگ ہماری نوجوان نسل کی رگوں میں اس طرح اندھیرا اتارتے رہیں گے اور نوجوان نسل موت کا شکار بنتی رہے گی“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا اس سلسلے میں آپ میری مدد نہیں کریں گے“...... سلیمان نے کہا۔

”کیسی مدد“...... عمران نے پوچھا۔

”آپ میرے ساتھ چلیں۔ ریڈ کلب کے نائٹ ہاؤس میں اگر کوئی منشیات کا سلسلہ چل رہا ہے تو اسے میں اور آپ مل کر ختم کر دیں گے“...... سلیمان نے کہا۔

”نہ بابا نہ۔ میں پہلے ہی تھکا ہوا ہوں۔ میں خواہ مخواہ پرائے پھڈوں میں ٹانگ نہیں اڑاتا۔ یہ سلسلہ تم سے شروع ہوا ہے اسے تم خود ہی سنبھالو۔ اگر کسی مرحلے پر میری ضرورت پڑی تو مجھے پکار لینا میں تمہارے کفن دفن کا بندوبست کرنے آ جاؤں گا“...... عمران نے کہا تو سلیمان اسے گھور کر رہ گیا۔

”تو آپ میرے کفن دفن کا سوچ رہے ہیں“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور نہیں تو کیا۔ شیروں کی کچھار میں جاؤ گے تو وہاں سے زندہ

واپس آنے کا تم سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔ تم برسوں سے میرے ساتھ رہ رہے ہو۔ میں تمہاری تنخواہوں کا بھی مقروض ہوں اور کچھ نہیں تو میں ان تنخواہوں کے بدلے تمہارے کفن دفن کا تو انتظام کر ہی لوں گا“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ میرا معاملہ ہے تو اب اسے میں خود ہی سنبھالوں گا۔ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ جاشو دادا کیا ہے اور اس نے نوجوانوں کی موت کا وہاں کیا انتظام کر رکھا ہے“...... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جانے سے پہلے ایک کپ چائے ہی پلاتے جاؤ۔ پھر شاید ہی تمہارے ہاتھوں کی چائے نصیب ہو“...... عمران نے کہا۔

”اپنا کام خود کرنا زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ میں چائے میں زہر ملا دوں تو“...... سلیمان نے کہا۔

”تمہارے ہاتھوں سے تو میں زہر بھی ہنس کر پی لوں گا۔ تم پلانے والے تو بنو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے نائٹ ہاؤس سے واپس آنے دیں میں آپ کی یہ حسرت بھی پوری کر دوں گا“...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران مسکراتا ہوا صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ سلیمان اب اس کے لئے چائے ضرور بنائے گا۔ سلیمان نوجوان شیخ واجد کی ہلاکت سے پریشان

تھا۔ وہ شاید اکیلا ہی ریڈ کلب جانا چاہتا تھا اور عمران نے بھی آسانی سے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ سلیمان میں بہرحال اتنی خوبیاں ضرور تھیں کہ وہ چھوٹے موٹے معاملات سنبھال سکتا تھا۔

شیخ واجد کی ہلاکت کی وجہ منشیات تھی اور عمران ایسے معاملات سے دور ہی رہتا تھا۔ ایسے معاملات سنبھالنے کے لئے اس نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی اور مسئلہ اگر کسی بین الاقوامی اسمگلروں اور منشیات فروشوں کا ہوتا تھا تو وہ فورسٹارز کو ہی حرکت میں لایا کرتا تھا۔ سلیمان ڈی ایل کے بارے میں خود جاننا چاہتا تھا اس لئے عمران نے اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ویسے بھی اس نے ٹائیگر کو فلیٹ میں بلا لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ سلیمان کے تیار ہونے تک ٹائیگر وہاں آ جائے گا اور وہ اسے سلیمان کے ساتھ بھیج دے گا۔ ویسے بھی ٹائیگر انڈر ورلڈ کا آدمی تھا اور اسے ریڈ کلب یا نائٹ کلب کا زیادہ علم ہوسکتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ اسے ڈی ایل کے بارے میں بھی معلوم ہو۔

تھوڑی دیر بعد سلیمان ایک چھٹے ہوئے بدمعاش کے میک اپ میں اس کے سامنے آ گیا۔ اس کا جاندار میک اپ دیکھ کر عمران اسے داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ سلیمان نے واقعی بڑے خونخوار بدمعاش کا روپ دھارا تھا۔ اس کے دائیں گال پر پرانے زخم کا لمبا سا نشان نظر آ رہا تھا اور اس کی آنکھیں یوں سرخ تھیں جیسے

انگارے دہک رہے ہوں۔ اس کے چہرے پر درشتگی اور انتہائی غضب کے تاثرات تھے اور وہ چائے کا کپ لایا تھا۔ اس نے کپ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اس قدر خوفناک اور بھیانک شکل والا بدمعاش میرے لئے چائے لایا ہے اس کے لئے شکریہ۔ ویسے اس بھیانک بدمعاش کا نام کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے نام پوچھ کر کیا کرنا ہے۔ آپ چائے پئیں۔ اور ہاں۔ میں نے اس میں زہر بھی ملا دیا ہے"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"زہر ملانے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارا یہ خوفناک روپ دیکھ کر ہی دل دہل رہا ہے۔ دس منٹ میرے پاس اور رک جاؤ تو ویسے ہی میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اب میں جاؤں"...... سلیمان نے سر جھٹک کر کہا۔ وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ شاید شیخ واجد کی ہلاکت نے اس پر گہرا اثر چھوڑا تھا اور وہ اس کی ہلاکت کی وجہ جاننے کے لئے بے تاب ہو رہا تھا۔

"رکو۔ ٹائیگر آ رہا ہے۔ اسے ساتھ لے جانا۔ ایک سے بھلے دو اچھے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ شکریہ۔ اب میں اکیلا ہی بھلا ہوں۔ جو کروں گا میں خود کروں گا۔ مجھے اب کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں ہے"۔

سلیمان نے کہا۔

”ریڈ کلب غنڈوں کی آماجگاہ ہو گی۔ کیا وہاں اکیلے سب سنبھال لو گے“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سنبھال لوں گا۔ آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وہاں موت کا ہرکارہ بن کر جا رہا ہوں۔ شیخ واجد کی موت کے ذمہ داروں کو میں ایسی بھیانک سزا دوں گا کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی“...... سلیمان نے سخت لہجے میں کہا۔

”پھر بھی۔ ٹائیگر ان لوگوں کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ اسے ساتھ لے لو۔ وہاں تمہارا اکیلے جانا خطرناک ہو سکتا ہے“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”جو بھی ہو میں اب وہاں اکیلا ہی جاؤں گا۔ ٹائیگر کو آپ اپنے پاس ہی بٹھا کر رکھیں“...... سلیمان نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ارے۔ سنو تو“...... عمران نے کہا لیکن سلیمان اس کی آواز اَن سنی کرتا ہوا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”اچھا بھائی۔ اگر تم نے مرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ چلو اور کچھ نہیں تو ٹائیگر سے کہہ کر نائٹ ہاؤس سے تمہاری لاش ہی اٹھوا لوں گا۔ باقی رہا کفن دفن تو اس کے لئے میں

سوپر فیاض کو کسی نہ کسی طرح ٹھگ ہی لوں گا“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کپ اٹھا کر چائے سپ کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد ٹائیگر وہاں آ گیا۔ اس نے عمران کو شیخ واجد کا سیل فون، اس کا والٹ اور کاغذات دے دیئے۔

”نائٹ ہاؤس کے بارے میں جانتے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”نائٹ ہاؤس۔ یہ تو ریڈ کلب کا حصہ ہے۔ ایک اوپن لان ہے جہاں خاص و عام شیشہ استعمال کرتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”شیشہ۔ کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”آپ شیشے کے بارے میں نہیں جانتے“...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

”جانتا ہوں۔ شیشہ گلاس کو کہتے ہیں اور عام طور پر شیشے کے برتن بنتے ہیں۔ شیشے کھڑکیوں اور دروازوں پر لگائے جاتے ہیں۔ گھروں، دفتروں ہر جگہ شیشے کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ گاڑیوں سے لے کر ہوائی جہاز تک میں اس شیشے کا استعمال ہوتا ہے اور الیکٹرونکس کی چیزوں میں بھی شیشے کا استعمال ہوتا ہے جیسے ٹی وی سکرین، پروجیکٹر، کیمرے۔ ان سب میں شیشہ ہی تو ہوتا ہے“...... عمران کی زبان چل پڑی۔

”میں اس شیشے کی بات نہیں کر رہا“...... ٹائیگر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''تو اور کون سا شیشہ ہوتا ہے۔ کیا تم شیشے کی کسی نئی قسم کا کہہ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''حقے کے بارے میں تو جانتے ہوں گے آپ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ بڑے بڑے چوہدری بلکہ پرانے دور کے راجہ مہاراجہ بھی حقے کا استعمال کرتے تھے۔ لمبی لمبی نالیوں والے حقے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتے رہتے تھے اور حقے کی گڑگڑ کی سریلی آواز وہ تو ماحول میں عجیب سا تاثر قائم کر دیتی تھی۔ آہ۔ گاؤ تکیئے سے ٹیک لگا کر حقہ گڑگڑانے کا جو لطف برگد کے پیڑ کے نیچے ملتا ہے وہ سگریٹ اور دوسرے لوازمات میں کہاں۔ کئی بار میں نے بھی حقہ لا کر یہاں گڑگڑانے کا سوچا تھا لیکن نامعقول آغا سلیمان پاشا جو بار بار چائے بنانے سے تنگ آ جاتا ہے بھلا بار بار چلم سلگانے کا کام کیسے کر سکتا تھا اس لئے میں نے اپنی سوچ اپنے تک ہی محدود کر رکھی تھی۔ اگر میں حقہ لا کر زبردستی اسے چلم سلگانے کا حکم دیتا تو وہ اپنے پانچ سالوں کی تنخواہیں مجھ سے ڈبل وصول کرنے پر تیار ہو جاتا''...... عمران رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

''شیشہ جدید دور کا ایک منی حقہ ہی ہے جو عام حقوں کی طرح بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی۔ عام حقوں میں عام طور پر مخصوص

تمباکو کا استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ حقہ جسے شیشہ کہا جاتا ہے اس میں تمباکو کے ساتھ مختلف فلیور استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے ایپل، پیپر منٹ، کوکونٹ، چاکلیٹ، مینگو اور اسی طرح کے بے شمار فلیور۔ شیشہ حقے کی طرح گڑگڑایا جاتا ہے اور اس کا دھواں فلیورڈ ہو جاتا ہے جس سے سانس بھی مہک اٹھتی ہے اور ماحول بھی۔ پسندیدہ فلیور استعمال کرنے والے کو یہی لگتا ہے جیسے وہ تروتازہ پھل کھا رہا ہو۔ پہلے شیشے کا استعمال محدود تھا لیکن اب یہ ہر خاص و عام میں تیزی سے مقبول ہو رہا ہے۔ سستے داموں منی حقہ سیٹ بھی مل جاتا ہے اور ہر طرح کے فلیور بھی۔ عام طور پر لوگ اس کا استعمال پارکوں اور لانوں میں کرتے ہیں بلکہ شیشہ کا استعمال اس قدر ہوتا جا رہا ہے جیسے فیشن ہو۔ ہوٹلوں اور کلبوں کے پارکوں میں مرد اور عورتیں بھی شیشہ پیتی ہیں اور ان میں نوجوان نسل تو سب سے آگے ہے۔ اب تو شیشے کا فیشن اس قدر عام ہو گیا ہے کہ یہ گھر گھر میں استعمال ہو رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی حقہ پیتی ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کسی پارک میں جا کر دیکھیں تو سہی۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی کثرت سے شیشہ استعمال کرتے ہیں اور میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ یہ آج کا جدید فیشن بن گیا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

"حیرت ہے۔ کیا یہ عام فلیور ہوتے ہیں۔ ان میں نشہ اور کوئی نقصان دہ عنصر نہیں ہوتا"...... عمران نے پوچھا۔

"تمام فلیور کیمیکل اور تمباکو سے بنائے جاتے ہیں اور ان کا نقصان سگریٹ پینے جیسا ہے۔ سگریٹ میں نکوٹین اور ٹار ٹار ہوتا ہے اور ان فلیورز میں ان دونوں سمیت کیمیکلز بھی ہوتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر ان کا فیملیز میں اور خاص طور پر لڑکیوں کا استعمال سمجھ میں نہیں آ رہا"...... عمران نے کہا۔

"فیشن ایبل طبقات میں ایسی چیزوں کو بہت سراہا جاتا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پھر بھی جو غلط ہے وہ غلط ہے۔ فیشن کے چکروں میں پڑ کر انسان اپنی صحت کا نقصان کرے یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ میں نہیں مانتا ایسے کسی فیشن کو"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہو گا باس۔ ہمارا معاشرہ ایسا ہی ہے جس طرح خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح آج کے دور کے نوجوان بھی ایک دوسرے کو دیکھ کر رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ کسی ایک نے جدید اور نیا فیشن اپنایا نہیں اور دوسرا اس کے رنگ میں فوراً رنگ جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ ڈی ایل کس قسم کی منشیات کا نام ہے"۔

عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"ڈی ایل۔ یہ کیا نام ہے۔ میں نے تو ایسا نام پہلے نہیں سنا"...... ٹائیگر نے حیرانی سے کہا۔

"ریڈ کلب میں بھی تم نے ڈی ایل کا نام نہیں سنا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ویسے ریڈ کلب میں گئے ہوئے مجھے کافی وقت ہو چکا ہے۔ وہاں اس نام کا کوئی نیا نشہ متعارف ہوا ہو تو اس کا مجھے علم نہیں ہے لیکن میرے وہاں سورسز ہیں۔ میں پتہ لگا سکتا ہوں کہ ڈی ایل کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کلب کا منیجر جاشو دادا ہے نا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کلب کا منیجر تھامسن میکلین ہے۔ جس کا تعلق ایکریمیا سے ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر یہ جاشو دادا کون ہے۔ اس کے بارے میں جانتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"جاشو دادا کلب کے محافظوں کا انچارج ہے یا اسے کلب کے بدمعاشوں کا بڑا کہہ لیں۔ لیکن وہ بھی تھامسن میکلین کے تحت ہی کام کرتا ہے۔ خاصا تیز طرار، مکار، بے رحم اور سفاک انسان ہے۔ غنڈہ گردی اور جرائم کے کاموں میں تھامسن میکلین اسے ہی آگے رکھتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ سلیمان کے مقابلے پر آئے تو کیا

سلیمان اسے سنبھال لے گا''...... عمران نے کہا۔

''سلیمان۔ اوہ نہیں۔ سلیمان اس کے مقابلے میں چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکے گا۔ جاشو دادا ہتھ چھٹ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خونخوار اور بے رحم درندہ ہے۔ وہ اپنے سامنے آنے والے دشمن کو لمحوں میں چیر پھاڑ دیتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تم کہہ رہے ہو''...... عمران نے ٹائیگر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا ابھی تک اس سے سامنا نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بارے میں جو کچھ سنا ہے اس سے آپ کو آگاہ کر رہا ہوں لیکن ایسے لوگوں کا شہرہ ایسے ہی نہیں ہوتا اس لئے میں آپ کو وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سلیمان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس کا ڈیل ڈول بھی سلیمان سے بہت زیادہ ہے۔ سلیمان شاید اس کے ایک ہاتھ کا وار بھی نہ سہہ سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر جاؤ اس کے پیچھے۔ وہ جاشو دادا کو تر نوالہ سمجھ کر ریڈ کلب گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جاشو دادا کے سامنے جا کر وہ شیخیاں بگھارنا شروع کر دے اور مجھے واقعی اس کے کفن دفن کا بندوبست کرنا پڑے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''سلیمان ریڈ کلب گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ نے اسے وہاں جانے کیوں دیا۔ ریڈ کلب بھڑوں کا چھتہ ہے۔ وہاں صرف کارڈز ہولڈر ہی جا سکتے ہیں۔ غیر فرد کے لئے کلب کے دروازے بند

رہتے ہیں اور کوئی زبردستی جانے کی کوشش کرے تو اسے کلب کے باہر ہی گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چلو اچھا ہے۔ آج یا سلیمان نہیں یا جاشو دادا نہیں۔ دنیا سے کسی ایک کا بوجھ تو کم ہو گا''...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

''باس۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ سلیمان کی زندگی خطرے میں ہے۔ آپ اسے فون کر کے فوراً واپس بلا لیں۔ میرے پاس ریڈ کلب کا کارڈ ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں اور میں جلد ہی آپ کو ڈی ایل کے بارے میں معلوم کر کے بتا دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے چہرے پر قدرے تشویش کے تاثرات تھے جبکہ عمران غور سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔

''اس کے پاس سیل فون نہیں ہے۔ وہ تمہارے آنے سے پہلے یہاں سے نکل گیا تھا۔ اب تک تو وہ ریڈ کلب پہنچ بھی چکا ہو گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اب سلیمان کے لئے آپ خصوصی طور پر دعا کریں۔ اگر اس کا واقعی جاشو دادا سے ٹکراؤ ہو گیا تو اس کا زندہ بچنا مشکل ہو جائے گا۔ بہت مشکل''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم جاشو دادا سے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خائف معلوم ہو رہے ہو۔ کہیں فارغ رہ رہ کر تم جنگل کے ٹائیگر سے چڑیا گھر کے پنجرے کے ٹائیگر تو نہیں بن گئے''...... عمران نے غصے سے کہا۔

''اوہ نو باس۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے نا

کہ میں نے جاشو دادا کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ سلیمان اس کے پاسنگ کا بھی نہیں ہے۔ وہ ضرور جاشو دادا کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ میں جاشو دادا کے لئے نہیں سلیمان کے لئے پریشان ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سلیمان کے بارے میں پھر تم نہیں جانتے۔ دیکھنے میں وہ احمق بلکہ احمقوں کا سردار معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ مجھ سے بھی بڑا جاسوس ہے۔ اگر میرا بس چلے تو میں اسے جاسوس اعظم کا خطاب دے دوں لیکن اگر میں نے ایسا کیا تو وہ خواہ مخواہ میرے سر چڑھ جائے گا اس لئے اسے جاسوس خانساماں کہہ کر ہی ٹرخا دیتا ہوں۔ وہ تمہاری طرح میرا شاگرد ہے اور میرا شاگرد جاشو دادا جیسے بدمعاش سے مار کھا جائے ایسا ہو نہیں سکتا۔ اگر سلیمان، جاشو دادا کے ہاتھوں پٹ کر آ گیا تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں سلیمان کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا''...... عمران نے کہا۔ اس نے آخری الفاظ سنجیدگی سے اور نہایت سخت لہجے میں کہے تھے۔

''سلیمان آپ کا شاگرد ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اور نہیں تو کیا۔ اسے چائے بنانا، کھانا پکانا، کپڑے اور برتن دھونا سب کچھ میں نے ہی تو سکھایا ہے۔ جب وہ کوٹھی سے میرے ساتھ فلیٹ میں آیا تو کمبخت کو اچھی طرح اپنا منہ دھونا بھی نہیں آتا تھا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا تو اس زمرے میں آپ اسے اپنا شاگرد کہہ رہے ہیں''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اِس زمرے میں ہو یا اُس زمرے میں۔ شاگرد، شاگرد ہی ہوتا ہے اور وہ شاگرد ہی کیا جو کسی بھی معاملے میں اپنے استاد کی ناک نیچی کر دے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''باس۔ اگر اجازت دیں تو میں سلیمان کے پیچھے جاتا ہوں۔ کہیں وہ سچ مچ مصیبت میں نہ پھنس جائے''...... ٹائیگر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ دیکھو جا کر اسے۔ وہ کوئی حماقت نہ کر دے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

انتہائی شاندار اور قیمتی سامان سے آراستہ کمرہ دفتری انداز میں سجا ہوا تھا جس کے سامنے والی دیوار کے پاس ایک جہازی سائز کی مہاگنی کی میز پڑی ہوئی تھی۔ اس میز کے دوسری طرف ایک اونچی نشست والی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ البتہ اس کے سر کے اطراف میں سفید بالوں کی جھالر سی بنی ہوئی تھی۔ ادھیڑ عمر کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور وہ سامنے رکھی ہوئی ایک فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بال پوائنٹ تھا جس سے وہ فائل میں موجود پرنٹڈ پیپر پر کرکشنز کر رہا تھا جیسے پرنٹڈ پیپرز کو وہ نہایت باریک بینی سے پروف کر رہا ہو۔ ادھیڑ عمر کا رنگ سفید تھا اور وہ شکل وصورت سے ہی غیر ملکی معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"...... ادھیڑ عمر نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک جسیم اور انتہائی لمبا تڑنگا نوجوان اندر آ گیا۔ اس نوجوان نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ نوجوان کی ایک آنکھ پر سیاہ پٹی تھی۔ نوجوان کے دائیں گال پر پرانے زخم کا گہرا نشان تھا اور اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی جس میں زخم کا نشان اور زیادہ نمایاں ہو رہا تھا۔ نوجوان شکل و صورت سے ہی بے حد ہتھ چھٹ، بے رحم، سفاک اور خطرناک بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور میز کے پاس آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ ادھیڑ عمر نے فائل سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اس نے بال پوائنٹ فائل پر رکھ کر فائل بند کر دی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا باس"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹھو"...... ادھیڑ عمر نے فائل اٹھا کر میز کے دائیں طرف رکھتے ہوئے کہا تو نوجوان سر ہلا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آیا نہیں وہ ابھی تک"...... باس نے نوجوان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نو باس۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی کال آئی تھی۔ وہ راستے میں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں یہاں پہنچ جائے گا"...... نوجوان نے کہا۔

"کتنا وقت ہے اس کے پاس"...... باس نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرے حساب سے تو اس کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ لیکن اب بھی وہ دس پندرہ منٹوں تک یہاں پہنچ جائے تو اس کی جان بچ سکتی ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"اس کا زندہ رہنا بہت ضروری ہے جاشو دادا۔ ایسا نہ ہو کہ اسے دیر ہو جائے اور راستے میں ہی اسے ری ایکشن ہو جائے"۔ باس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے جلد سے جلد پہنچنے کی ہدایات دی تھیں باس لیکن پتہ نہیں اسے دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اب تک تو اسے آ جانا چاہیے تھا"...... جاشو دادا نے کہا۔

"تم نے اس سے دوبارہ رابطہ کرنا تھا۔ اس کا سیل فون نمبر ہے نا تمہارے پاس"...... باس نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں ابھی اسے کال کرتا ہوں"...... جاشو دادا نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی رہنے دو۔ دس منٹ اور دیکھ لو۔ شاید وہ آ جائے"...... باس نے کہا تو جاشو دادا نے وہیں ہاتھ روک لیا۔

"جب وہ آئے تو آج اسے ڈی ایل کی ڈبل ڈوز دے دینا۔ جب وہ مدہوش ہو جائے تو اسے فوری طور پر روم نمبر ایٹ ون میں لے جا کر شکنجے میں جکڑ دینا۔ میں خود آ کر اس سے وہاں پوچھ گچھ

کروں گا"...... باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس"...... جاشو دادا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آدمیوں کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی"...... باس نے پوچھا۔

"نو باس۔ میرے آدمی ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں لیکن ڈبل زیرو یوں غائب ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ یوں لگ رہا ہے جیسے وہ اس شہر سے نکل گیا ہو"...... جاشو دادا نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ابھی اسی شہر میں ہی کہیں چھپا ہوا ہے۔ اگر وہ شہر سے باہر گیا ہوتا تو میرے آدمیوں کو ضرور پتہ چل جاتا۔ میں نے دوسرے شہروں کی طرف جانے والے راستوں پر چیکنگ کر رکھی ہے۔ وہ کسی بھی روپ میں ہو میرے آدمیوں سے نظر بچا کر اس شہر سے نہیں نکل سکتا"...... باس نے کہا۔

"لیکن باس۔ اگر وہ اس شہر میں ہوتا تو اب تک میرے آدمی بھی اسے تلاش کر چکے ہوتے۔ میرے آدمیوں نے ہر اس جگہ ریڈ کی تھی جہاں جہاں اس کے ہونے کے امکان ہو سکتے تھے"۔ جاشو دادا نے کہا۔

"پھر بھی مجھے یقین ہے کہ وہ ابھی اس شہر سے باہر نہیں گیا۔ بہرحال شیخ واجد کو آ لینے دو اور کسی کو معلوم ہو یا نہ ہو مگر شیخ واجد کو اس کے بارے میں ضرور پتہ ہو گا کہ ڈبل زیرو کہاں ہے۔ شیخ

واجد کی مدد کے بغیر وہ کسی بھی طرح اس شہر سے نہیں نکل سکتا۔ شیخ واجد یہاں ہے تو پھر سمجھو کہ وہ بھی ابھی یہیں ہے“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ میں بھی اس لئے شیخ واجد کا منتظر ہوں۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ شیخ واجد ڈی ایل کا عادی بن چکا ہے ورنہ شاید وہ اس طرف کبھی نہ آتا“...... جاشو دادا نے کہا۔

”بالکل۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ شیخ واجد یہاں ضرور آئے گا کیونکہ ڈی ایل اس وقت ہمارے کلب کے سوا کہیں اور دستیاب نہیں ہے۔ شیخ واجد کو یہاں تک لانے کے لئے ہی میں نے ہر جگہ سے ڈی ایل مہنگے داموں اٹھوا لیا تھا تاکہ اس کے حصول کے لئے شیخ واجد صرف یہیں آئے“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ پاکیشیا میں ڈی ایل کی اگلی کھیپ آنے میں بھی ابھی کئی ہفتے لگیں گے اس لئے جیسے ہی اسے ڈی ایل کی ضرورت ہو گی وہ سیدھا ہمارے کلب میں آئے گا۔ میں نے ان تمام جگہوں پر اپنے آدمی تعینات کر دیئے ہیں جہاں ڈی ایل پہلے سے موجود تھا۔ جو افراد ڈی ایل کے لئے کہیں جائیں گے انہیں میرے آدمی سیدھا ہمارے کلب کا راستہ بتا دیں گے اور ہم یہاں اپنی مرضی کی رقم وصول کریں گے۔ ڈی ایل ہمارے کلب میں نایاب ٹانک کی شکل میں دستیاب ہو گی جس کے لئے لوگ ہمیں منہ مانگی رقم دیں گے“...... جاشو دادا نے کہا۔

”پھر بھی احتیاط کرنا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو چوبیں سے چھتیس گھنٹوں تک ڈی ایل کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ ڈی ایل عام لوگوں کے لئے آٹھ سے دس گھنٹوں تک لینا بے حد ضروری ہے ورنہ ری ایکشن کی صورت میں ان کی ہلاکتیں بھی ہو سکتی ہیں اس لئے ایسے افراد کی ہی کھالیں اتارنا جو بڑے اور اونچے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ عام لوگوں کو اس معاملے میں زیادہ پریشان نہ کرنا چاہے کاسٹ کے کاسٹ ہی انہیں ڈی ایل کیوں نہ دینی پڑے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے کلب میں کسی کی ہلاکت ہو۔ ہاں۔ اگر کوئی کلب کے باہر ہلاک ہوتا ہے تو ہوتا رہے اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہو گا“...... باس نے کہا۔

”باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کسی کو کلب میں ہلاک ہونے کا موقع نہیں دوں گا“...... جاشو دادا نے کہا۔

”شیخ واجد ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے اس لئے اسے اگر فری ڈی ایل دینا پڑے تو دے دینا۔ آج ہمیں ہر حال میں اس کی زبان کھلوانی ہے۔ ڈبل زیرو کے پاس ہمارا ایک بہت بڑا راز ہے۔ اگر وہ راز لے کر یہاں سے نکل گیا تو ہمارے لئے سخت مشکل ہو جائے گی“...... باس نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ ایک بار شیخ واجد یہاں آ جائے پھر ہمارے لئے ڈبل زیرو تک پہنچنا بہت آسان ہو جائے گا“۔ جاشو دادا نے کہا۔

"کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب تک شیخ واجد کو یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا"...... باس نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پارکنگ بوائے اور کاؤنٹر مین سے کہہ دیا ہے۔ شیخ واجد کی کار جیسے ہی آئے گی وہ مجھے اس کی آمد کے بارے میں فوراً بتا دیں گے"...... جاشو دادا نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن شیخ واجد کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر اس نے اگلے دس منٹوں تک ڈی ایل نہ لیا تو وہ ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو جائے گا۔ اس کے جسم سے اگر خون پھوٹ نکلا تو اس کا زندہ بچنا ناممکن ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ شیخ واجد ڈبل زیرو کے بارے میں کچھ بتائے بغیر ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو جائے"...... باس نے کہا۔

"آپ سے زیادہ اس کے لئے میں پریشان ہوں باس"۔ جاشو دادا نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں اور باتیں ہوتیں اچانک جاشو دادا کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جاشو دادا نے فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا۔

"پارکنگ بوائے کی کال ہے باس۔ شاید شیخ واجد پہنچ چکا ہے"...... جاشو دادا نے کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جاشو داد نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کر کے فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔ جاشو دادا سپیکنگ"...... جاشو دادا نے بے حد کرخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بات سننے لگا۔ دوسری طرف کی

بات سن کر اس کے چہرے پر شدید حیرت لہرانے لگی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکلخت غصے اور پریشانی سے بگڑ گیا تھا۔

"کون ہے وہ۔ کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے"...... جاشو دادا نے غصیلے لہجے میں کہا جبکہ باس غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہونہہ۔ اس کی موت اسے یہاں کھینچ لائی ہے۔ ٹھیک ہے۔ آنے دو اسے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کون ہے اور وہ شیخ واجد کی کار میں کیوں آیا ہے"...... جاشو دادا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا ہوا"...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پارکنگ میں شیخ واجد کی کار آئی ہے لیکن اس کار میں شیخ واجد نہیں بلکہ ایک مقامی بدمعاش آیا ہے"...... جاشو دادا نے کہا۔

"بدمعاش۔ کیا مطلب۔ شیخ واجد کی کار میں بدمعاش کا کیا کام۔ کون ہے وہ"...... باس نے چونک کر کہا۔

"میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں"...... جاشو دادا نے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے چونک کر مختلف رنگوں کے پڑے ہوئے فون سیٹوں میں سے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ...... باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کاؤنٹر سے جامی بول رہا ہوں جناب'' ...... دوسری طرف سے کاؤنٹر مین کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کیوں فون کیا ہے'' ...... باس نے اسی لہجے میں کہا۔

''ایک آدمی آیا ہے جناب۔ وہ جاشو دادا سے ملنا چاہتا ہے''۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

''کون ہے وہ۔ نام کیا ہے اس کا'' ...... باس نے پوچھا۔

''اس نے اپنا نام تو نہیں بتایا لیکن وہ خود کو بلیک ماسٹر کہہ رہا ہے'' ...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

''بلیک ماسٹر۔ ہونہہ۔ اس سے پوچھو کہ وہ جاشو دادا سے کس لئے ملنا چاہتا ہے۔ میری بات کراؤ اس سے'' ...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ یہ بات کریں'' ...... دوسری طرف سے کاؤنٹر مین نے کہا۔ باس نے جاشو دادا کو وہیں رکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

''یس۔ بلیک ماسٹر بول رہا ہوں'' ...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''کون بلیک ماسٹر۔ کہاں سے آئے ہو'' ...... باس نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے اور غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم بتاؤ۔ تم کون ہو۔ کیا تم جاشو دادا ہو'' ...... دوسری طرف سے اسی انداز میں پوچھا گیا۔

''میں تھامسن ہوں۔ تھامسن میکلین۔ جاشو دادا کا باس'' ...... باس

نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا جاشو دادا یہاں کا باس نہیں ہے'' ...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''تم بتاؤ۔ تم اس سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہو'' ...... باس نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے اس سے نہیں تم سے ملنا ہے۔ کیا نام بتایا تم نے۔ ہاں۔ تھامسن میکلین'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں ہر ایرے غیرے سے نہیں ملتا۔ سمجھے۔ ریڈ کلب میں صرف کارڈ ہولڈر آتے ہیں۔ کاؤنٹر مین کو اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ وہ مجھے تمہارا بائیو ڈیٹا بتائے گا پھر میں فیصلہ کروں گا کہ مجھے تم سے ملنا ہے یا نہیں'' ...... باس نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں ایرا غیرا نہیں ہوں۔ سمجھے تم۔ میرا تعلق ماسٹر گروپ سے ہے۔ اس ماسٹر گروپ سے جس کا نام ایکریمیا میں موت اور دہشت کی علامت سمجھا جاتا ہے'' ...... دوسری طرف سے انتہائی خونخوار لہجے میں کہا گیا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

''ماسٹر گروپ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے زانٹو میکالے کا گروپ جو انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کرتا ہے اور جس کا مخصوص نشان سیاہ کھوپڑی ہے'' ...... باس نے چونک کر کہا تو جاشو دادا بھی چونک پڑا۔

''سیاہ کھوپڑی اور سرخ ہڈیاں۔ یہ دو نشان ہیں ماسٹر گروپ

کے اور ماسٹر گروپ کا سربراہ زانٹو میکالے نہیں ہیگرڈ ہاوڈ ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو باس کا چہرہ بدلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ یس۔ یس۔ اب یاد آ گیا۔ مگر تم"...... باس نے فوراً اپنا لہجہ اور انداز بدلتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر غلط نام لیا تھا اور سیاہ کھوپڑی کے ساتھ سرخ ہڈیوں کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ آنے والے کا تعلق واقعی ماسٹر گروپ سے ہے یا نہیں۔ اگر اس آدمی کا تعلق ماسٹر گروپ سے ہی تھا تو وہ فوراً اس کی اصلاح کر دیتا اور اس آدمی نے یہی کیا تھا اس لئے باس کا لب و لہجہ فوراً تبدیل ہو گیا تھا۔

"اب کیا ساری باتیں اسی طرح فون پر ہی کرو گے"۔ دوسری طرف سے بلیک ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم رسیور کاؤنٹر مین کو دو۔ میں اسے ہدایات دے دیتا ہوں۔ وہ تمہیں میرے پاس لے آئے گا"...... باس نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے بلیک ماسٹر نے کہا۔ ایک لمحے کے لئے خاموشی ہوئی اور پھر کاؤنٹر مین کی آواز سنائی دی تو باس اسے بلیک ماسٹر کے بارے میں ہدایات دینے لگا اور پھر باس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا واقعی آنے والے کا تعلق ماسٹر گروپ سے ہے"...... جاشو دادا نے باس کو رسیور رکھتے دیکھ کر کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر غلط نام لیا تھا اس

نے جو نام بتایا ہے وہ واقعی ایکریمیا کے ماسٹر گروپ کے باس کا ہی ہے"...... باس نے کہا۔

"لیکن باس۔ بلیک ماسٹر کا یہاں کیا کام۔ پہلے وہ مجھ سے ملنے کا کہہ رہا تھا پھر وہ آپ سے ملنے کی بات کر رہا تھا اور پھر وہ شیخ واجد کی کار میں آیا ہے"...... جاشو دادا نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ اس نے باس کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا۔

"اسے تمہارے بارے میں بتایا گیا تھا کہ تم یہاں کے باس ہو۔ وہ شاید اسی غلط فہمی میں تم سے ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے اپنا بتایا تو اس نے مجھ سے ملنے کا کہہ دیا"...... باس نے کہا۔

"لیکن وہ یہاں کیوں آیا ہے۔ اس کا ہمارے کلب میں کیا کام"...... جاشو دادا نے کہا۔

"پتہ نہیں۔ آئے گا تو وہ خود ہی بتائے گا"...... باس نے کہا۔

"مگر باس۔ بلیک ماسٹر وہی آدمی ہے جو شیخ واجد کی کار میں آیا ہے۔ پارکنگ بوائے نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے علاوہ کلب میں ابھی تک کوئی اور انٹر نہیں ہوا"...... جاشو دادا نے کہا۔

"جو بھی ہے ابھی معلوم ہو جائے گا۔ تم بیٹھ جاؤ اور دیکھو میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ وہ ماسٹر گروپ کا آدمی ہو یا کوئی اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ شیخ واجد کی کار میں آیا ہے تو اس کے پیچھے ضرور کوئی وجہ ہو گی بلکہ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے

ڈبل زیرو میک اپ کر کے یہاں آ گیا ہے“...... باس نے کہا تو جاشو دادا بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہاں۔ ڈبل زیرو۔ جو میک اپ کرنے اور آواز بدلنے میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے“...... باس نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ لیکن باس۔ ڈبل زیرو کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو“...... جاشو دادا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ ڈبل زیرو یہاں کس لئے آیا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں“...... باس نے اسی انداز میں کہا۔

”اوکے باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“...... جاشو دادا نے پوچھا۔

”تم فی الحال جاؤ۔ ڈبل زیرو سے میں خود بات کروں گا“۔ باس نے کہا تو جاشو دادا اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم عقبی دروازے سے جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارا ڈبل زیرو سے سامنا ہو“...... باس نے کہا تو جاشو دادا سر ہلاتا ہوا کمرے کی دوسری طرف بڑھ گیا۔ باس نے میز کے نیچے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو دیوار کا ایک حصہ سرر کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ دوسری طرف سیڑھیاں تھیں۔ جاشو دادا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی سیڑھیاں نیچے اتر کر گیا باس نے ایک بار پھر بٹن پریس کیا

تو دیوار کا حصہ خودبخود برابر ہو کر بند ہوتا چلا گیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت بھیانک شکل والا بدمعاش اندر آ گیا۔ باس اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

”میں بلیک ماسٹر ہوں“...... آنے والے نے آگے آ کر باس سے مخاطب ہو کر بڑے کرخت انداز میں کہا۔

”اور میں تھامسن ہوں۔ تھامسن میکلین“...... باس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ آنے والے نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کمرے کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ باس بھی اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ اس نے پہلی نظر میں ہی جان لیا تھا کہ آنے والا میک اپ میں ہے۔

”کیسے آئے ہو“...... باس نے آنے والے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اپنی کار میں“...... آنے والے نے کہا اور باس چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔ وہ یہی سمجھا کہ بلیک ماسٹر نے اس سے مذاق کیا ہے مگر بلیک ماسٹر کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

”میرا مطلب ہے یہاں کس لئے آئے ہو“...... باس نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”کیا یہ کمرہ محفوظ ہے“...... بلیک ماسٹر نے اس کا جواب دینے

کی بجائے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں ابھی محفوظ کرتا ہوں"...... باس نے کہا اور پھر اس نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر ایک بٹن دبایا تو اچانک کھٹاک کی آواز کے ساتھ کمرے کے دروازے کو لاک لگ گیا اور کمرے کی دیواروں پر موٹی ربڑ کی چادریں چڑھتی چلی گئیں۔

"اب کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر کی آواز نہ باہر جا سکتی ہے اور نہ باہر کی آواز اندر آ سکتی ہے"...... باس نے کہا۔

"گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا تھا"...... بلیک ماسٹر نے کہا۔

"اب بتاؤ۔ یہاں کیوں آئے ہو"...... باس نے پوچھا۔

"میں تم سے ڈی ایل کا سودا کرنے آیا ہوں"...... بلیک ماسٹر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈی ایل کا سودا۔ میں سمجھا نہیں"...... باس نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تم ڈی ایل کے بارے میں جانتے ہی نہیں"...... بلیک ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ بات نہیں۔ میں صرف اس بات پر حیران ہو رہا ہوں کہ تم ڈی ایل کا سودا کرنے آئے ہو"...... باس نے کہا۔

"کیوں۔ اس میں حیرانی کی کون سی بات ہے"...... بلیک ماسٹر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم بتاؤ۔ کیا سودا کرنا ہے"...... باس نے کہا۔

"مجھے مال چاہئے مال۔ مطلب ڈی ایل"...... بلیک ماسٹر نے کہا۔

"کتنا مال"...... باس نے پوچھا۔

"تم کتنا دے سکتے ہو"...... بلیک ماسٹر نے کہا۔

"جتنا تم چاہو"...... باس نے کہا۔

"قیمت کیا ہو گی"...... بلیک ماسٹر نے پوچھا۔

"پہلے مال کی کوانٹٹی بتاؤ۔ اسی حساب سے میں قیمت طے کروں گا"...... باس نے کہا۔

"کوانٹٹی بھی بتا دوں گا۔ پہلے مجھے ڈی ایل کا سیمپل تو دکھاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا مال اصلی ہے بھی یا نہیں"...... بلیک ماسٹر نے کہا۔

"اوکے"...... باس نے بغیر کسی حجت کے کہا اور اس نے میز کی دراز کھول لی۔ اس سے پہلے کہ بلیک ماسٹر کچھ سمجھتا اچانک کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ بلیک ماسٹر کی کرسی کے گرد راڈز پھیلتے چلے گئے۔ راڈز کرسی کے عقب سے گھومتے ہوئے آئے تھے اور بلیک ماسٹر اس کرسی سے جکڑا گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ تم۔ تم"...... بلیک ماسٹر نے راڈز دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خود کو بہت زیادہ ہوشیار سمجھتے ہو ڈبل زیرو۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ تم میک اپ میں آؤ گے اور میں تمہیں پہچان نہیں سکوں

گا“...... باس نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

”ڈبل زیرو۔ میک اپ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ڈبل زیرو“...... بلیک ماسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہاں واپس آ کر میرا کام خود ہی آسان کر دیا ہے ڈبل زیرو۔ مجھے معلوم ہے تم یہاں مجھے بلیک میل کرنے کے لئے آئے تھے۔ تم میرے خفیہ سیف سے زیرو ایکس کی فائل چوری کر کے لے گئے تھے۔ زیرو ایکس فائل جو میرے لئے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ تم اس فائل کے ذریعے مجھے بلیک میل کرنا چاہتے تھے۔ میرے اور جاشو دادا کے آدمی سارے شہر میں تمہیں تلاش کر رہے تھے مگر تمہارا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔ اب تم میک اپ کر کے خود یہاں آ گئے ہو۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ تم یہاں واقعی سودا کرنے کے لئے آئے ہو لیکن ڈائمنڈ لائٹ کا سودا نہیں تم مجھ سے زیرو ایکس فائل کا سودا کرنے کے لئے آئے ہو“...... باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ بلیک ماسٹر کے چہرے پر غصے کے ساتھ حیرت کے تاثرات تھے جیسے اسے باس کی باتیں سمجھ میں نہ آ رہی ہوں۔

”تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہو رہی ہے تھامسن میکلین۔ میں ڈبل زیرو نہیں ہوں اور نہ ہی میں تمہاری کسی زیرو ایکس فائل کے بارے میں جانتا ہوں۔ میں بلیک ماسٹر ہوں۔ ماسٹر گروپ کا بلیک ماسٹر“...... بلیک ماسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو اور کیا ہو یہ ابھی تھوڑی دیر میں تم خود مجھے بتاؤ گے“...... باس نے کہا اور پھر اس نے دراز میں سے ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک بلیک ماسٹر کی کرسی کے نیچے زمین کا ایک حصہ کھل گیا اور کرسی بلیک ماسٹر سمیت زمین میں اترتی چلی گئی۔ جیسے ہی کرسی زمین میں غائب ہوئی زمین فوراً برابر ہو گئی۔

”ہونہہ۔ مجھ سے سودا کرنے آیا تھا۔ احمق کہیں کا۔ میں تھامسن میکلین ہوں۔ تھامسن میکلین جسے دھوکہ دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے ڈبل زیرو۔ اب دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں۔ جس طرح تم یہاں سے زیرو ایکس فائل لے گئے تھے اسی طرح وہ فائل تم خود مجھے لا کر دو گے“...... باس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ میز کے پیچھے سے نکلا اور کمرے کی دائیں دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دیوار پر ربڑ کی موٹی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص جگہ ٹھوکر ماری تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک خلاء نمودار ہو گیا جہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ یہ وہی خلاء تھا جہاں سے کچھ دیر پہلے جاشو دادا دوسری طرف گیا تھا۔ باس سیڑھیاں اترنے لگا۔ اس نے جیسے ہی دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اس کے پیچھے دیوار خودبخود برابر ہوتی چلی گئی۔

جاشو دادا نے کمرے کا دروازہ کھولا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ نیم تاریک تھا۔ سامنے ایک میز تھی جس پر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ میز کے پیچھے کرسی پر ایک سیاہ پوش بیٹھا ہوا تھا جو نیم تاریکی میں سائے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔

''آؤ جاشو دادا۔ بیٹھو''...... سیاہ پوش نے نرم لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جاشو دادا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''فائل لائے ہو''...... باس نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جاشو دادا نے کہا اور اس نے لباس کے اندرونی حصے سے ایک موٹی فائل نکالی اور باس کی طرف بڑھا دی۔ باس نے اس سے فائل لی اور میز کی طرف قدرے جھک آیا۔ اس نے فائل روشنی کے نیچے کی۔ فائل سرخ جلد میں تھی جس پر جلی

حروف میں ڈائمنڈ لائٹ لکھا ہوا تھا۔ فائل زیادہ موٹی نہیں تھی۔ باس نے فائل کھولی جس میں کمپوٹرائزڈ پرنٹنڈ پیپرز تھے۔ ان پیپروں کی تعداد بیس تھی۔ باس غور سے فائل پڑھنے لگا۔ وہ آدھے گھنٹے تک فائل کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس نے آخری صفحہ پڑھتے ہی فائل بند کی اور میز کی دراز کھول کر فائل اس میں رکھ دی۔

''فائل کے حصول میں کوئی مشکل تو نہیں ہوئی''...... باس نے جاشو دادا سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اس دوران بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''نو باس۔ یہ فائل تھامسن میکلین کے پرسنل سیف میں تھی۔ سیف تھامسن میکلین کے آفس میں تھا جس کی وہ خود نگرانی کرتا تھا۔ میں پچھلے کئی ماہ سے اس کے ساتھ تھا اور میں نے اپنے برتاؤ اور اپنی بہترین کارکردگی سے تھامسن میکلین کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ وہ میری ذات پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے لگا تھا اور پھر اس نے چند ہی ہفتوں میں اپنے کاروبار کا تمام تر انتظام میرے سپرد کر دیا۔ میں نے بھی اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگنے دی اور اس کی توقع سے بڑھ کر اس کے لئے کام کیا جس سے وہ مجھ پر اندھا اعتماد کرنے لگا اور میرا اس کے دفتر تک رسائی کا سلسلہ بن گیا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے دفتر کے ایمرجنسی ڈور کے بارے میں بھی بتا دیا جو کلب میں بھی جاتا تھا اور کلب سے باہر دوسری سڑک کی طرف تھا۔ وہ خفیہ راستہ تھامسن میکلین کے دفتر سے ہی اس کے میز کے

نیچے لگے ہوئے بٹنوں سے کھولا اور بند کیا جاتا تھا۔ ایک روز میں
نے تھامسن میکلین کی غیر موجودگی میں خفیہ راستہ کھولا اور اس
دروازے کے بند ہونے والے سسٹم میں خرابی پیدا کر دی۔ تھامسن
میکلین شاذ و نادر ہی اس راستے کا استعمال کرتا تھا۔ بہرحال میں
نے اسی رات خفیہ دروازے سے تھامسن میکلین کے دفتر میں جا کر
اس کا خفیہ سیف کھولا اور سیف سے فائل نکال لی۔ سیف کی
حفاظت کے لئے وہاں کلوز سرکٹ کیمرہ لگا ہوا تھا۔ میں نے کلب
میں آنے والے ایک آدمی کا میک اپ کیا تھا۔ فائل چوری کرتے
ہوئے میری تصویر اس کیمرے میں بن گئی تھی۔ میں نے اس کی
کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر میں نے اگلے روز دن نکلتے ہی اس آدمی
کو اغوا کر لیا جس کے میک اپ میں، میں نے تھامسن میکلین کے
آفس میں فائل چوری کی تھی۔ اس آدمی کا نام رابرٹ تھا۔ وہ اور
اس کا ایک دوست شیخ واجد کلب کے باقاعدہ ممبر تھے اور باقاعدگی
سے کلب میں ڈائمنڈ لائٹ کے لئے آتے تھے۔ میں نے رابرٹ
کو ایک ویران جگہ لے جا کر قتل کر دیا اور اس کی لاش کے ٹکڑے
جلا کر راکھ بنا دیئے اور پھر میں نے اسی روز شیخ واجد کو اغوا کرایا
اور اسے دارالحکومت سے دوسرے شہر میں بھیج دیا تاکہ ان دونوں
کے کلب میں نہ آنے پر تھامسن میکلین کو یقین ہو جائے کہ فائل
انہی کے پاس ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ فائل کی گمشدگی سے تھامسن
میکلین بے حد پریشان تھا۔ اس نے ہر طرف اپنے آدمی دوڑا

دیئے جو رابرٹ اور اس کے دوست شیخ واجد کو تلاش کرتے پھر
رہے تھے۔ ادھر شیخ واجد کو دوسرے شہر میں لے جا کر آزاد کر دیا
گیا تھا۔ اسے چونکہ ہر چوبیس یا چھتیس گھنٹوں کے بعد ڈائمنڈ لائٹ
کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے وہ فوری طور پر دارالحکومت کی طرف
روانہ ہو گیا۔ میں نے اسے جتنی دور پہنچایا تھا مجھے یقین تھا کہ وہ
وقت پر ریڈ کلب نہیں پہنچ سکے گا اور وہ راستے میں ہی ریڈ ڈیتھ کا
شکار ہو جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ وہ ایئر پورٹ سے ریڈ کلب کی
طرف آ رہا تھا کہ راستے میں اس کا ایک باورچی ٹائپ آدمی سے
ٹکراؤ ہو گیا جو اس کے لئے وبال جان بن گیا تھا۔ میرے آدمی
مسلسل اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو حکم
دے رکھا تھا کہ شیخ واجد اگر راستے میں ہی ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو
جائے تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ اسے کسی بھی طرح ریڈ
کلب تک نہ پہنچنے دیں۔ لیکن ایسی نوبت ہی نہیں آئی۔ شیخ واجد اس
باورچی کو اپنے ساتھ ریڈ کلب کی طرف لے جا رہا تھا لیکن چونکہ
ڈائمنڈ لائٹ مخصوص وقت تک نہ لینے کا ٹائم ختم ہو گیا تھا اس لئے
شیخ واجد راستے میں ہی ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو گیا۔ باورچی اس کی
حالت دیکھ کر گھبرا گیا تھا اور اسے فوری طور پر ایک ہسپتال میں لے
گیا لیکن اس کی کوشش بار آور ثابت نہ ہوئی اور شیخ واجد ہلاک ہو
گیا۔ میں تھامسن میکلین کو تسلیاں ہی دے رہا تھا کہ مجھے اطلاع
ملی کہ شیخ واجد کی کار ریڈ کلب کی پارکنگ میں آئی ہے اور اس میں

ایک خطرناک غنڈہ ہے تو میں بے حد حیران ہوا۔ شیخ واجد کی کار میں غنڈے کی اطلاع پر تھامسن میکلین بھی حیران ہوا تھا۔ پھر اس کے ذہن میں آیا کہ اگر کار میں شیخ واجد نہیں ہے تو پھر غنڈے کے روپ میں رابرٹ وہاں آیا ہوگا تاکہ وہ اس سے فائل کے سودے کی بات کر سکے۔ تھامسن میکلین کا شروع سے ہی یہی خیال تھا کہ رابرٹ جس کا کوڈ نام اس نے ڈبل زیرو رکھا ہوا تھا اور اس کا خیال تھا کہ ڈبل زیرو نے فائل سودے بازی کے لئے چوری کی ہو گی۔ غنڈے کو اس نے اپنے آفس میں بلا لیا اور اس نے مجھے خفیہ راستے سے باہر نکال دیا۔ میں نے فائل تہہ خانے میں چھپا رکھی تھی۔ تھامسن میکلین نے مجھے خود ہی وہاں سے باہر جانے کا کہا تھا اس لئے میں نے وہاں سے فائل نکالی اور یہاں آ گیا''...... جاشو دادا رکے بغیر تفصیل بتاتا چلا گیا۔

''چلو اچھا ہے۔ تھامسن میکلین اب ساری زندگی ڈبل زیرو اور شیخ واجد کو ڈھونڈتا رہے گا۔ اب نہ اسے وہ دونوں ملیں گے اور نہ ہی فائل''...... باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جاشو دادا نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''ویسے شیخ واجد کی کار میں آنے والا وہ بدمعاش کون ہو سکتا ہے۔ اس کے بارے میں تم نے کوئی معلومات حاصل نہیں کی''۔ باس نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''نو باس۔ وہ جو کوئی بھی ہے ہمیں اس سے کیا۔ ہمارا مقصد

ڈائمنڈ لائٹ کی فائل کا حصول تھا جو ہمیں مل چکی ہے۔ اس فائل میں ان تمام ٹھکانوں کے ایڈریس موجود ہیں جہاں تھامسن میکلین نے ڈائمنڈ لائٹ کے پیکٹ چھپا رکھے ہیں۔ ریڈ کلب میں ڈائمنڈ لائٹ کا جتنا ذخیرہ تھا وہ میں وہاں سے پہلے ہی نکال چکا ہوں۔ اب باقی جگہوں پر ڈائمنڈ لائٹ کے ذخیرے ہوں گے۔ ہم وہاں تک بھی پہنچ جائیں گے اور پھر پاکیشیا میں جہاں جہاں سے تھامسن میکلین نے مال اٹھوایا تھا اس کا وہ سارا مال ہمارے قبضے میں ہو گا جو کروڑوں، اربوں ڈالرز کا ہے''...... جاشو دادا نے کہا۔

''مال تو ہم حاصل کر لیں گے لیکن تم نے ایک غلطی کی ہے۔ فائل حاصل کرنے کے بعد تمہیں تھامسن میکلین کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ فائل چوری ہونے کی صورت میں وہ مال ادھر ادھر بھی کر سکتا ہے''...... باس نے کہا۔

''نو باس۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کام کے لئے تھامسن میکلین مجھے ہی کہتا۔ لیکن ابھی اس کا ایسا کوئی پروگرام نہیں تھا اور پھر میں نے تھامسن میکلین کو مسلسل شیخ واجد کے چکروں میں الجھائے رکھا تھا کہ میرا اس سے رابطہ ہے اور وہ بہت جلد ڈائمنڈ لائٹ لینے کے لئے ریڈ کلب میں آئے گا۔ میں نے ڈبل زیرو بن کر ایک دو بار خود تھامسن میکلین سے بات بھی کی تھی اور ڈھکے چھپے لفظوں میں اس سے کہا تھا کہ میں فائل کے بدلے اس سے بڑی رقم لینا چاہتا ہوں۔ تھامسن میکلین نے فائل چونکہ میگاٹن کوڈ میں بنا رکھی تھی اس

لئے اسے یقین تھا کہ رابرٹ فائل نہیں پڑھ سکے گا اور یہ بات فون پر میں نے اسے بتا بھی دی تھی لیکن ساتھ ہی میں نے اس سے کہا تھا کہ میں ڈائمنڈ لائٹ فائل کی اہمیت جانتا ہوں۔ اس نے اگر ایک دو روز میں میری ڈیمانڈ پوری نہ کی تو میں فائل کسی کوڈ ایکسپرٹ کے پاس لے جاؤں گا اور اسے ڈی کوڈ کرا لوں گا اور پھر اس کا جو نقصان ہو گا اس کا وہ خود ہی ذمہ دار ہو گا۔ تھامسن میکلین ہر صورت میں رابرٹ سے فائل حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ رابرٹ کو بڑی سے بڑی رقم دینے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا کیونکہ اس فائل میں ڈائمنڈ لائٹ کا سپیشل فارمولا بھی درج تھا۔ ڈائمنڈ لائٹ تھامسن میکلین کی ہی ایجاد ہے۔ اس نے ہی پاکیشیا میں ڈائمنڈ لائٹ کا آغاز کیا تھا۔ پھر اس نے جہاں جہاں ڈائمنڈ لائٹ کے پیکٹس بھیجے تھے وہاں سے مہنگے داموں تمام پیکٹس واپس منگوا لئے تاکہ اس کے کلب کے سوا ڈائمنڈ لائٹ کہیں دستیاب نہ ہو سکے اور جو بھی اس کے کلب میں آئے وہ ڈائمنڈ لائٹ کے لئے اس سے منہ مانگے دام وصول کر سکے''...... جاشو دادا نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''جانتا ہوں۔ اس لئے تو میں نے تمہیں یہ فائل حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اب تھامسن میکلین کا فارمولا بھی ہمارے پاس ہے اور اس کا بنایا ہوا سارا مال بھی۔ اب جو کام تھامسن میکلین کرنا چاہتا تھا وہ ہم کریں گے۔ تھامسن میکلین اس نشے کے ذریعے

پاکیشیا کی دولت دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا پروگرام بنا رہا تھا لیکن اب ہم اس نئے اور منفرد نشے سے نہ صرف بھاری دولت کمائیں گے بلکہ پاکیشیا میں ہم اس نشے کا فائدہ اٹھا کر اپنا مشن بھی مکمل کریں گے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اس لئے تم فوراً جاؤ اور جا کر تھامسن میکلین کو ہلاک کر دو تاکہ ہم اس کی اس فیکٹری پر بھی قبضہ کر لیں جہاں ڈائمنڈ لائٹ تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ڈائمنڈ لائٹ پر ہمارا کنٹرول ہو گا۔ صرف ہمارا''...... باس نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے یہ کام پہلے ہی کر دیا ہے''۔ جاشو دادا نے کہا۔

''کون سا کام''...... باس نے چونک کر پوچھا۔

''تھامسن میکلین کی ہلاکت کا انتظام باس۔ خفیہ تہہ خانے سے فائل نکال کر میں نے وہاں ڈبل میگا پاور کا ایک ٹائم بم لگا دیا ہے جو اب تک بلاسٹ ہو چکا ہو گا۔ ڈبل میگا پاور بم اس قدر طاقتور ہے کہ اس سے ریڈ کلب تو کیا اس کے ارد گرد کی عمارتیں بھی تنکوں کی طرح اڑ گئی ہوں گی''...... جاشو دادا نے کہا۔

''ویل ڈن۔ ویل ڈن جاشو دادا۔ یہ کام کیا ہے تم نے۔ ویل ڈن''...... باس نے خوش ہو کر کہا۔

''تھینک یو باس۔ تھینک یو۔ آپ کی تعریف میرے لئے باعث اعزاز ہے''...... جاشو دادا نے کہا۔

''میرے ساتھی اگر میرے لئے ایسے ہی کامیابیاں حاصل کریں

تو میں ان کی تعریف کرنے میں بخل نہیں کرتا“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ میں جانتا ہوں“...... جاشو دادا نے کہا۔

”اب اگر تھامسن میکلین ہلاک ہوگیا ہے تو پھر تم یہ جاشو دادا والا روپ ختم کر دو اور اپنے اصل روپ میں آ جاؤ۔ تمہیں ابھی ڈائمنڈ لائٹ بنانے والی فیکٹری پر بھی قبضہ کرنا ہے اور ان جگہوں سے جا کر سارا مال بھی اٹھانا ہے جہاں جہاں تھامسن میکلین نے مال ذخیرہ کر رکھا ہے“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ سارا کام ہو جائے گا“۔ جاشو دادا نے کہا۔

”اوکے۔ اب میں تمہیں جاشو دادا نہیں بلکہ تمہارے اصلی نام سے پکاروں گا۔ میک براؤن۔ اوکے“...... باس نے کہا۔

”اوکے۔ ایز یو وش باس“...... جاشو دادا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میک براؤن۔ اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ میں تھوڑی دیر میں تمہیں فائل ڈی کوڈ کر دوں گا تاکہ تم ان ایڈریسز پر پہنچ سکو جہاں مال کے ذخیرے ہیں“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ آپ فائل ڈی کوڈ کریں تب تک میں جا کر تھامسن میکلین کی فیکٹری پر قبضہ کرتا ہوں۔ اس فیکٹری میں تھامسن میکلین کے سب سے وفادار افراد موجود ہیں۔ ان سب کو وہاں سے ہٹانا بے حد ضروری ہے۔ فیکٹری میں تھامسن میکلین کی جگہ

اب میرے آدمی کام کریں گے“...... میک براؤن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ۔ جب فیکٹری کا کنٹرول تمہارے پاس آ جائے تو مجھے زیرو کال کر دینا“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ اوکے باس“...... میک براؤن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے باس کو نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور مڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر آندھی اور طوفان کی طرح ریڈ کلب کی طرف آیا تھا۔ وہ سلیمان کو ہر قیمت پر ریڈ کلب میں جانے سے روکنا چاہتا تھا۔ یہ درست تھا کہ سلیمان بھی کوئی عام انسان نہیں تھا۔ وہ غنڈوں اور بدمعاشوں سے نپٹنا خوب جانتا تھا۔ عمران نے اسے خاصے داؤ پیچ سکھا رکھے تھے اور بعض اوقات عمران کی غیر موجودگی میں ٹائیگر، عمران کی ہدایات پر سلیمان کو اپنے ساتھ انڈر ورلڈ کی دنیا کی بھی سیر کرا چکا تھا تا کہ سلیمان کو انڈر ورلڈ کے اسرار و رموز سے واقفیت ہو سکے اور ضرورت پڑنے پر ٹائیگر کی طرح عمران اس سے بھی اپنے مطلب کا کوئی کام لے سکے۔ سلیمان اچھا سراغ رساں اور فائٹر تو نہیں تھا اور نہ ہی اس کا کبھی غنڈوں اور بدمعاشوں سے پالا پڑا تھا اس لئے ٹائیگر کا خیال تھا کہ وہ جلد ہی اس ماحول سے اکتا جائے گا اور اس کے ساتھ انڈر ورلڈ میں دلچسپی لینا چھوڑ دے گا

لیکن سلیمان اس کے برعکس انڈر ورلڈ میں آ کر بے حد خوش ہوا تھا اور اس نے بہت جلد ان غنڈوں اور بدمعاشوں کے طور طریقوں کو جان لیا تھا اور اس نے بڑی ذہانت سے ان کی کمزوریوں کو بھی چیک کرنا شروع کر دیا تھا۔

سلیمان نے ٹائیگر کے ساتھ مختلف کلبوں، بدمعاشوں کے اڈوں اور جواء خانوں میں جا کر جان بوجھ کر بدمعاشوں سے چھیڑ چھاڑ بھی شروع کر دی تھی۔ ان بدمعاشوں سے سلیمان کی باقاعدہ ہاتھا پائی بھی ہوئی تھی۔ گو کہ سلیمان ماہر فائٹر تو نہ تھا لیکن وہ کسی پہلوان اور ریسلر سے کم نہ تھا۔ اس نے پہلوانوں کے مخصوص داؤ پیچ سے ان غنڈوں کو اس قدر دھوبی پٹڑے مارے تھے کہ وہ بے چارے اپنی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو دوبارہ جوڑنے کے قابل بھی نہیں رہے تھے اور سلیمان نے انڈر ورلڈ میں بہت سی جگہوں پر اپنی پہچان بنا لی تھی اور اس نے انڈر ورلڈ میں اپنا نام بنا لیا تھا جو بلیک ماسٹر کے طور پر ابھر کر سامنے آیا تھا اور بلیک ماسٹر کا نام سن کر بہت سے غنڈوں اور بدمعاشوں کا پسینہ چھوٹ جاتا تھا۔

انڈر ورلڈ میں بلیک ماسٹر کے نام سے سلیمان نے جس طرح اپنا سکہ جمایا تھا ٹائیگر کو یقین ہو گیا تھا کہ بہت جلد سلیمان انڈر ورلڈ میں وہ مقام حاصل کر لے گا جو اس نے حاصل کر رکھا تھا اس لئے ٹائیگر، سلیمان کی آہستہ آہستہ ٹریننگ بھی کرتا جا رہا تھا۔ وہ سلیمان کو سٹیپ بائے سٹیپ آگے لے جا رہا تھا۔ اس نے سلیمان

کے لئے غنڈے اور بدمعاشوں کی کیٹگریاں بنا رکھی تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ سلیمان چھوٹے موٹے غنڈوں کے بعد بڑے غنڈوں اور بدمعاشوں کا سامنا کرے۔ اس کے علاوہ ان سے بھی بڑے غنڈوں سے ٹکرائے اور جب وہ انتہائی مہارت حاصل کر لے تب وہ بڑے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈالے۔ ایسے مگرمچھوں پر جو سفاک ہونے کے ساتھ انتہائی بے رحم اور خونخوار درندوں جیسے بدمعاش تھے جو انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے تھے اور انہیں مکھیوں اور مچھروں سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ ایسے خونخوار درندہ صفت بدمعاشوں سے ٹکرانے کے لئے ابھی سلیمان کو بہت کچھ سیکھنا باقی تھا اور ٹائیگر نے ریڈ کلب کے جاشو دادا کے بارے میں بھی ایسا ہی سن رکھا تھا کہ وہ انسان کم اور وحشی درندہ زیادہ ہے جو زبان سے کم اور اسلحہ سے بات کرنا زیادہ پسند کرتا ہے اور اس کے سامنے اگر کوئی کھڑا ہو جائے تو وہ ایک لمحے میں اس کی لاش گرا دیتا تھا۔

جاشو دادا کے بارے میں ٹائیگر نے صرف سنا ہی تھا اس کا خود کبھی جاشو دادا سے ٹکراؤ نہیں ہوا تھا اس لئے جب اس نے عمران سے سنا کہ سلیمان جاشو دادا سے ٹکر لینے ریڈ کلب گیا ہے تو وہ پریشان ہو گیا۔ اس کے خیال کے مطابق ابھی سلیمان اس حد تک ٹرینڈ نہیں ہوا تھا کہ وہ جاشو دادا جیسے بدمعاش سے ٹکرا سکے اس لئے وہ جلد سے جلد ریڈ کلب پہنچ جانا چاہتا تھا تا کہ اگر سلیمان، جاشو دادا سے ٹکرا بھی جائے تو وہ اسے سنبھال سکے۔

ٹائیگر ابھی کار موڑ کر ریڈ کلب جانے والی سڑک پر آیا ہی تھا کہ اچانک ماحول ایک انتہائی زبردست دھماکے سے گونج اٹھا۔ دھماکہ اس قدر زوردار تھا کہ ٹائیگر کے ہاتھ بھی اسٹیئرنگ وہیل پر بہک گئے اور اس کی کار سڑک پر بری طرح سے لہرا گئی لیکن اس نے فوراً کار کو سنبھال لیا۔ سڑک پر اور بھی گاڑیاں موجود تھیں جو اس دھماکے کے اثر سے سڑک پر بری طرح سے لہرا گئی تھیں اور پھر سڑک پر بریکیں لگنے سے ٹائروں کی زوردار آوازوں سے چیخنے اور گاڑیاں آپس میں ٹکرانے کے دھماکوں سے ماحول اور زیادہ گونج اٹھا۔

ٹائیگر فوراً کار گھما کر سڑک کے کنارے لے گیا۔ سڑک پر تیز رفتار کاریں الٹتی پلٹتی ہوئی اس کی کار کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔ پیچھے سے آتی ہوئی ایک تیز رفتار کار ٹائیگر کے پیچھے موجود ایک کار سے ٹکرائی اور وہ کار کسی جیٹ جہاز کی طرح ہوا میں بلند ہوتی ہوئی ٹائیگر کی کار کی طرف آتی دکھائی دی۔ ٹائیگر نے بیک مرر میں اس کار کو بلند ہوتے دیکھا تو اس نے فوراً بریک لگا دی۔ اس کی کار رکی اور ہوا میں بلند ہوتی ہوئی کار اس کی کار کے اوپر سے گزرتی ہوئی سامنے جا گری۔ زوردار دھماکہ ہوا اور کار بری طرح سے قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے موجود ایک ٹرالر سے ٹکرا گئی۔ ٹائیگر یہ ہولناک منظر دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ساکت سا رہ گیا۔ اس نے سامنے دیکھا تو اسے سڑک کے آخر میں آگ اور دھول کا

طوفان بلند ہوتا دکھائی دیا۔ آگ اور دھول کے بادل اس جگہ تھے جہاں دھماکہ ہوا تھا اور پھر اچانک سڑک پر ہر طرف جیسے پتھروں اور کنکریوں کی بارش شروع ہوگئی۔

دھماکے سے جو عمارت تباہ ہوئی تھی اس کے ٹکڑے ہوا میں بلند ہوئے تھے اور اب بارش کی طرح ہر طرف برس رہے تھے۔ چند کنکر ٹائیگر کی کار کی ونڈ سکرین پر پڑے اور ونڈ سکرین چکنا چور ہوتی چلی گئی۔ ٹائیگر فوراً نیچے جھک گیا ورنہ ونڈ سکرین کی کرچیوں سے وہ بھی زخمی ہو جاتا۔ اس کی کار پر تراتڑ پتھر برس رہے تھے۔ سڑک پر اب بھی کئی گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں۔ ہر طرف سے انسانی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی جیسے وہاں قیامت برپا ہوگئی ہو۔ کچھ دیر بعد جب پتھروں کی بارش ختم ہوئی تو ٹائیگر نے سر اٹھایا۔ اب اسے ہر طرف گرد و غبار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ شیشے کی کرچیاں جھاڑتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ گرد و غبار کی وجہ سے وہاں اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ سڑک پر بے شمار انسان زخمی حالت میں بری طرح سے چیخ رہے تھے مگر وہ سب جیسے اس گرد و غبار میں چھپے ہوئے تھے۔

ٹائیگر کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ خوفناک دھماکے کی بازگشت ابھی تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس نے جہاں آگ اور گرد و غبار کے بادل بلند ہوتے دیکھے تھے وہاں دوسری بڑی عمارتوں کے ساتھ ریڈ کلب کی عمارت بھی تھی۔ وہی ریڈ کلب

جہاں سلیمان گیا ہوا تھا اور ٹائیگر کا دماغ چیخ چیخ کر اس سے کہہ رہا تھا کہ دھماکے سے کوئی اور عمارت نہیں بلکہ ریڈ کلب کی عمارت ہی تباہ ہوئی تھی۔ ریڈ کلب کی تباہی کے خیال سے بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے سلیمان کا چہرہ آ رہا تھا۔ جس جگہ ٹائیگر کھڑا تھا ریڈ کلب وہاں سے کم از کم ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور دھماکے سے کئی کلومیٹر تک عمارتوں کے ٹکڑے گرے تھے جس سے ظاہر تھا کہ ریڈ کلب تو کیا اس کے ارد گرد کی عمارتیں بھی تنکوں کی طرح اڑ گئی تھیں اور ان عمارتوں میں موجود افراد کا کیا حشر ہوا ہوگا وہ اظہر من الشمس تھا اور ٹائیگر کو اس خیال سے ہی جھرجھری آ رہی تھی کہ اگر دھماکے سے قبل سلیمان وہاں پہنچ گیا تھا تو وہ اس خوفناک تباہی سے کیسے بچ سکتا تھا۔

"اوہ۔ اگر سلیمان کو کچھ ہو گیا تو میں باس کو کیا جواب دوں گا"...... ٹائیگر نے خوف سے کانپتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں یوں پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی۔ وہ کار سے نکل کر بے اختیاری طور پر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس پر مسلسل دھول گر رہی تھی لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ گرد و غبار میں اسے آگے کا منظر دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ رکے بغیر آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اسے پولیس موبائلوں اور ایمبولینسوں کے سائرنوں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ انتظامیہ اور

ریسکیو ٹیمیں شاید جائے حادثہ کی طرف آ رہی تھیں۔ پولیس موبائل اور ایمبولینسوں کے سائرنوں کی آوازیں سن کر ٹائیگر کے قدم تیز ہو گئے۔ وہ جلد سے جلد ریڈ کلب کے قریب پہنچ جانا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر پولیس اور ریسکیو ٹیمیں وہاں پہنچ گئیں تو اسے شاید آگے نہیں جانے دیا جائے گا۔ گو کہ اس ہولناک تباہی میں سلیمان کا زندہ بچ جانا ناممکنات میں سے تھا لیکن اس کے باوجود ٹائیگر کو ایک موہوم سی امید تھی کہ سلیمان ہلاک نہیں ہوا وہ زندہ ہے۔ کیسے۔ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کا دل تھا جو چیخ چیخ کر اسے سلیمان کے زندہ ہونے کا کہہ رہا تھا اس لئے تیز تیز چلتے ہوئے اس نے اچانک دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ کم ہوتے ہوئے غبار میں بے تحاشہ دوڑا چلا جا رہا تھا۔

سڑک پر ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ کٹے پھٹے انسانی اعضاؤں کے ساتھ وہاں بے شمار لوگ زخمی حالت میں بری طرح تڑپ اور چیخ رہے تھے۔ گرد وغبار سے ان کے جسم ڈھک گئے تھے اور وہاں بکھرا ہوا خون بھی جیسے دھول میں ملتا جا رہا تھا۔ ٹائیگر مسلسل بھاگا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹھیک اس جگہ پہنچ گیا جہاں ریڈ کلب کی بلند و بالا عمارت تھی اور اب وہاں ملبے اور بڑے گڑھے کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دھماکہ انتہائی طاقتور بم سے کیا گیا تھا جس سے ریڈ کلب اور اس کے اردگرد کی عمارتوں کے نشان بھی مٹ گئے تھے۔ وہاں اب بھی دھول اور آگ

تھی۔ تباہ شدہ عمارتوں کے اردگرد لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں زندہ انسان رہتے ہی نہیں تھے کسی قبرستان کو بم مار کر تباہ کر دیا گیا تھا اور اس قبرستان کی لاشیں زمین سے نکل کر باہر آ گئی تھیں۔ جگہ جگہ ملبے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ٹائیگر جنونیوں کے انداز میں ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا تھا۔ وہ وہاں نظر آنے والی ایک ایک لاش اور ایک ایک بکھرے ہوئے اعضاء کو دیکھ رہا تھا جیسے ان میں سے کوئی سلیمان ہو۔ امدادی ٹیمیں جائے حادثہ کے نزدیک پہنچ گئی تھیں اور ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن ٹائیگر کو جیسے ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں ہر طرف سلیمان کو تلاش کر رہا تھا۔

"سلیمان۔ کہاں ہو تم سلیمان"...... تھک ہار کر ٹائیگر نے ملبے کے ایک ڈھیر پر دھم سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور وہ بے حد پریشان تھا۔ اس قدر تباہ ہونے والے ملبے سے سلیمان کی لاش تلاش کرنا بھوسے سے سوئی تلاش کرنے کے ہی مترادف تھا۔ ٹائیگر اگر عمران کا شاگرد تھا تو سلیمان اس کے ساتھ رہ کر اب اس کا شاگرد بن چکا تھا اور اپنے شاگرد کی ہلاکت کے خیال سے ہی ٹائیگر کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔ اس کے اردگرد آگ جل رہی تھی اور وہ ہر طرف یوں پتھرائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی سلیمان کسی طرف سے نکل کر اس کے سامنے آ

جائے گا۔

"سلیمان۔ میرے دوست۔ میرے بھائی۔ واپس آ جاؤ۔ جب تک تم واپس نہیں آؤ گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ میں باس سے ایک بار نہیں کئی بار وعدہ کر چکا ہوں کہ میں ہر صورت میں تمہاری حفاظت کروں گا اور تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ تم یہاں مجھے بتائے بغیر اور اپنی مرضی سے آئے تھے لیکن اس کے باوجود مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تمہاری ہلاکت میری وجہ سے ہوئی ہے۔ صرف میری وجہ سے کیونکہ باس سے میں نے ہی کہا تھا کہ اگر وہ اجازت دیں تو فارغ وقت میں تمہیں اپنے ساتھ انڈر ورلڈ کی سیر کرانے کے لئے لے جایا کروں۔ میں ہی ہر بار تمہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا رہا تھا۔ میرے کہنے پر ہی تم غنڈے اور بدمعاشوں کا سامنا کرتے رہے ہو۔ آج وہی ہمت اور وہی حوصلہ تمہیں یہاں تک اکیلا ہی لے آیا تھا۔ کاش تم مجھے بتا دیتے تو میں تمہیں اس طرف آنے کا مشورہ کبھی نہ دیتا۔ نہ تم اس طرف آتے اور نہ"...... اس سے آگے ٹائیگر نہ سوچ سکا۔ اسی لمحے اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کی مخصوص بیپ سنائی دی تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیل فون جیسا ایک جدید ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے فوراً ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر کی بیپ بند ہو گئی۔ آگ کی دوسری طرف امدادی ٹیموں کے افراد بھاگتے پھر رہے تھے اس لئے ٹائیگر نے بیپ فوراً بند کر دی تھی

تاکہ کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ وہ جس ملبے پر تھا وہاں ایک بڑی سی دراز بھی تھی۔ ٹائیگر فوراً اس دراز میں اتر گیا۔ دراز نیچے جا کر دائیں طرف مڑ گئی تھی۔ اب جب تک کوئی اس دراز میں نہ اترتا وہ دکھائی نہیں دے سکتا تھا۔ دراز میں آتے ہی ٹائیگر نے ایک بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر عمران کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ ٹی ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ٹائیگر نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہو تم ٹی ون۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ریڈ کلب اور اس کے ارد گرد کی عمارتوں کو دھماکے سے اڑا دیا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی بے چینی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ میں اسی سپاٹ پر ہوں۔ انتہائی خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ ریڈ کلب کے ساتھ بے شمار عمارتیں تباہ ہو گئی ہیں۔ یہاں عمارتوں کا نام و نشان تک نہیں بچا۔ اوور"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ۔ بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ نیوز۔ تم تو ٹھیک ہو نا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ جب بلاسٹ ہوا تھا تو میں کافی فاصلے پر تھا۔

اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اور سلیمان۔ اوور“...... دوسری طرف سے عمران نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”اس کا کچھ پتہ نہیں ہے باس۔ اگر وہ کلب میں پہنچ گیا تھا تب اس کا زندہ بچنا ناممکنات میں سے ہے۔ یہاں انتہائی خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ بڑی بڑی اور فلک بوس عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گئی ہیں۔ ہر طرف لاشیں ہیں۔ خون ہے اور جگہ جگہ آگ لگی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود میرا دل یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ سلیمان ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ مگر کہاں ہے یہ میں نہیں جانتا۔ ہوسکتا ہے کہ سلیمان بھی ابھی میری طرح راستے میں ہی ہو یا وہ اس کلب تک آیا ہی نہ ہو۔ اوور“...... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ رکنے والوں میں سے نہیں تھا۔ میں نے اس کے چہرے پر عزم دیکھا تھا۔ وہ جس طرح تیار ہو کر ریڈ کلب گیا تھا مجھے یقین تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور کر کے آئے گا اس لئے میں نے اسے جانے سے نہیں روکا تھا۔ لیکن اس کے جانے سے اس قدر خوفناک ردعمل ہوسکتا ہے اس کا میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اوور“...... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی قدرے بھاری پن تھا۔

”اوہ۔ تو آپ کے خیال کے مطابق ریڈ کلب سلیمان کی وجہ سے تباہ ہوا ہے۔ اوور“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ ہمیں سب سے پہلے اس دھماکے کے محرکات کے بارے میں جاننا ہو گا۔ محض سلیمان کے کلب میں جانے سے پورا کلب اڑا دیا جائے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی۔ ویسے بھی سلیمان کو گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ وہ فل میک اپ میں تھا۔ اس نے جو میک اپ کیا تھا وہ آسانی سے صاف ہونے والا نہیں تھا اور نہ ہی اس کے میک اپ کو کوئی کیمرہ چیک کر سکتا تھا اس لئے اس امکان کو یکسر مسترد کر دو کہ سلیمان کی وجہ سے کلب تباہ ہوا ہے۔ اوور“...... عمران نے بات کر کے خود ہی اس کی تردید کر دی۔

”تو پھر اس کلب کو کس نے تباہ کیا ہو گا اور کیوں۔ اوور“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تم بلاسٹنگ سپاٹ پر ہو۔ وہاں رک کر تم یہ معلوم کرو کہ دھماکہ کس قدر شدت کا تھا۔ کلب اڑانے کے لئے وہاں بم بلاسٹ کیا گیا ہے یا وہاں ڈائنامائیٹ لگایا گیا تھا۔ وہاں سے جس قدر شواہد اکٹھے کر سکتے ہو کر لو۔ جب تک کوئی کلیو نہیں ملے گا یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ریڈ کلب کو کیوں تباہ کیا گیا ہے۔ اوور“۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

”اوکے باس۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کوشش نہیں۔ تمہیں ہر حال میں یہ معلوم کرنا ہے کہ کلب کی

تباہی کا مقصد کیا ہے۔ کلب کو ضرور کسی خاص مقصد کے لئے تباہ کیا گیا ہے یا پھر شاید یہ ان شدت پسندوں کی کارروائیوں کا شاخسانہ ہے جو پاکیشیا اور پاکیشیا کی سالمیت کے دشمن بنے ہوئے ہیں اور معصوم اور بے گناہ لوگوں کو ہلاک کر کے اپنی نفرتوں اور اپنی نام نہاد انا کی تسکین کے لئے موت کا بھیانک کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ اوور''...... عمران نے بے حد تلخ لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ مم۔ مم۔ میں معلوم کر لوں گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے عمران کا تلخ انداز سن کر ہکلاتے ہوئے کہا۔

''پولیس اور امدادی ٹیمیں وہاں پہنچ چکی ہوں گی۔ تم ریڈ سٹار کارڈ کا استعال کرو۔ کسی کو اپنے کام میں مداخلت نہ کرنے دینا۔ ریڈ سٹار کارڈ کی وجہ سے کوئی تمہارے آڑے نہیں آئے گا۔ اوور''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ او کے باس۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیس باس۔ او کے باس سے کام نہیں چلے گا ٹائیگر۔ تمہیں کلب کی تباہی کے محرکات اور اسباب جاننے کے ساتھ ساتھ وہاں سلیمان کو بھی تلاش کرنا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو مجھے اس کی لاش چاہئے۔ جب تک میں اس کی تجہیز و تدفین اپنے ہاتھوں سے نہیں کروں گا مجھے سکون نہیں آئے گا۔ تم نہیں جانتے سلیمان میرے لئے کیا تھا۔ اوور''...... عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں اسے تلاش کرتا ہوں باس۔ اوور''...... ٹائیگر نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہو مجھے فوراً کال کرنا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ ٹائیگر نے تھکے تھکے انداز میں ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ عمران نے اسے ریڈ سٹار کارڈ کے استعال کا کہا تھا جو عمران نے ہی خصوصی طور پر اسے ایکسٹو کی طرف سے جاری کر رکھا تھا۔ اس کارڈ سے ٹائیگر وہاں ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے کام کر سکتا تھا۔ ریڈ سٹار کارڈ ہولڈر کی حیثیت کسی بھی طرح ایکسٹو کی حیثیت سے کم نہ تھی اور تمام انتظامی اور اموری ادارے اس کارڈ ہولڈر کے احکامات ماننے اور اس پر عمل کرنے کے پابند ہوتے تھے اور اس کارڈ ہولڈر کے کسی معاملے میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتے تھے۔ دراڑ کے باہر بدستور دوڑنے اور بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر چند لمحے سوچتا رہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ دراڑ سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر نیا ولولہ اور نیا عزم تھا جیسے اس نے عمران کے حکم پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہو۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے میں موجود کرسی پر سلیمان سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سانس لینے کے سوا اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی۔ سلیمان کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ بے ہوش تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں سوائے اس کرسی کے اور کوئی سامان نہیں تھا۔ اس کرسی کے بالمقابل ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کمرے کی چھت پر ایک بلب روشن تھا۔ اسی لمحے اچانک سلیمان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ذہن میں طوفان سا پیدا ہو رہا تھا۔ بے شمار خیالات آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔ وہ زور زور سے سر جھٹک کر گڈمڈ ہوئے خیالات کو یکجا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے اپنے کانوں میں سیٹیاں سی بجتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ چند لمحے سر جھٹکتا رہا تو اس کا ذہن اعتدال

پر آتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے اپنا دماغ نارمل کر لیا۔ جیسے ہی اس کا دماغ نارمل ہوا اسے پچھلے واقعات کسی فلم کی طرح یاد آتے چلے گئے۔

وہ بلیک ماسٹر بن کر ریڈ کلب میں داخل ہوا تھا اور اس نے کلب میں آ کر کاؤنٹر مین کے ذریعے کلب کے مالک جاشو دادا سے بات کرنے کی کوشش کی تو اسے معلوم ہوا کہ کلب کا مالک جاشو دادا نہیں بلکہ کوئی غیر ملکی تھامسن میکلین ہے۔ چنانچہ سلیمان نے اس سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے ایکریمیا کے ایک کریمنل ماسٹر گروپ کے بارے میں معلومات حاصل تھیں اس لئے اس نے فون پر تھامسن میکلین سے بڑے اعتماد اور ٹھوس انداز میں بات کی تھی۔ اس نے تھامسن میکلین کو جس گروپ کا حوالہ دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس سے آسانی سے ملنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور پھر وہی ہوا۔ تھامسن میکلین نے اس سے ملنے پر آمادگی ظاہر کر دی اور اسے اپنے ذاتی آفس میں بلا لیا۔

تھامسن میکلین کے آفس میں آتے ہی سلیمان کو خطرے کا احساس ہوا تھا لیکن اس کا خیال تھا کہ وہ تھامسن میکلین کو آسانی سے ہینڈل کر لے گا۔ وہ تھامسن میکلین سے ڈی ایل کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ ڈی ایل کا اصل مطلب کیا ہے۔ اگر ڈی ایل واقعی کسی نشے کا نام ہے تو اس نشے میں ایسی کون سی انوکھی بات تھی کہ اس نشے کو نہ لینے سے انسان کی حالت اس قدر خراب ہو جاتی

تھی کہ اس کے جسم کے مساموں سے خون پھوٹ نکلتا تھا اور انسان لمحوں میں ہلاک ہو جاتا تھا لیکن تھامسن میکلین کو شاید اس پر شک ہو گیا تھا۔ اس نے سلیمان کو اچانک راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا تھا اور وہ کرسی سمیت زمین میں دھنس گیا تھا۔ کرسی جیسے ہی زمین کے نیچے گئی تھی اسی لمحے سلیمان کو تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا تھا۔ اس نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور اس کے ذہن میں اندھیرا بھر گیا۔ اس کے بعد اب اسے ہوش آیا تھا۔ سلیمان آنکھیں کھولے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک سامنے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ دروازے سے دو افراد اندر داخل ہوئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر سلیمان پر مشین گنیں تان لیں جو ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

"اسے تو ہوش آ گیا ہے۔ اب"...... ایک مسلح آدمی نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ اس کا منہ باندھ دو۔ اسے ہمیں یہاں سے فوراً لے جانا ہے"...... دوسرے نے کہا۔

"تم دونوں کون ہو اور تھامسن میکلین کہاں ہے"...... سلیمان نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"اس کی بات مت سنو۔ جلدی کرو۔ منہ باندھو اس کا"۔ دوسرے مسلح آدمی نے کہا اور پہلے نے اپنی مشین گن اسے پکڑائی اور تیزی سے سلیمان پر جھپٹا۔ اس نے جیب سے چوڑی پٹی والی

ٹیپ نکالی اور اس سے پہلے کہ سلیمان کچھ سمجھتا اس آدمی نے سلیمان کا منہ پکڑ کر اس کے منہ پر ٹیپ لپیٹنا شروع کر دی۔ سلیمان زور زور سے سر جھٹک رہا تھا لیکن وہ آدمی بے حد تیز تھا۔ اس نے چند ہی لمحوں میں سلیمان کے منہ اور سر کے گرد ٹیپ لپیٹ کر اس کا منہ بند کر دیا۔

"اٹھاؤ اسے"...... پہلے آدمی نے کہا اور پھر ان دونوں نے سلیمان کے دونوں بازو پکڑے اور اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

"سنو۔ چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو ورنہ تمہیں ہلاک کرنے کا ہمیں کوئی افسوس نہیں ہو گا"...... ایک آدمی نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ سلیمان کے دماغ میں ایک بار پھر آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔

تھامسن میکلین نے بھی اس سے بڑی عجیب باتیں کی تھیں اور وہ اسے ڈبل زیرو کہہ رہا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ اس نے اس کے پرسنل سیف سے زیرو ایکس فائل چوری کی ہے۔ وہ کس فائل کا ذکر کر رہا تھا۔ اس فائل میں کیا تھا اور وہ اسے ڈبل زیرو کیوں کہہ رہا تھا۔ پھر اس نے راڈز والی کرسی پر جکڑ کر اسے زمین کے نیچے پھینک دیا تھا اور اسے کسی گیس سے بے ہوش کر دیا گیا تھا اور اب یہ دو مسلح افراد یہاں آ گئے تھے جو اسے نجانے کہاں لے جا رہے تھے۔ سلیمان ان سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے اس کے منہ

پر ٹیپ لپیٹ کر اس کا منہ ہی بند کر دیا تھا۔ اب سلیمان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس کے دونوں ہاتھ بدستور عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ چاہتا تو اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دے کر آگے لے آتا اور ہاتھوں کی رسیاں دانتوں سے کھول کر ان دونوں مسلح افراد سے ٹکرا سکتا تھا لیکن وہ ابھی ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ان مسلح آدمیوں کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا کہ دیکھیں وہ اسے کہاں اور کس مقصد کے لئے لے جا رہے ہیں۔ سلیمان چپ چاپ ان کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کے باہر ایک طویل راہداری تھی جس سے آگے ایک وسیع میدان تھا۔ راہداری کے ساتھ ہی ایک بند باڈی کی وین کھڑی تھی۔ سلیمان کو اس وین میں سوار کیا گیا اور وہ دونوں مسلح افراد اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی وین تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ وین کے شیشے اندھے تھے اس لئے سلیمان باہر کا منظر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وین کافی دیر تک ہموار سڑک پر دوڑتی رہی اور پھر اچانک وین یوں اچھلنے لگی جیسے وہ کچے اور غیر ہموار راستے پر دوڑ رہی ہو۔ وین کافی دیر تک اسی طرح اچھلتی اور ہچکولے کھاتی ہوئی دوڑتی رہی۔ پھر کافی دیر بعد وین رک گئی۔ وین رکتے ہی مسلح افراد فوراً اٹھے اور انہوں نے وین کا پچھلا دروازہ کھول دیا اور وین سے باہر نکل گئے۔

"چلو باہر آؤ۔ جلدی"...... ایک مسلح آدمی نے سلیمان سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا اور سلیمان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور وین سے باہر نکل آیا۔ وین ایک ہال نما کمرے میں تھی۔ کمرہ روشن تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ کمرے اور راہداری میں جگہ جگہ مسلح بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں مسلح افراد سلیمان کو لے کر اس راہداری کی طرف بڑھے اور پھر وہ اسے لے کر راہداری کے آخر میں موجود ایک بڑے سے دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کے اوپر ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ دروازے کی سائیڈ میں ایک پینل لگا ہوا تھا۔ مسلح آدمی نے پینل پر ایک جگہ اپنا انگوٹھا رکھا تو پینل پر ہلکی سی روشنی چمکی۔ پینل پر اس نے تھمب پرنٹ دیا تھا۔ پھر اس آدمی نے جلدی جلدی پینل کے چند نمبر پریس کئے تو بڑا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک اور ہال تھا۔ اس ہال میں ایک جہازی سائز کی اونچی میز تھی جس کی دوسری طرف ایک کرسی تھی۔ میز کے سامنے ایک چھوٹا سا گول چبوترا سا بنا ہوا تھا۔ اس چبوترے پر ایک لوہے کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔

دونوں مسلح آدمی سلیمان کو اس چبوترے کی طرف لے گئے اور انہوں نے اسے اس کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں کھول دی گئیں اور پھر اس کے دونوں بازوؤں کو

کرسی کے بازوؤں پر سیدھا رکھ کر سائیڈوں میں لٹکی ہوئی چمڑے کی بیلٹس سے باندھ دیا گیا۔ اس طرح اس کی دونوں پنڈلیوں کو بھی کرسی کے پایوں سے باندھ دیا گیا۔ پھر انہوں نے چمڑے کی ایک پٹی جس میں باریک تار لگے ہوئے تھے۔ اسے سلیمان کے سر پر پیشانی سے باندھ دیا تھا۔ اس چمڑے کی پٹی سے ایک لمبا سا تار نکل کر دائیں طرف رکھی ہوئی ایک بڑی سی مشین کی طرف جا رہا تھا۔ مشین ابھی آف تھی۔ دونوں مسلح افراد نے سلیمان کے منہ پر بندھا ہوا ٹیپ کھولا اور مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ میز کے پیچھے کرسی پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس طرف چونکہ روشنی کم تھی اس لئے سلیمان کو اس کا چہرہ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جیسے ہی مسلح افراد دروازے سے باہر گئے کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر سامنے آ گیا۔ وہ تھامسن میکلین تھا جس کا چہرہ غیظ وغضب اور نفرت سے بگڑا ہوا تھا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے تھامسن میکلین۔ میرے ساتھ ایسا مجرمانہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے“...... سلیمان نے اسے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”پہلے تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔ اصلی نام“...... تھامسن میکلین نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں اپنے بارے میں بتا چکا ہوں۔ میں بلیک ماسٹر

ہوں“...... سلیمان نے جواباً غرا کر کہا۔

”بکواس مت کرو۔ میں نے ایکریمیا میں ماسٹر گروپ کے سربراہ سے بات کی تھی۔ اس گروپ میں کوئی بلیک ماسٹر نہیں ہے اور نہ ہی سربراہ نے تمہیں یہاں بھیجا تھا اس لئے تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم کھل جاؤ اور مجھے اپنے بارے میں سب سچ بتا دو“...... تھامسن میکلین نے سرد لہجے میں کہا تو سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”میرا تعلق ماسٹر گروپ سے ہی ہے تھامسن۔ ضروری نہیں کہ میں نے تمہیں اپنا اصل نام بتایا ہو اور میں نے تم سے کب کہا تھا کہ مجھے تمہارے پاس ہیگرڈ نے بھیجا ہے“...... سلیمان نے نارمل انداز میں کہا۔

”تو پھر تم کیوں آئے تھے یہاں اور ڈی ایل کے بارے میں کیا جانتے ہو“...... تھامسن میکلین نے کہا۔

”میں نے کچھ عرصہ قبل ماسٹر گروپ کو چھوڑ دیا تھا اور پاکیشیا منتقل ہو گیا تھا۔ میں پاکیشیا کے بڑے شہر لائٹ سٹی میں رہتا ہوں۔ وہاں میں نے اپنا ایک کلب بنا رکھا ہے۔ ماسٹر کلب۔ اس کلب میں، میں ہر قسم کے قانونی اور غیر قانونی دھندے کرتا ہوں۔ میرے کلب میں خاص طور پر نمبر ون کوالٹی کی منشیات کا استعمال ہوتا ہے جسے میں امپورٹ بھی کرتا ہوں اور ایکسپورٹ بھی۔ میرا دھندہ عروج پر ہے لیکن اس کے باوجود میں مطمئن نہیں تھا۔ میں

چاہتا تھا کہ منشیات کے دھندے میں سب سے بڑا اور اونچا صرف میرا نام ہو۔ دنیا کا کوئی ایسا نشہ، کوئی ایسی ڈرگز نہ ہو جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو اور وہ میرے کلب میں دستیاب نہ ہو اس کے لئے میں نے ایک بڑا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے جو مجھے دنیا میں متعارف ہونے والی نئی سے نئی ڈرگز کے بارے میں اطلاعات دیتے ہیں اور ان نشیلی ادویات کا استعمال سب سے پہلے میرے کلب میں کیا جاتا ہے۔ اس طرح مجھے تمہارے کلب کے متعلق اطلاع ملی کہ تمہارے کلب میں ڈی ایل نامی ایک نشہ متعارف ہوا ہے جو تیزی سے مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور یہ ایسا نشہ ہے جسے ایک بار استعمال کرنے والے کو دوسرے کسی بھی نشے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میرے آدمیوں نے تمہارے کلب میں آ کر اس نشے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن تمہارے کلب کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ تھی۔ کوشش کے باوجود مجھے اس نشے کی اصلیت اور اس کے اصل نام کا پتہ نہیں چل سکا اس لئے میں خود یہاں آ گیا کہ تم سے مل کر ڈی ایل کے بارے میں جان سکوں اور تم سے ڈیل کر سکوں''...... سلیمان نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم تو جاشو دادا سے ملنے آئے تھے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''میری معلومات کے مطابق اس کلب کا کرتا دھرتا جاشو دادا ہی

تھا۔ تم پس پردہ رہتے تھے۔ جاشو دادا کے ذریعے ظاہر ہے میں نے تم سے ملنا ہی تھا۔ تم نے فون پر خود مجھ سے بات کی تو میں نے جاشو دادا کو اسی وقت ذہن سے نکال دیا''...... سلیمان نے کہا۔

''لائٹ سٹی میں تمہارا ماسٹر کلب کہاں ہے''...... تھامسن میکلین نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''یہ سب سے میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ تمہاری وجہ سے میرا ریڈ کلب تباہ ہو گیا ہے تو پھر''...... تھامسن میکلین نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو سلیمان بری طرح چونک پڑا۔

''ریڈ کلب تباہ ہو گیا ہے۔ کب''...... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب تم میرے دفتر میں آئے تھے اور میں نے تمہیں کرسی سمیت ایک تہہ خانے میں پہنچایا تھا تو میں نے اس تہہ خانے میں نائن سکس بی ہنگم گیس پھیلا دی تھی تا کہ تم بے ہوش ہو جاؤ۔ مجھے تم پر شک تھا کہ تم بلیک ماسٹر نہیں ہو بلکہ وہ آدمی ہو جس کا میں بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ میں تم سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا اس لئے میں فوراً اس تہہ خانے میں آ گیا جہاں تم بے ہوش تھے۔ میں نے تہہ خانے میں آتے ہی ڈبل لاک سسٹم آن کر دیا تھا۔

ڈبل لاک سسٹم میری اپنی ایجاد ہے جس سے عام کمرے کو انتہائی ہارڈ اور ناقابل تسخیر بنا دیا جاتا ہے۔ اس سسٹم کے تحت نہ صرف کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو جاتا ہے بلکہ کمرے کی دیواریں اور چھت اس قدر ہارڈ ہو جاتی ہیں کہ انہیں ایٹم بم سے بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں چونکہ تم سے تنہائی میں بات چیت کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے احتیاطاً ڈبل لاک سسٹم آن کیا تھا لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ میری احتیاط ہی میری زندگی کی ضمانت بن جائے گی۔ میں نے جیسے ہی ڈبل لاک سسٹم آن کیا اچانک کلب میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور کلب کی عمارت یوں اڑ گئی جیسے پھونک مارنے سے کپاس کے ریشے ہوا میں بکھر جاتے ہیں۔ دھماکہ اس قدر خوفناک اور شدید تھا کہ ریڈ کلب کے ارد گرد کی عمارتیں بھی غائب ہو گئی تھیں۔

ہم دونوں اگر ہارڈ روم میں نہ ہوتے تو ان عمارتوں کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہوتے۔ دھماکے سے کمرہ لرزا ضرور تھا لیکن تباہ نہیں ہوا تھا۔ میں فوراً اس تہہ خانے کا خفیہ راستہ کھول کر باہر گیا تو یہ دیکھ کر میں ششدر رہ گیا کہ جہاں کچھ دیر پہلے میرا شاندار ریڈ کلب اور فلک بوس عمارت تھی وہاں آگ، خون اور گرد و غبار کا طوفان پھیلا ہوا ہے۔ میں فوراً واپس آیا اور پھر میں نے تمہیں راڈز والی کرسی سے آزاد کیا اور تمہیں اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس تہہ خانے کے ساتھ ایک طویل سرنگ تھی جو نیچے ہی

نیچے وہاں سے دور ایک اور عمارت میں نکلتی تھی۔ اس خفیہ عمارت اور سرنگ کے بارے میں میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ سرنگ میں بھی ڈبل لاک سسٹم کام کر رہا تھا اس لئے سرنگ بھی تباہی سے محفوظ رہ گئی تھی۔ بہرحال میں تمہیں وہاں سے لے کر نکل گیا اور دوسری عمارت میں لے گیا۔ دوسری عمارت میں لا کر میں نے تمہیں طویل مدت کے لئے بے ہوش کرنے والا انجکشن لگایا اور اپنے کلب کی تباہی کے بارے میں جاننے کے لئے باہر نکل گیا۔

ریڈ کلب اور اس کے ارد گرد کی عمارتیں روئی کے گالوں کی طرح اڑ گئی تھیں۔ سینکڑوں لوگ مارے گئے تھے۔ اس تباہی کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں ایٹم بم مارا گیا ہو جس سے نہ صرف ریڈ کلب بلکہ ارد گرد کی بے شمار عمارتوں کے بھی نام و نشان مٹ گئے۔ اس قدر خوفناک تباہی دیکھ کر غم و غصے سے میرا برا حال ہو گیا۔ مجھے ایسا لگنے لگا جیسے کلب کی تباہی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہو کیونکہ تمہارے آنے کے بعد یہ دھماکہ ہوا تھا اور میرا سب کچھ ختم ہو گیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ اگر اس کلب کی تباہی کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہوتا تو تم میرے ساتھ کلب میں نہ ہوتے۔ بہرحال میں نے تمہیں وہاں سے نکال لیا اور یہاں لے آیا۔ کلب تو تباہ ہوا ہے سو ہوا ہے لیکن تم کون ہو اور تمہارا میرے کلب میں آنے کا کیا مقصد ہے۔ یہ اب تم مجھے خود بتاؤ گے''...... تھامسن میکلین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جیسے اس نے نہ رکنے کی قسم کھا لی ہو۔

"تمہارا کلب تباہ ہو گیا ہے۔ کلب کے ساتھ دوسری عمارتیں تباہ ہوئی ہیں اور سینکڑوں بے گناہ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر مجھے واقعی بے حد افسوس اور دکھ ہو رہا ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتا چکا ہوں۔ اگر تم چاہو تو تصدیق کے لئے میں تمہیں لائٹ سٹی میں اپنے ماسٹر کلب تک لے جا سکتا ہوں۔ اگر چاہو تو میں یہیں سے فون پر تمہاری اپنے آدمیوں سے بات کرا دیتا ہوں جو تمہیں میرے بارے میں سب بتا دیں گے"...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ریڈ کلب کی حیرت انگیز طور پر تباہی کا سن کر اس کے ذہن نے بھی قلابازیاں کھانا شروع کر دی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنے لگا کہ تھامسن میکلین نے بروقت اسے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا اور خود وہاں آ کر اپنا خودساختہ ایجاد ڈبل لاک سسٹم آن کر دیا تھا جس سے وہ کمرہ تباہ ہونے سے بچ گیا تھا ورنہ تھامسن میکلین کے کہنے کے مطابق جس طرح ریڈ کلب تباہ ہوا تھا اس کا زندہ بچ جانا ناممکن ہی تھا۔

"دیکھو رابرٹ۔ میرے سامنے خواہ مخواہ اڑنے کی کوشش مت کرو۔ میرا اتنا بڑا نقصان ہوا ہے۔ میں بہت غصے میں ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ میں اپنا سارا غصہ تم پر نکال دوں۔ تم میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ریڈ کلب میں سب مجھے خونخوار بھیڑیئے کے طور پر جانتے ہیں اور جب میں انسان سے بھیڑیا بنتا ہوں تو پھر میں

کچھ نہیں دیکھتا۔ میرے سامنے نوجوان ہو، بوڑھا ہو، عورت ہو یا کوئی معصوم بچہ میں اس کے ٹکڑے اڑا دیتا ہوں اس لئے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے بھیڑیا بننے پر مجبور مت کرو اور ساری حقیقت اگل دو"...... تھامسن میکلین نے غراتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ۔ یہ میرا نام نہیں ہے۔ کبھی تم مجھے ڈبل زیرو کہتے ہو کبھی رابرٹ۔ آخر تم مجھے سمجھ کیا رہے ہو"...... سلیمان نے کہا۔

"تم رابرٹ ہو۔ تمہارا کوڈ نام ڈبل زیرو ہے۔ سمجھے تم اور تم شیخ واجد کے دوست ہو۔ تم اور شیخ واجد میرے کلب میں ڈائمنڈ لائٹ کے استعمال کے لئے آتے تھے۔ ایک روز تم اور تمہارا دوست شیخ واجد ایک الگ کیبن میں ڈائمنڈ لائٹ کا لطف لے رہے تھے کہ تم نے اور تمہارے دوست شیخ واجد نے میرے کیبن میں موجود میرے دست راست جاشو دادا کی باتیں سن لی تھیں۔ میں فون پر بتا رہا تھا کہ میں نے پاکیشیا کے تمام مقامات سے ڈائمنڈ لائٹ کے پیکٹس اٹھوا لئے ہیں اور میں نے سارا مال اپنے مختلف ٹھکانوں پر پہنچا دیا ہے۔ میں نے جاشو دادا سے بھی کہا تھا کہ جن ٹھکانوں پر میں نے مال پہنچایا ہے ان تمام جگہوں کے ایڈریس اور مال کی تفصیل میں نے ایک فائل میں درج کر لی ہے اور وہ فائل حفاظت سے میرے سیف میں ہے۔ اس کے بعد اسی رات تم میرے آفس میں گئے۔ میرا خفیہ سیف کھولا اور اس میں سے ڈائمنڈ لائٹ کی فائل نکال کر لے گئے۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ تمہارا اس فائل سے کیا

مطلب ہو سکتا تھا۔ تمہیں میرے آفس تک رسائی کیسے ملی اور تم
میرے سیف تک کیسے پہنچ گئے حالانکہ اس سیف کا نمبر صرف مجھے
معلوم ہے جس سے لاک کھولا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد تم نے
باقاعدہ مجھ سے دوبارہ سیل فون پر رابطہ کیا اور آواز بدل کر مجھ سے
اس فائل کے سودے کی بات کی۔ میرے لئے وہ فائل بے حد اہم
تھی۔ اس فائل میں ان تمام جگہوں کے ایڈریس تھے جہاں جہاں
ڈائمنڈ لائٹ کے ذخیرے ہیں اور اس فائل میں، میں نے ایک
کمپیوٹرائزڈ فارمولا بھی درج کر رکھا تھا جس سے ڈائمنڈ لائٹ بنایا
جاتا تھا۔ تم بہت چالاک تھے۔ میرے آدمی تمہیں ہر جگہ تلاش کر
رہے تھے مگر تم گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے
تھے۔ اگر کلوز سرکٹ کیمرے میں تمہاری فلم نہ بن گئی ہوتی تو مجھے
شاید اس بات کا پتہ بھی نہ چلتا کہ میرے سیف کو کھولا گیا ہے اور
سیف سے خفیہ فائل اڑا لی گئی ہے“...... تھامسن میکلین نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا جبکہ سلیمان خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا
اور ذہن میں ان تمام باتوں کے تانے بانے ترتیب دے رہا تھا۔
یہ حقیقت تھی کہ وہ ان تمام باتوں سے انجان تھا۔ اسے نہ رابرٹ یا
ڈبل زیرو کا پتہ تھا نہ ہی وہ زیرو ایکس یا ڈائمنڈ لائٹ کی فائل کے
بارے میں جانتا تھا۔ تھامسن میکلین اسے شیخ واجد کا دوست سمجھ
بیٹھا تھا جس نے اس کے خفیہ سیف سے فائل چرائی تھی۔
”یہ بتاؤ۔ یہ سب سچ ہے یا نہیں“...... تھامسن میکلین نے اس

کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”تمہاری باتیں میرے سر کے اوپر سے گزر رہی ہیں تھامسن
میکلین۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم مجھے ڈبل زیرو کیوں سمجھ
رہے ہو“...... سلیمان نے سر جھٹک کر کہا۔
”کیا تم شیخ واجد کو نہیں جانتے۔ کیا وہ تمہارا دوست نہیں
ہے“...... تھامسن میکلین نے تیز لہجے میں کہا۔
”نہیں۔ وہ میرا دوست نہیں ہے“...... سلیمان نے کہا۔
”اگر وہ تمہارا دوست نہیں ہے تو تم اس کی کار میں کیسے آئے
ہو۔ کہاں سے ملی ہے تمہیں اس کی کار“...... تھامسن میکلین نے
غراتے ہوئے کہا تو سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے
ساری بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ تھامسن میکلین اسے شیخ واجد کا
دوست اور ڈبل زیرو کیوں سمجھ رہا ہے۔ شیخ واجد کو ہسپتال پہنچانے
کے بعد وہ اس کی کار لے کر فلیٹ میں گیا تھا اور پھر فلیٹ سے
بلیک ماسٹر کا میک اپ کر کے وہ اسی کی کار میں ریڈ کلب آیا تھا اور
اسی کار کی وجہ سے تھامسن میکلین کو اس کے بارے میں غلط فہمی ہو
گئی تھی۔
”بولو۔ اب جواب دو۔ خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ کیا تم میک
اپ میں نہیں ہو“...... تھامسن میکلین نے تیز لہجے میں کہا۔
”تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے تھامسن میکلین۔ میں شیخ
واجد کو جانتا ضرور ہوں اور میرے پاس اس کی کار بھی ہے لیکن میں

اس کا دوست رابرٹ نہیں ہوں۔ اور ہاں۔ تم کہہ رہے ہو کہ کلوز سرکٹ کیمرے میں فائل چوری کرتے ہوئے میری فلم بنی تھی۔ کیا تم نے اس فلم کو غور سے دیکھا ہے۔ اس فلم میں میرا یہی حلیہ تھا اور میرا قد کاٹھ ایسا ہی تھا''...... سلیمان نے کہا تو تھامسن میکلین بے اختیار چونک پڑا۔

''حلیہ تو تم میک اپ کر کے بدل سکتے ہو۔ لیکن قد کاٹھ۔ اوہ۔ اوہ۔ تمہارا قد کاٹھ تو وہ نہیں ہے جو میں نے فلم میں دیکھا تھا''۔ تھامسن میکلین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں ہی وہ چور ہوں جس نے تمہارے خفیہ سیف سے فائل چرائی تھی''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر شیخ واجد کی کار۔ وہ تمہارے پاس کہاں سے آئی۔ شیخ واجد کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ اس کا تعلق بڑے خاندان سے ہے لیکن وہ بہت کنجوس آدمی ہے۔ وہ اپنی کار کسی کو نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ اس کا دوست رابرٹ بھی اس سے کار مانگے تو اسے بھی وہ صاف انکار کر دیتا ہے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''تب پھر تم ہی سوچو کہ وہ کار میرے پاس کیسے ہو سکتی ہے''۔ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

''تم بتاؤ۔ کہاں سے ملی تھی تمہیں کار''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''میں ایئر پورٹ سے ریڈ کلب کی طرف آ رہا تھا کہ میں نے مارگن روڈ پر ایک کار کو بری طرح سے لہراتے دیکھا۔ اس کار میں جو نوجوان تھا اس کی حالت بہت خراب تھی۔ میں ٹیکسی میں تھا۔ نوجوان نے سڑک کے کنارے کار روکی تو میں نے بھی ٹیکسی رکوا لی اور پھر میں اس نوجوان کے پاس چلا گیا کہ شاید اسے میری مدد کی ضرورت ہو۔ نزدیک گیا تو اس نوجوان کی حالت بے حد خراب تھی۔ اس کا جسم کپکپا رہا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑا تو اس نے نیم وا آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور مجھ سے مدد کی درخواست کی۔ میں یہی سمجھا کہ اسے ہارٹ اٹیک ہوا ہے اس لئے میں نے ٹیکسی کو فارغ کیا اور اس کی کار میں آ گیا اور پھر میں اسے اس کی کار میں لے کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا لیکن اچانک اس نوجوان کے ناک، منہ اور کانوں سے خون بہنے لگا۔ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اسے کیا ہو رہا ہے۔ میں ابھی راستے میں ہی تھا کہ اس کے جسم کے مساموں سے بھی خون پھوٹ نکلا اور وہ خون سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس کی حالت دیکھ کر میں گھبرا گیا اور پھر مجھے اور کچھ نہ سوجھا تو میں نے ایک ویران سڑک پر لے جا کر اسے چیک کیا تو وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ میں اس کی لاش نہ اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا اور نہ ہی اس کے ساتھ رہ سکتا تھا۔ پہلے میں نے اسے اس کی کار میں چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کیا لیکن میں جہاں تھا وہاں دور نزدیک کسی ٹیکسی اور لفٹ ملنے کا امکان نہیں

تھا اس لئے میں نے اس نوجوان کی لاش وہیں پھینک دی اور اس کی کار لے آیا۔ میرا ارادہ تھا کہ تم سے ملنے کے بعد میں اس کی کار کہیں لے جا کر چھوڑ دوں گا''...... سلیمان نے ایک اور کہانی گھڑتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا وہ نوجوان بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک ہو گیا تھا''...... تھامسن میکلین نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسے بس اس وقت ہوش آیا تھا جب میں نے اسے جھنجھوڑا تھا اور اس نے مجھ سے مدد مانگی تھی''...... سلیمان نے فوراً کہا۔

''کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ یا میں تمہیں پاگل دکھائی دیتا ہوں''۔ تھامسن میکلین نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ تم اسے جانتے ہو اور اس کا نام شیخ واجد ہے۔ اگر اسے ہوش نہیں آیا تھا تو تمہیں اس کا نام کیسے معلوم ہو گیا''...... تھامسن میکلین نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے زیادہ ذہین معلوم ہو رہا تھا۔

''اب تو میں یہی کہوں گا کہ تم پاگل نہیں لیکن احمق ضرور ہو''۔ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

''شٹ اپ۔ کیا بکواس کر رہے ہو''...... تھامسن میکلین نے

دھاڑتے ہوئے کہا۔

''تم خود کو بہت زیادہ عقلمند سمجھتے ہو تھامسن میکلین لیکن ایسا نہیں۔ میں نے شیخ واجد کو سڑک پر پھینکنے سے پہلے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تھی۔ اس کی جیب میں والٹ اور اس کا شناخت نامہ موجود تھا اور کار کے کاغذات بھی اس کے نام پر ہیں''...... سلیمان نے کہا تو تھامسن میکلین غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔

''تو تم واقعی ڈبل زیرو نہیں ہو''...... تھامسن میکلین نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں۔ بالکل بھی نہیں''...... سلیمان نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم ڈبل زیرو نہیں ہو تو پھر مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں نے تمہیں اپنے ساتھ کافرستان لا کر اپنا وقت ہی ضائع کیا ہے''...... تھامسن میکلین نے کہا تو سلیمان بری طرح سے چونک پڑا۔

''کافرستان۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کافرستان میں ہوں''...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا میں میرا ریڈ کلب تباہ کر دیا گیا تھا۔ میری فائل سے ایڈریس حاصل کر کے ڈبل زیرو نے ان تمام جگہوں پر ریڈ کیا تھا اور وہاں میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے تمام ڈائمنڈ لائٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے میری اس فیکٹری پر بھی قبضہ کر لیا تھا جہاں ڈائمنڈ لائٹ تیار ہوتا ہے اس لئے میرا وہاں رکنے

کا کوئی جواز نہیں تھا۔ میرا اصل ہیڈکوارٹر کافرستان میں تھا اس لئے میں تمہیں لے کر فوراً یہاں آ گیا“...... تھامسن میکلین نے کہا تو سلیمان کا رنگ فق ہو گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تھامسن میکلین اسے اس طرح لے کر راتوں رات کافرستان پہنچ جائے گا۔ وہ ابھی تک یہی سمجھ رہا تھا کہ ریڈ کلب کی تباہی کے بعد تھامسن میکلین اسے اپنے کسی دوسرے ٹھکانے پر لے آیا ہے۔

”کافرستان میں کہاں“...... سلیمان نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم جان کر کیا کرو گے بلیک ماسٹر۔ تم میرے لئے قطعی طور پر غیر اہم ہو اس لئے اب تم چھٹی کرو“...... تھامسن میکلین نے کہا اور اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال لیا۔ اس نے دوسری طرف پڑی ہوئی مشین کی طرف آلے کا رخ کر کے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک مشین میں جیسے زندگی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

”یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو“...... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

”تم اس وقت الیکٹرک چیئر پر بیٹھے ہوئے ہو بلیک ماسٹر۔ میں نے مشین آن کر دی ہے۔ بس اب ایک اور بٹن دبانے کی دیر ہے اس چیئر میں انتہائی طاقتور کرنٹ دوڑ جائے گا اور پھر تمہارا کیا حشر ہو گا یہ تم خود بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو“...... تھامسن میکلین نے کہا اور اس کا جواب سن کر سلیمان کا دل دھک سے رہ گیا۔

”اب بھی وقت ہے۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو ورنہ بس بٹن دبانے کی دیر ہے اور“...... تھامسن میکلین نے آلے کا رخ مشین کی طرف کر کے ایک بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”رکو۔ بٹن مت دبانا۔ میں نے تم سے کچھ غلط نہیں کہا۔ میں“۔ سلیمان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”سوری۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ گڈ بائے“...... تھامسن میکلین نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان کچھ کہتا اس نے ریموٹ جیسے آلے کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے سلیمان کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اچانک کمرہ اس کی انتہائی بھیانک اور دردناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

"بڑی بھیانک تباہی ہوئی ہے عمران صاحب۔ دس بڑی عمارتیں
تباہ ہوئی ہیں۔ بے شمار عمارتوں کو جزوی نقصان پہنچا ہے۔ اب تک
کی رپورٹ کے مطابق چار سو افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور اس سے
تین گنا افراد زخمی ہیں۔ ابھی تک وہاں سے ملبہ ہٹایا جا رہا ہے
جہاں لاشیں اور زخمی ہیں"...... بلیک زیرو نے کانپتے ہوئے
میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے دانش منزل
آیا تھا۔ عمران بے حد سنجیدہ تھا۔ ٹائیگر سے ٹرانسمیٹر پر بات کر کے
اسے یقین ہو گیا تھا کہ سلیمان اس ہولناک تباہی کی زد میں آ
تھا اور اب شاید ہی وہاں اسے سلیمان کی کوئی ہڈی بھی مل سکے
اس نے سلیمان کے سیل فون پر بھی کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش
تھی لیکن سلیمان کا سیل فون آف تھا جو ظاہر ہے اس دھماکے کی
نذر ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایک کلب کو اس بری طرح سے کیوں تباہ کیا گیا ہے۔ وہاں ہونے والی تباہی دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے وہاں باقاعدہ طاقتور میزائل داغے گئے ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے نیوز چینلز پر تباہی کے مناظر دیکھے ہیں۔ اس تباہی کو دیکھ کر لگتا ہے کہ جیسے ریڈ کلب یا اس کے ارد گرد کی کسی عمارت سے بارود سے بھرا ہوا کوئی ٹرک ٹکرا گیا ہو یا پھر وہاں طاقتور ڈائنامائیٹ پھٹ پڑے ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال جو بھی ہوا ہے اچھا نہیں ہوا ہے۔ بے گناہ انسانی جانوں کے ضیاع کا سن کر دل دہل جاتا ہے۔ ہر طرف زخمی افراد جن میں کسی کے ہاتھ نہیں تو کسی کے پاؤں نہیں۔ کوئی اندھا ہو جاتا ہے تو کوئی بہرا۔ ان دھماکوں کی زد میں آنے والے کئی افراد تو اپنے سارے اعضاء سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ ایسے افراد کی زندگی موت سے بھی بدتر ہو کر رہ جاتی ہے۔ انسان ہی انسان کا دشمن بن کر انہیں آگ و خون میں ڈبو رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا موت بانٹنے والوں کے دلوں میں موت کا خوف کیوں نہیں ہوتا۔ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ان مرنے والوں اور زخمی ہونے والوں میں ان کے اپنے بھی ہو سکتے ہیں۔ نوجوان، بوڑھے، عورتیں اور معصوم بچے ان کے جلاد پن کا شکار ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں گھر ماتم کدہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ ان کا خون، ان کے

آنسو، ان جلاد انسانوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتے۔ یہ لوگ درندوں سے بڑھ کر درندے بن جاتے ہیں۔ نہ انہیں اپنی زندگیوں کا احساس ہوتا ہے نہ دوسروں کی پرواہ“...... عمران نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ ملک کو نجانے کس کی نظر لگ گئی ہے۔ آئے دن ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ان واقعات میں معصوم لوگ ہی ان درندوں کی بھینٹ چڑھتے ہیں۔ دھماکہ کرنے والے انسانوں کے سینوں میں دل نہیں واقعی پتھر ہوتے ہیں جو معصوم عورتوں اور بچوں کی کٹی پھٹی لاشیں دیکھ کر بھی موم نہیں ہوتے“...... بلیک زیرو نے بھی اسی انداز میں کہا۔

”ایسے لوگوں کی عاقبت بہت خراب ہوتی ہے۔ نہ وہ دنیا کے رہتے ہیں نہ آخرت کے۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ ایسے ایسے عذاب نازل کرتا ہے جس کے بارے میں اگر وہ جان لیں تو بھول کر بھی ایسے بھیانک جرم کا ارتکاب نہ کریں“...... عمران نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔ ریڈ کلب اور دوسری عمارتوں کو انہی لوگوں نے نشانہ بنایا ہے جو ان دنوں پاکیشیا کی بربادی اور بدنامی کے علمبردار ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں کسی پر الزام عائد نہیں کرتا۔ میں تو یہ سب اس لئے کہہ رہا ہوں کہ دھماکہ کرنے والے انسان ہی ہوتے ہیں اور انسان ہی

انسانوں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں چاہے وہ کسی رنگ ونسل سے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے عقائد کچھ بھی ہوں اور وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں لیکن ان لوگوں کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ ہر انسان کی رگوں میں سرخ رنگ کا ہی خون دوڑتا ہے جسے وہ ارزاں کر کے سڑکوں اور گلی محلوں میں بہاتے پھرتے ہیں۔ انہیں خون کی قیمت معلوم نہیں ہے۔ خون کی قیمت انہیں تب معلوم ہوتی ہے جب ان کا کوئی اپنا خون میں نہاتا ہے۔ اپنوں کا خون دیکھ کر ان کی آنکھیں بھی خون بہاتی ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں کوئی سمجھانے والا اور راہ راست پر لانے والا نہیں ہے۔ انہیں تو بس اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے اور کوئی نہیں“...... عمران کہتا چلا گیا۔

”ہاں واقعی۔ اللہ ہی انہیں ہدایت دے اور کم از کم مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا اس طرح خون بہانا بند کر دیں۔ ان لوگوں کو خون بہانے کا اتنا ہی شوق ہے تو وہ ان لوگوں کا خون بہائیں جو پاکیشیا اور اسلام کے دشمن ہیں۔ پاکیشیا کو تباہ کرنے کے ساتھ جو مسلمانوں پر بے جا ظلم وستم کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جانوں اور عزتوں کے ساتھ ناحق کھیلتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں اور بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونک کر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ایکسٹو“...... بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے

ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ یہیں ہے۔ بات کریں"...... بلیک زیرو نے اصلی آواز میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ علی عمران سپیکنگ"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"بڑے سنجیدہ معلوم ہو رہے ہو۔ خیر تو ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے اس کی سنجیدہ آواز سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ملک کے جو حالات ہیں ہر طرف تباہی اور بربادی کا بازار گرم ہے۔ لوڈشیڈنگ نے سب کا جینا محال کر رکھا ہے اور مہنگائی نے غریب آدمی کو غریب تر بنا دیا ہے کہ انہیں کئی کئی روز فاقے کرنے پڑ رہے ہیں۔ ان حالات میں بڑے بڑوں پر سنجیدگی غالب آ جاتی ہے جناب۔ میں بھلا کس کھیت کا بادام ہوں"۔ عمران نے اسی طرح بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کا آخری جملہ سن کر بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کھیت کی مولی ہونے کا محاورہ تو سنتا آیا ہوں۔ یہ کھیت کا بادام پہلی بار سن رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ بادام، پستہ، چلغوزے، کاجو اور ایسے بڑے بڑے گ میوہ جات کے نام تو اب صرف سننے سنانے کی حد تک رہ گئے ں۔ ان سب چیزوں کی شکلیں دیکھے ہوئے بھی عرصہ ہو گیا ہے۔ لوم نہیں بادام، ٹماٹر جیسی شکل کا ہوتا ہے۔ پستہ، پیاز جیسا ہوتا ہے۔ اخروٹ، تربوز جیسا اور کاجو، کریلے جیسا۔ کچھ یاد نہیں آ ا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا بات ہے۔ آج پستہ بادام بہت یاد آ رہے ہیں۔ کہیں مان کی طرح تم نے بھی تو حریرے کھانے شروع نہیں کر یئے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہائے۔ حریرے مقوی جات بنانے کا فن تو بے چارہ وہی جانتا ا وہ گیا تو سب کچھ گیا۔ کیا حریرہ جات، کیا ماش کی دال اور کیا ئے"...... عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا سلیمان تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ یہ کیسے ہو تا ہے"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونے کو تو مرغی کے انڈے سے ہاتھی بھی پیدا ہو سکتا ہے ب لیکن مرنے والا دوبارہ اس دنیا میں واپس آ جائے یہ واقعی ں ہو سکتا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے سلیمان"...... دوسری طرف سے لطان نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کی عمر دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ کسی حسینہ کا تو وہ پیارا بن نہیں سکا اس لئے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا"...... عمران نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کب ہوا یہ۔ کیا ہوا تھا اسے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونا کیا تھا جناب۔ عشق کے چکروں میں وہ صحرا صحرا، جنگل جنگل مارا مارا پھر رہا تھا۔ جنگل میں ایک درخت پر اسے ایک سیاہ فام حسینہ دکھائی دی۔ وہ حسینہ کو درخت سے اتارنے کے چکر میں بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت پر بیٹھی ہوئی حسینہ عالم نے شرارت کی تو درخت پر موجود شہد کی مکھیوں کے چھتے پر ہاتھ مار دیا۔ شہد کی مکھیاں سیاہ حسینۂ عالم کی تو رشتہ دار تھیں اسے انہوں نے کچھ نہ کہا اور جم غفیر کی طرح سلیمان بے چارے قسمت کے مارے پر ٹوٹ پڑیں۔ بس پھر کیا تھا۔ سلیمان سیر سے سوا من ہو گیا اور پھر وہ جو درخت سے گرا تو زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس کا ایک ٹکڑا یہاں گرا تو کوئی وہاں"...... عمران نے بڑے مغموم لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سب تم سنجیدگی سے بتا رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے اس کی بے تکی باتیں سن کر قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہائے کاش کہ یہ مذاق ہی ہوتا۔ اب میں ادھار کی چائے اور

ماش کی دال کہاں سے لاؤں گا۔ جب تک سلیمان تھا تو اپنا بھی چائے پانی چل ہی جاتا تھا۔ اب تو بس ماش کی دال اور ہونٹ گرم گرم چائے کو ترستے رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اب تمہاری فضول کی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو میں کچھ کہوں"۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کہیں جناب۔ کچھ نہیں بہت کچھ کہہ لیں۔ جس بے چارے کا کک اس سے بچھڑ جائے وہ کس ذہنی صدمے سے دوچار ہوتا ہے یہ آپ کو کیا معلوم۔ آپ تو سلطان ہیں اور سلطانوں کا تو ہر حکم نادر شاہی حکم ہوتا ہے"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ناجیرئن اتاشی مسٹر ہوماگی کی کال آئی تھی۔ انہوں نے مجھے ایک اہم بات بتائی ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق ایکریمیا کے دو بڑے نامور ایجنٹ رہوڈس اور میک براؤن کو پاکیشیا میں دیکھا گیا ہے جن کا تعلق ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ ایجنسی وائٹ سٹار سے ہے۔ وہ نجی کام کے سلسلے میں ایک کمرشل پلازہ میں گئے ہوئے تھے۔ جب وہ پلازہ سے لفٹ میں گراؤنڈ فلور پر آئے تو انہوں نے ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا جو اس لفٹ میں سوار ہو رہے تھے جس سے مسٹر ہوماگی باہر آئے تھے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا۔

"کیا مسٹر ہوماگی ان دونوں کو پہچانتے تھے"...... عمران نے

سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ اس لئے تو انہوں نے مجھے فون کیا تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا وہ دونوں میک اپ میں نہیں تھے۔ میں نے تو سنا ہے کہ وائٹ سٹار کے ایجنٹ کبھی بھی اصلی حلیوں میں کہیں نہیں جاتے۔ وہ میک اپ کرنے کے ماہر ہیں اور لمحوں میں اپنا روپ بدل کر کچھ سے کچھ بن جاتے ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات پر تو خود مسٹر ہوما گی بھی حیران تھے۔ ایکریمیا میں وہ ان ایجنٹوں کو دیکھ چکے تھے۔ ان کے بارے میں انہیں ان کے فارن ایجنٹوں نے رپورٹس بھی بھجوائی تھیں۔ اس وقت مسٹر ہوما گی ناجیریا کی ٹاپ سیکرٹ سروس کے انچارج تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان دونوں کو پہچاننے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا مسٹر ہوما گی کو بھی ان دونوں نے پہچان لیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مسٹر ہوما گی جس کام کے لئے کمرشل پلازہ میں گئے تھے انہوں نے میک اپ کر رکھا تھا کیونکہ سیکورٹی رسک کی وجہ سے وہ عام انداز میں باہر نہیں نکل سکتے تھے اس لئے وہ اپنی حفاظت خود کرتے ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا مسٹر ہوما گی نے یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ دونوں ایجنٹ اس پلازہ میں کیا کر رہے تھے اور لفٹ میں کہاں گئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔ وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کا سن کر اس کے چہرے پر سنجیدگی آ گئی تھی۔

''کیا بات کر رہے ہو عمران بیٹے۔ مسٹر ہوما گی سابقہ ٹاپ سیکرٹ سروس کے انچارج رہ چکے ہیں۔ وہ خطرناک ایجنٹ ان کے سامنے آئے ہوں اور وہ ان کے بارے میں معلومات حاصل نہ کریں یہ کیسے ممکن ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''کیا معلوم کیا ہے انہوں نے''...... عمران نے پوچھا۔

''دونوں ایجنٹوں کو وہاں دیکھ کر وہ چونک پڑے تھے۔ پھر انہوں نے واپس آنے کی بجائے ان دونوں ایجنٹوں کے پیچھے جانا مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ دوبارہ اس لفٹ میں آ گئے جس میں دونوں ایجنٹ موجود تھے۔ وہ دونوں کمرشل پلازہ کے ساتویں فلور پر گئے تھے۔ مسٹر ہوما گی نے احتیاط سے ان کا تعاقب کیا۔ وہ دونوں اس فلور کے ایک لگژری فلیٹ کے دروازے کے پاس جا کر رک گئے تھے۔ مسٹر ہوما گی عام انداز میں ان کے قریب سے گزر گئے۔ انہوں نے اس فلیٹ کا نمبر نوٹ کر لیا تھا۔ اس فلیٹ کا نمبر ایک سو گیارہ ہے''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''وہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں اور اس کمرشل پلازہ کے فلیٹ

میں کیا کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ پتہ چلے تو مجھے ضرور انفارم کرنا‘‘......سر سلطان نے کہا۔

’’اوکے۔ میں کوشش کروں گا‘‘......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سوچ و بچار کے تاثرات تھے۔ وائٹ سٹار ایجنسی کے ایجنٹوں کا سن کر وہ واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ وائٹ سٹار ایجنسی کے ایجنٹ عام طور پر یورپی ملکوں کے خلاف کام کرتے تھے اور اس ایجنسی کے ایجنٹ ٹارگٹ کلنگ کے ساتھ دوسرے ممالک کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر قسم کے حربے آزماتے تھے۔ اس ایجنسی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنے مشن کے لئے نہایت تیز رفتاری سے کام کرتے تھے اور مشن کی کامیابی کے لئے راستے میں آنے والی ہر دیوار کو توڑ دیتے تھے۔ وائٹ سٹار نے کئی ممالک کے تختے بھی الٹے تھے اس لئے ایکریمیا میں وائٹ سٹار ایجنسی کا بہت نام تھا۔ اس لئے عمران رہوڈس اور میک براؤن کا نام سن کر سنجیدہ ہو گیا تھا۔ ان دونوں کے یہاں ہونے کا مطلب تھا کہ وائٹ سٹار ایجنسی پاکیشیا میں موجود ہے۔

وائٹ سٹار ایجنسی جہاں بھی جاتی تھی اپنے تمام ایجنٹوں اور موت کے ہرکاروں کو ساتھ لے جاتی تھی۔ وہ لوگ دوسرے ممالک کے غنڈوں اور بدمعاشوں کو ہائر کرنے کی بجائے اپنے ساتھ لائے ہوئے آدمیوں کو ہی ترجیح دیتے تھے تاکہ اپنے مشن کی تکمیل کے

لئے وہ بلا روک ٹوک کام کر سکیں۔ وائٹ سٹار ایجنسی کا چیف بگ ماسٹر کہلاتا تھا جو مشن پورا کرنے کے لئے خود بھی عملی طور پر میدان میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وائٹ سٹار ایجنسی نے اب تک جہاں جہاں کام کیا تھا وہاں انہیں کامیابیاں ہی ملی تھیں۔

ایکریمیا کی یہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی فارن ایجنسی کے طور پر کام کرتی تھی۔ وہ اسلحے سے لے کر اکاموڈیشن تک کا انتظام خود کرتے تھے۔ کسی بھی تھرڈ پرسن سے وہ کوئی مدد نہیں لیتے تھے۔ اس ایجنسی میں ایجنٹوں کی تعداد کتنی تھی اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ وائٹ سٹار ایجنسی کا چیف مشن کی نوعیت کی مطابقت سے ایجنٹوں کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ بگ ماسٹر ایکریمیا کے مفادات کے لئے چھوٹے بڑے، عام اور خاص ہر مشن کو ترجیح دیتا تھا۔ اسے جو بھی مشن دیا جاتا تھا اس کے لئے وہ اور اس کے ایجنٹ سر دھڑ کی بازی لگا دیتے تھے اور تمام ایجنٹ وائٹ سٹار ہی کہلاتے تھے۔

’’وائٹ سٹار ہمارے ملک میں کیا کر رہے ہیں‘‘......عمران کو رسیور رکھتے دیکھ کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے اس نے ان دونوں کی بات چیت سن لی تھی۔

’’کیا کر رہے ہیں یہ تو میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وائٹ سٹار اگر واقعی پاکیشیا میں ہے تو پھر پاکیشیا کے مفادات اور سالمیت خطرے میں ہے۔ ملکی حالات پہلے ہی خراب

ہیں۔ ملک معاشی، مالی اور بہت سے بحرانوں کا پہلے سے ہی شکار بنا ہوا ہے۔ ایسے میں اگر وائٹ سٹار نے یہاں اپنا کام شروع کر دیا تو ملک خوفناک تباہی کی زد میں آ جائے گا۔ ان لوگوں سے جلد سے جلد نپٹنا ہو گا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا میں ممبران کو الرٹ کر دوں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”الرٹ نہیں۔ انہیں ریڈ الرٹ کر دو۔ سرسلطان نے جس کمرشل پلازہ کا بتایا ہے ان سب کو فوراً وہاں بھیج دو۔ وہ پلازہ کے گرد پھیل جائیں اور وہاں پر آنے جانے والے مشکوک آدمی پر نظر رکھیں۔ یہ تو ہماری قسمت ہے کہ وائٹ سٹار کے دو ایجنٹ بغیر میک اپ کے تھے اور ناجیرین اتاشی کی نظروں میں آ گئے تھے لیکن وہ زیادہ دیر بغیر میک اپ کے نہیں رہیں گے۔ ماسٹر کمپیوٹر میں وائٹ سٹار کا تمام بائیو ڈیٹا موجود ہے۔ فائلوں میں تمہیں وائٹ سٹار کے بے شمار ایجنٹوں کی تصویریں بھی مل جائیں گی۔ تم ان سب کی تصویریں ممبران کو ایم ایم ایس کر دو تاکہ کوئی بھی ان کی نظروں سے نہ بچ سکے“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ لیکن سرسلطان نے تو اس کمرشل پلازہ کا نام نہیں بتایا۔ میں ممبران کو کہاں بھیجوں گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”عقل کے دشمن۔ تمہارے پاس فون ہے۔ سرسلطان کو فون کر کے پوچھ لو۔ اگر انہیں بھی نہیں معلوم تو ان سے کہو کہ وہ اتاشی

ہوما گی کو کال کر کے ان سے اس کمرشل پلازہ کے بارے میں معلوم کر کے تمہیں بتائیں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے انداز میں اثبات میں سر ہلایا اور فون کا رسیور اٹھا کر سرسلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔ پھر عمران نے اسے مزید ہدایات دیں اور تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ناجیرین اتاشی مسٹر ہوما گی ہی تھا"۔ رہوڈس نے میک براؤن کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ میک اپ میں تھے۔ مگر میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ وہ ہوما گی ہی تھا۔ ایکریمیا میں ایک جنرل کانفرنس میں اسے میں دیکھ چکا ہوں"...... میک براؤن نے کہا۔ وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ کے کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے اور کافی پی رہے تھے۔ دونوں نے مقامی میک اپ کر رکھا تھا۔ وہ دونوں وہاں کسی کا انتظار کر رہے تھے اور انتظار کرانے والا جیسے وہاں آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور وہ دونوں اس کے انتظار میں تیسری بار کافی منگوا چکے تھے۔ باتوں باتوں میں اچانک ہی میک براؤن کو اس بوڑھے آدمی کا خیال آ گیا تھا جسے اس نے ہیون پلازہ کی لفٹ میں دیکھا تھا۔

رہوڈس اور میک براؤن نے ہیون پلازہ کی ساتویں منزل پر ایک لگژری فلیٹ کرائے پر حاصل کر رکھا تھا۔ انہوں نے پاکیشیا میں دو مشن مکمل کرنے تھے جن میں سے ایک مشن ڈائمنڈ لائٹ کا حصول تھا اور اسے ایک سینڈیکیٹ سے حاصل کرنا تھا۔ اس کے لئے میک براؤن نے اکیلے ہی کام کیا تھا اور جاشو دادا بن کر اس نے تھامسن میکلین کو اپنے اعتماد کے جال میں اس بری طرح سے پھنسا لیا تھا کہ تھامسن میکلین واقعی اس کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ تھامسن میکلین نے ہی میک براؤن کو بتایا تھا کہ اس نے شیشے میں استعمال ہونے والے فلیورز میں ایک ایسے فلیور کا اضافہ کیا ہے جسے ایک بار جو استعمال کر لیتا تھا وہ اس کا اسیر ہو کر رہ جاتا تھا۔

اس فلیور کو تھامسن میکلین نے ہی ڈائمنڈ لائٹ کا نام دیا تھا اور یہ نام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ بہت جلد اس فلیور نے ہر خاص و عام کو اپنی طرف راغب کر لیا تھا۔ تھامسن میکلین نے اس فلیور میں انتہائی لائٹ منشیات کا استعمال کیا تھا تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فلیور کا استعمال کر سکیں۔ اس فلیور میں ڈی ایکس نامی پاؤڈر کی مقدار جیسے ہی بڑھائی جاتی اس فلیور کا نشہ دوچند ہو جاتا تھا اور پھر ایک بار جو ہیوی ڈوز لے لیتا تھا وہ نارمل ڈائمنڈ لائٹ کا استعمال نہیں کرتا تھا۔ ڈائمنڈ لائٹ میں استعمال ہونے والے کیمیکلز اور خاص طور پر نشہ آور پاؤڈر ڈی ایکس کے زیادہ استعمال سے انسانی

صحت پر انتہائی برے اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے تھے اور پھر اس فلیور کو استعمال کرنے والے کو ہر حال میں چوبیس سے چھتیس گھنٹوں کے اندر اندر یہ فلیور دوبارہ استعمال کرنا پڑتا تھا ورنہ اس کے جسم کا اندرونی نظام سوج جاتا تھا اور دل کی دھڑکن اس قدر تیز ہو جاتی تھی کہ انسان انتہائی حد تک بلڈ پریشر کا مریض بن جاتا تھا اور اس کا بلڈ پریشر اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ ناک، کان اور منہ کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے مساموں سے بھی خون پھوٹ نکلتا تھا اور انسان فوری طور پر موت کا شکار ہو جاتا تھا۔

تھامسن میکلین کا مقصد ڈائمنڈ لائٹ کی زیادہ سے زیادہ سیل بڑھا کر دونوں ہاتھوں سے دولت کمانا تھا اس لئے وہ اس حد تک ڈی ایکس پاؤڈر کا استعمال نہیں کرتا تھا جس سے انسان ہلاک ہی ہو جائے۔ یہ سب میک براؤن نے جاشو دادا بن کر کیا تھا۔ اس نے ڈی ایکس پاؤڈر کی مقدار مطلوبہ مقدار سے کئی گنا بڑھا کر بہت سے انسانوں کو موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا کر دیا تھا۔ جن افراد نے ہیوی ڈوز لی تھی ان میں سے بہت سے افراد ریڈ ڈیتھ کا شکار ہو چکے تھے اور کئی مختلف ہسپتالوں اور گھروں میں پڑے تڑپ رہے تھے۔

تھامسن میکلین نے جب سے شہر سے اپنا تمام مال واپس حاصل کیا تھا شہر بھر میں ڈائمنڈ لائٹ کی قلت ہو گئی تھی اور لوگ پاگلوں کی طرح شاپنگ مالز، بڑے بڑے سٹوروں، ہوٹلوں اور

کلبوں میں ڈائمنڈ لائٹ تلاش کرتے پھر رہے تھے وہ ڈائمنڈ لائٹ فلیور کے لئے منہ مانگی قیمت دینے کے لئے تیار تھے لیکن انہیں کہیں بھی ڈائمنڈ لائٹ فلیور دستیاب نہیں ہو رہا تھا۔ تھامسن میکلین نے ڈائمنڈ لائٹ فلیور حال ہی میں تیار کیا تھا۔ اس کلب میں چونکہ اونچی سوسائٹی کے افراد آتے تھے اس لئے ڈائمنڈ لائٹ فلیور ان لوگوں تک ہی محدود تھا اور تھامسن میکلین نے یہی ڈائمنڈ لائٹ بڑے بڑے ہوٹلوں اور کلبوں میں بھی فراہم کیا تھا جہاں کم از کم عام آدمی کی پہنچ نہیں ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈائمنڈ لائٹ ابھی بہت محدود پیمانے میں لوگوں تک پہنچا تھا ورنہ جس طرح اس فلیور کی ترسیل کی جا رہی تھی اس سے بہت جلد پورے شہر کے لوگوں کو ں نشے کا عادی بنا لیا جاتا اور پھر سارا شہر ہی ڈائمنڈ لائٹ کی لاش میں سرگرداں ہو جاتا۔

تھامسن میکلین جرائم پیشہ ضرور تھا اور وہ دولت کمانے کے نئے سے نئے اور جدید ہتھکنڈے استعمال کرتا تھا۔ دولت کے حصول کے لئے وہ قتل و غارت سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا لیکن وہ ہر کام ھ پیر بچا کر ہی کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے شہر میں ڈائمنڈ ئٹ کی ترسیل نہایت محدود پیمانے پر کر رکھی تھی اور شہر میں جس رر ڈائمنڈ لائٹ فلیور کے پیکٹس بھیجے گئے تھے ان میں ڈی ایکس وڈر کی مقدار بے حد کم رکھی گئی تھی تا کہ پکڑے جانے کی صورت ں اس پر کوئی حرف نہ آئے۔ پھر میک براؤن کے مشورے پر اس

نے خود ہی شہر بھر سے تمام فلیور اٹھوا لیا۔ میک براؤن نے تھامسن میکلین کو مشورہ دیا تھا کہ یہ فلیور صرف اس کے کلب تک محدود ہونا چاہیے۔ وہ اس فلیور سے جتنا زرمبادلہ کمائیں گے وہ ان کا ہی ہو گا۔ انہیں نہ اس فلیور کے لئے کسی کو ڈسکاؤنٹ دینا پڑے گا اور نہ کمیشن۔ میک براؤن نے اپنی بات منوانے کے لئے شیخ واجد اور اس کے دوست رابرٹ کا سہارا لیا تھا کہ جب شہر بھر میں انہیں کہیں ڈائمنڈ لائٹ نہیں ملے گا تو وہ سیدھا ریڈ کلب میں ہی دوڑے چلے آئیں گے۔

وائٹ سٹار کے بگ ماسٹر نے میک براؤن کو یہ سب کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسے اس نئے اور منفرد نشے میں یکلخت بے پناہ دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ نہ صرف ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا اسے مل جائے بلکہ تھامسن میکلین نے شہر بھر میں جتنا بھی سٹاک پھیلا رکھا ہے وہ اس کا بھی بلاشرکت غیرے کا مالک بن جائے اور پھر وہ اسے اپنے طور پر فروخت کرے گا۔ وائٹ سٹار ایجنسی ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی تھی اور ایکریمی مفادات کے لئے کام کرتی تھی لیکن سرکاری کاموں کے ساتھ ساتھ یہ ایجنسی اپنے مفادات بھی پس پشت نہیں ڈالتی تھی۔ انہیں جہاں اپنے مفادات نظر آتے تھے وہ اس کے لئے فوراً سرگرم ہو جاتے تھے اور ان کے مفادات زر اور زن کے لئے ہوتے تھے۔

وائٹ سٹار کا ہر رکن دولت اور عورت کا رسیا تھا۔ اس ایجنسی

کے بیس ایجنٹ تھے۔ بگ ماسٹر جس مشن پر جاتا تھا ان سب ایجنٹوں کو ساتھ لے کر جاتا تھا اور ان ایجنٹوں سے ان کی کارکردگی کے تحت اپنے کام پورے کراتا تھا۔ ان میں سے بعض ایجنٹ الگ الگ رہ کر کام کرتے تھے اور بعض دو دو اور تین تین کے گروپ میں کام کرتے تھے۔ رہوڈس اور میک براؤن ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ اس بار جاشو دادا کے روپ میں تھامسن میکلین کے خلاف میک براؤن نے گو الگ رہ کر کام کیا تھا لیکن کئی معاملات میں رہوڈس نے اس کی بھرپور معاونت کی تھی اور اب تھامسن میکلین کے ڈائمنڈ لائٹ کے سیٹ اپ پر وائٹ سٹار کا مکمل کنٹرول ہوگیا تھا اس لئے وہ دونوں پھر اکٹھے ہو گئے تھے اور ان دونوں نے مل کر ہی ہیون پلازہ میں اپنے لئے فلیٹ حاصل کیا تھا۔ رقم کے سلسلے میں انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔ وہ انٹرنیشنل کریڈٹ کارڈ ہولڈرز تھے اس لئے ان کے کریڈٹ کارڈ ہر جگہ اور ہر ملک میں ان کے کام آتے تھے اس لئے انہیں رہائش گاہوں، اسلحے اور دیگر سہولیات حاصل کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی تھی۔

”مجھے تو ایسا ہی لگا ہے۔ اس وقت ہم دونوں اتفاق سے میک اپ میں نہیں تھے۔ ہم جس لفٹ کے ذریعے اوپر جانا چاہتے تھے وہ اس لفٹ سے باہر آیا تھا۔ اس نے جیسے ہی ہماری طرف دیکھا اس نے اسے بری طرح سے چونکتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر وہ کسی الّو پروفیسر کی طرح دوبارہ لفٹ میں آ گیا تھا۔ جیسے وہ غلطی سے

لفٹ سے باہر نکل گیا ہو۔ اس کے بعد وہ ساتویں فلور پر ہمارے
ساتھ ہی لفٹ سے باہر آیا تھا۔ جب ہم اپنے فلیٹ کے دروازے
پر جا کر رکے تو وہ جان بوجھ کر ہمارے پاس سے گزر گیا تھا جیسے وہ
فلیٹ کا نمبر چیک کرنا چاہتا ہو''...... میک براؤن نے کہا۔

''اوہ۔ اگر یہ سب ہوا تھا تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔
میں اس کا وہیں خاتمہ کر دیتا''...... رہوڈس نے کہا۔

''اس وقت میں نے اس پر خاص توجہ نہیں دی تھی۔ وہ میک
اپ میں تھا صرف اس کی آنکھیں مجھے چبھ رہی تھیں۔ ان آنکھوں
کو دیکھ کر مجھے ایسا لگا تھا جیسے میں اس شخص کو جانتا ہوں اور اس
سے پہلے مل چکا ہوں۔ میں نے بہت یاد کرنے کی کوشش کی تھی
لیکن مجھے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اب اچانک ہی مجھے یاد آ گیا ہے کہ
وہ کون ہو سکتا ہے''...... میک براؤن نے کہا۔

''چلو کوئی بات نہیں۔ اس نے ہمیں ایک بار دیکھ لیا ہے تو کیا
ہوا۔ ہم جب تک یہاں ہیں وقتاً فوقتاً اپنے میک اپ بدلتے رہیں
گے تو وہ ہمیں کیسے پہچان سکے گا''...... رہوڈس نے کہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو رہوڈس۔ وہ ہمارا فلیٹ دیکھ چکا ہے۔
وہ اس ملک میں اپنے ملک کا اتاشی ہے۔ وہ کبھی بھی اور کسی سے
بھی بات کر سکتا ہے اور اگر یہ خبر پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی
کہ وائٹ سٹار پاکیشیا میں ہے تو وہ سیکرٹ سروس والے جنوں اور
بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائیں گے''...... میک براؤن نے

کہا۔

''تو کیا ہوا۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں سے ڈرتے
ہو''...... رہوڈس نے کہا۔

''نہیں۔ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ لیکن بگ ماسٹر نے یہاں جو
مشن پورا کرنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ آخری لمحوں تک
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کی بھنک نہ ملے کہ وائٹ سٹار
پاکیشیا میں موجود ہے''...... میک براؤن نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہم اس سلسلے میں فضول باتیں کر رہے ہیں۔
جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہماری خبر ملے گی ہم یہاں سے اپنا
مشن مکمل کر کے نکل چکے ہوں گے''...... رہوڈس نے کہا۔

''بہرحال میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب یہ بات اگر بگ
ماسٹر کو معلوم ہو گئی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واقعی حرکت میں آ گئی تو
بگ ماسٹر ہمارا کوئی لحاظ نہیں کرے گا''...... میک براؤن نے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کہ بگ ماسٹر کو ہم یہ بات بتا دیں تاکہ وہ
ہم سے سخت باز پرس کرے کہ ہم بغیر میک اپ کے فلیٹ سے باہر
کیوں نکلے تھے''...... رہوڈس نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ بھی تمہاری غلطی تھی۔ تم نے ہی بغیر میک اپ کے سوئمنگ
پول میں جانے کے لئے کہا تھا جہاں حسین لڑکیاں تیراکی کر رہی
تھیں''...... میک براؤن نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے کہا تھا۔ مقامی میک اپ میں ان حسین لڑکیوں

کو میں اٹریکٹ نہیں کر سکتا تھا اسی لئے میں نے تمہیں بغیر میک اپ کے وہاں جانے کے لئے کہا تھا''...... رہوڈس نے جواب دیا۔

''کیا فائدہ ہوا اس کا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک بھی لڑکی نہیں تھی''...... میک براؤن نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو آج نہیں ملیں تو کل آ جائیں گی۔ ہم کون سا یہاں سے بھاگے جا رہے ہیں''...... رہوڈس نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ اب میں بغیر میک اپ کے کہیں نہیں جاؤں گا۔ تمہیں جانا ہو تو چلے جانا''...... میک براؤن نے ناگوار لہجے میں کہا۔

''اچھا بھائی۔ ناراض کیوں ہوتے ہو۔ ہم غیر ملکیوں کا میک اپ کر لیں گے۔ اب خوش''...... رہوڈس نے اسے مناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے''...... میک براؤن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کتنا ٹائم ہو گیا ہے۔ وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں''۔ رہوڈس نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں بھی اسی کے لئے پریشان ہوں۔ اسے اب تک یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا''...... میک براؤن نے کہا۔

''کال کرو اسے۔ کہیں وہ بھول تو نہیں گیا''...... رہوڈس نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایک ذمہ دار انسان ہے۔ وہ اپنا کوئی بھی کام نہیں

بھولتا۔ ہو سکتا ہے وہ راستے میں پھنسا ہوا ہو۔ اس چھوٹے سے ملک میں ٹریفک کا نظام بھی تو بہت خراب ہے۔ جہاں دیکھو ٹریفک جام ہوتی ہے''...... میک براؤن نے کہا۔

''تم صرف ٹریفک کی بات کر رہے ہو۔ اس ملک کا کون سا نظام اچھا جا رہا ہے۔ یہاں بے روزگاری، مہنگائی، بجلی اور گیس کا بحران، پانی کی قلت اور نجانے کیا کیا ہے۔ مجھے تو حیرانی ہوتی ہے کہ اس ملک کا نام پاکیشیا کیوں رکھا گیا ہے۔ اسے تو بحرانستان ہونا چاہئے تھا''...... رہوڈس نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ پاکیشیا جس قدر بحرانوں کا شکار ہے اس سے تو عام آدمی کا جینا محال ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں وہ کون سی طاقت ہے جو ابھی تک پاکیشیا کو قائم رکھے ہوئے ہے ورنہ اب تک تو پاکیشیا کا نام ہی نقشے سے مٹ جانا چاہئے تھا''...... میک براؤن نے کہا۔

''اس ملک کے بحران خود عوام اور حکمرانوں کے پیدا کردہ ہیں۔ پاکیشیا میں کچھ ہوتا رہے نہ عوام کی صحت پر کچھ اثر پڑتا ہے اور نہ حکمرانوں کے کان پر جوں رینگتی ہے۔ سب اپنے اپنے حال میں مست ہیں''...... رہوڈس نے کہا اور اسی لمحے کیبن کے دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک ہوئی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''یس۔ کم ان''...... رہوڈس نے تیز آواز میں کہا۔ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ اس نوجوان نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ شکل و صورت اور لباس سے وہ اعلیٰ

طبقے کا فرد معلوم ہو رہا تھا۔

''سوری ڈیئرز۔ مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی''...... نوجوان نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ آؤ بیٹھو''۔ میک براؤن نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ رہوڈس نے بھی اس سے ہاتھ ملایا اور نوجوان ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اکیلے ہی آئے ہو''...... میک براؤن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں۔ تم نے مجھے کسی کو ساتھ لانے کا کہا تھا''۔ نوجوان نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا ہوں''...... میک براؤن نے جواباً مسکرا کر کہا۔

''اچھا بتاؤ کام کا کیا ہوا''...... رہوڈس نے پوچھا۔

''تمہارا آدھا کام ہو گیا ہے۔ بس مجھے مزید دو دن اور دے دو۔ پھر وہ خود ہی تمہارے پاس آ جائے گی۔ پھر تم اس سے جو کہو گے وہ تمہاری ہر بات مان جائے گی''...... نوجوان نے کہا۔

''گڈ۔ ہم دو دن اور انتظار کریں گے''...... میک براؤن نے کہا۔

''اور میرا کام''...... نوجوان نے پوچھا۔

''تمہارا کام۔ مطلب۔ ابھی پرسوں ہی تو تم ایک سو پیکٹ لے گئے تھے۔ کیا وہ سب ختم ہو گئے ہیں''...... رہوڈس نے چونک کر کہا۔

''میں جس یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں وہاں ہزاروں طالب علم ہیں۔ ڈائمنڈ لائٹ کا فلیور استعمال کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ مجھے اگر ہر روز ایک ہزار پیکٹس مل جائیں تو وہ بھی کم ہیں''۔ نوجوان نے کہا۔

''ایک ہزار پیکٹ۔ اوہ۔ کیا تم نے ساری یونیورسٹی کو ڈائمنڈ لائٹ پر لگا دیا ہے''...... میک براؤن نے چونک کر کہا۔

''بس ایسا ہی سمجھو۔ ایک بار جو اس فلیور کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ دوسرے کسی فلیور کو ہاتھ نہیں لگاتا اور جو بھی ڈائمنڈ لائٹ استعمال کرتا ہے پھر تو جیسے اسے اس فلیور کا روگ ہی لگ جاتا ہے''۔ نوجوان نے کہا جو ایک نیشنل یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ تھا۔ اس کا نام تبریز تھا اور وہ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کا چیئرمین تھا جسے سب یونیورسٹی کا سب سے بڑا بدمعاش کہتے تھے۔ اس کا پوری یونیورسٹی پر ہولڈ تھا۔ سٹوڈنٹس کے ساتھ اس یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات بھی اس سے ڈرتے تھے۔ یونیورسٹی میں سب ہی اسے تبریز بھائی کہتے تھے۔

تبریز کے والد کا تعلق بیوروکریٹس سے تھا اس لئے سب اس سے ضرورت سے زیادہ ہی خائف رہتے تھے۔ اور تبریز اپنے آوارہ

قسم کے دوستوں کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھائی کرنے کی بجائے موج مستی کو ہی ترجیح دیتا تھا۔ اس نے یونیورسٹی میں اپنا زبردست سکہ جما رکھا تھا اور ہوسٹل کے طلباء تو بس جیسے اس کے گرویدہ تھے۔ اس نے ان سب کو ہر قسم کی بری لت لگا رکھی تھی۔ وہاں منشیات کا کھلا استعمال ہوتا تھا۔ غنڈہ گردی اور جواء وہاں روز کا معمول بن گیا تھا۔ بعض اوقات کچھ منچلے نوجوان دوسرے کالجوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو بھی اٹھا لاتے تھے اور پھر وہ سب مل کر ان کی ایسی درگت بناتے تھے کہ بے چارہ یا تو ہمیشہ کے لئے ہاتھوں اور ٹانگوں سے محروم ہو جاتا تھا یا پھر دیکھنے، سننے اور بولنے کے قابل ہی نہیں رہتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں صحیح معنوں میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ایسے ہی ماحول میں وائٹ کرائم ہوتا تھا جو انتہائی بھیانک، خوفناک اور روح لرزا دینے والے واقعات سے بھرپور ہوتا تھا اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا تھا کیونکہ ان سب کی پشت پناہی بااثر افراد کرتے تھے۔

میک براؤن خاص طور پر تبریز کو یونیورسٹی سے لایا تھا۔ تبریز کا ریڈ کلب میں خاصا آنا جانا تھا پھر وہ نہ صرف خود ڈائمنڈ لائٹ کا استعمال کرتا تھا بلکہ اس کے بہت سے دوست بھی وہاں آتے جاتے تھے۔ جس یونیورسٹی میں تبریز پڑھتا تھا وہاں نبیلہ بھی زیر تعلیم تھی جو ایم اے انگلش کی ذہین طالبہ تھی۔ نبیلہ کا باپ پاکیشیا کے ایک خفیہ ادارے میں کام کرتا تھا۔ وہ خفیہ ادارے میں کیا کام کرتا

تھا اور اس کا عہدہ کیا تھا اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں تھا اور یہ بات بھی یونیورسٹی میں بہت کم لوگوں کو معلوم تھی کہ نبیلہ کا باپ کسی اہم خفیہ ادارے سے منسلک ہے۔

نبیلہ روزانہ یونیورسٹی آتی تھی اور ہمیشہ چار باڈی گارڈز کی نگرانی میں آتی تھی جو سائے کی طرح اس کے اردگرد منڈلاتے رہتے تھے اور اسے ایک لمحے کے لئے بھی اکیلا نہیں چھوڑتے تھے۔ میک براؤن اور رہوڈس، تبریز کے ذریعے اس لڑکی کو اغوا کرنا چاہتے تھے۔ اس کام کے لئے میک براؤن، تبریز کو نہ صرف موٹی رقمیں دے رہا تھا بلکہ اسے ڈائمنڈ لائٹ کے پیکٹ بھی دے رہے تھے جسے وہ یونیورسٹی میں مہنگے داموں فروخت کر کے خوب کمائی کر رہا تھا۔

"دیکھو تبریز۔ اب جب تک تم اس لڑکی کو ہمارے پاس نہیں لے آتے اس وقت تک ہم تمہیں مزید ڈائمنڈ لائٹ کا ایک پیکٹ بھی نہیں دیں گے اور تم اب تک ہم سے دس لاکھ روپے نقد لے چکے ہو اور دو ہزار سے زائد پیکٹس لے چکے ہوں جن کی مالیت کم سے کم پانچ لاکھ بنتی ہے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ آج تم اس لڑکی کو ہر حال میں ہمارے پاس لے آؤ گے لیکن اب پھر تم ہم سے دو دن مانگ رہے ہو۔ یہ ٹھیک بات نہیں ہے اس لئے اب اگر تمہیں اور پیکٹس چاہئیں تو لڑکی لے آؤ اور جتنے چاہو پیکٹس لے جاؤ"۔ رہوڈس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اس لڑکی کی سیکورٹی بے حد سخت ہے۔ چار مسلح افراد کے ساتھ ایک خطرناک لڑکی بھی اس کے ساتھ سائے کی طرح لگی رہتی ہے۔ میں نے بڑی مشکلوں سے یونیورسٹی کی دوسری لڑکیوں کے ذریعے اس لیڈی گارڈ کو اس سے الگ کیا تھا اور پھر میں نے اسے بھی ڈائمنڈ لائٹ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ تین روز سے مسلسل ڈائمنڈ لائٹ لے رہی ہے۔ اب میں اسے آج اور کل فلیور نہیں دوں گا تو وہ میرے ساتھ کہیں بھی چلنے کے لئے مجبور ہو جائے گی۔ میں اسے ڈائمنڈ لائٹ کا لالچ دے کر تمہارے پاس لے آؤں گا۔ پھر تم اس سے جو چاہے سلوک کرنا۔ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا لیکن تم یہ بھی جانتے ہو کہ ڈائمنڈ لائٹ اب ہماری زندگیوں کا حصہ بن چکا ہے۔ اس کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے اس لئے تم اس کی سپلائی مت روکو۔ ایک پیکٹ کے فلیور سے صرف چار شیشے تیار ہوتے ہیں اور یونیورسٹی میں ایسے بہت سے سٹوڈنٹس ہیں جو سارے دن میں کئی کئی پیکٹ چڑھا جاتے ہیں۔ تم مجھے بس آج اور کل کی سپلائی دے دو۔ پرسوں تمہارے پاس لڑکی ہر حال میں پہنچ جائے گی۔ اگر چاہو تو میں دو روز کی سپلائی کی تمہیں قیمت بھی دے سکتا ہوں"...... تبریز نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کتنی قیمت دو گے تم فی پیکٹ"...... رہوڈس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جتنی تم چاہو"...... تبریز نے کہا۔

"یونیورسٹی میں تم فی پیکٹ کس حساب سے فروخت کرتے ہو"...... میک براؤن نے پوچھا۔

"یہ مت پوچھو۔ میرا دوستوں کے ساتھ مختلف حساب ہے۔ کوئی کم رقم دیتا ہے اور کوئی زیادہ۔ تم اپنی بات کرو"...... تبریز نے کہا۔

"فی پیکٹ کا ایک ہزار دے سکتے ہو"...... رہوڈس نے کہا۔

"اوکے۔ دے دوں گا"...... تبریز نے فوراً ہامی بھرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آج اور کل کے لئے کتنے پیکٹس چاہئیں تمہیں"۔ رہوڈس نے پوچھا۔

"چار سو پیکٹ دے دو۔ باقی میں مینج کر لوں گا"...... تبریز نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال لی۔

"چار سو پیکٹس کا مطلب ہے چار لاکھ"...... میک براؤن نے کہا۔

"یہ پانچ لاکھ ہیں"...... تبریز نے کہا۔

"تب تو ہم تمہیں پانچ سو پیکٹ دے سکتے ہیں"...... رہوڈس نے کہا۔

"دے دو۔ میرے پاس جتنا زیادہ مال ہوگا میرے لئے اتنا ہی اچھا ہوگا"...... تبریز نے کہا۔

"اگر تم لڑکی ساتھ لائے ہوتے تو ہم پانچ سو کی جگہ تمہیں ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ پیکٹس دے دیتے اور وہ بھی فری۔ لیکن

چونکہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے اس لئے ہم یہ رقم تم سے ضرور لیں گے''...... رہوڈس نے کہا۔

''اوکے۔کوئی پرواہ نہیں''......تبریز نے بغیر کسی عذر کے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پوائنٹ سکس سے جا کر پیکٹس لے لو۔ میں وہاں فون کر دیتا ہوں''...... رہوڈس نے کہا۔

''یہ پیکٹس تو میں نے قیمتاً خریدے ہیں۔ جب نبیلہ کو لاؤں گا مجھے کتنے پیکٹس ملیں گے''......تبریز نے پوچھا۔

''جتنے تم چاہو گے''...... میک براؤن نے کہا۔

''میں پانچ ہزار پیکٹ لوں گا اور وہ بھی فری''...... تبریز نے کہا۔

''ہم تمہیں ڈبل دیں گے''...... رہوڈس نے کہا تو تبریز کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''ڈن۔ پھر پرسوں اسی جگہ، اسی وقت ملاقات کریں گے۔لڑکی تمہاری ہو گی اور دس ہزار پیکٹس میرے''......تبریز نے کہا۔

''اوہ نہیں۔تم لڑکی کو یہاں نہیں لاؤ گے۔ جب تم لڑکی کو لے کر نکلو تو ہمیں کال کر لینا۔ پھر جہاں ہم کہیں گے تم لڑکی کو اس جگہ لے جانا۔لڑکی وصول کر کے ہم تمہیں وہیں ڈائمنڈ لائٹ کے پیکٹ فراہم کر دیں گے''...... میک براؤن نے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں اطلاع کر دوں گا''...... تبریز نے اٹھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔تبریز نے باری

باری ان سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ کیبن سے نکلتا چلا گیا۔

''کیا خیال ہے۔ یہ ہمارا کام کر دے گا''...... تبریز کے جانے کے بعد رہوڈس نے میک براؤن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''لڑکا کام کا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا''...... میک براؤن نے جواب دیا۔

''تو پھر چلو۔ ہمیں پرسوں تک کا انتظار کرنا ہی پڑے گا''۔ رہوڈس نے اٹھتے ہوئے کہا تو میک براؤن سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی نوٹوں کی گڈی اٹھا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالی اور پھر وہ دونوں نہایت اطمینان بھرے انداز میں کیبن سے نکلتے چلے گئے۔

تھامسن میکلین نے صرف ایک لمحے کے لئے ریموٹ نما آلے کا بٹن پریس کیا تھا جس سے لوہے کی کرسی میں کرنٹ دوڑ گیا تھا اور سلیمان کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا تھا کہ اس کے منہ سے بے اختیار دردناک چیخیں نکل گئی تھیں۔ تھامسن میکلین نے فوراً بٹن سے انگلی ہٹا لی جس سے کرسی میں کرنٹ رک گیا تھا۔ کرنٹ رکنے کے باوجود سلیمان بری طرح سے چیخ رہا تھا اور اسے اسی طرح زبردست جھٹکے لگ رہے تھے۔

"بس کرو۔ میں نے پاور آف کر دی ہے"...... تھامسن میکلین نے چیختے ہوئے کہا۔ سلیمان کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور اس کے سر کے بال بری طرح سے بکھر گئے تھے۔ اس کی آنکھیں یوں پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔ اسے جھٹکے لگنے بند ہو گئے لیکن اس کی حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کرنٹ نے

اس کے جسم کا سارا خون نچوڑ لیا ہو اور وہ برسوں کا بیمار معلوم ہو رہا تھا۔ تھامسن میکلین اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہوش ٹھکانے پر آئے ہیں یا نہیں"...... تھامسن میکلین نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تت۔ تت۔ تم"...... سلیمان کے منہ سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔ زور دار شاک نے جیسے اس کی ایک ایک ہڈی بری طرح سے توڑ دی تھی۔ اس کے جسم کا ایک ایک حصہ ابھی تک چیخ رہا تھا۔

"میں تمہیں ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"کک۔ کیسا موقع"...... سلیمان نے بڑی مشکلوں سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنے بارے میں بتا دو۔ لیکن صرف سچ"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"میں سچ بتا چکا ہوں"...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"سوچ لو۔ اس بار تو میں نے موقع دے دیا ہے۔ اگلی بار ایسا نہیں ہو گا۔ میں کرسی میں گیارہ ہزار وولٹ دوڑا دوں گا جس سے تم کرسی پر ہی جل کر کوئلہ بن جاؤ گے"...... تھامسن میکلین نے سفاکی سے کہا۔

"تم بتاؤ۔ تم کون ہو۔ کیا سچ جاننا چاہتے ہو"...... سلیمان نے کہا۔

"یہی کہ تم بلیک ماسٹر نہیں ہو۔ بلیک ماسٹر کا صرف تم نے نقاب اوڑھ رکھا ہے"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"ہاں۔ میں بلیک ماسٹر نہیں ہوں"...... سلیمان نے سر جھٹک کر کہا۔

"گڈ۔ اب اپنا اصلی نام بتاؤ"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"میرا نام سلیمان ہے۔ سلیمان پاشا"...... سلیمان نے کہا۔ وہ غیر ارادی طور پر اپنے ہاتھ اور پاؤں کرسی کی بیلٹوں سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ایک تو بیلٹس چمڑے کی تھیں اور دوسرے اسے جس انداز میں باندھا گیا تھا وہ کوشش کے باوجود ان بیلٹوں سے خود کو آزاد نہیں کر پا رہا تھا۔

"کون سلیمان پاشا۔ تمہارا کس گروپ یا کس ایجنسی سے تعلق ہے"...... تھامسن میکلین نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ سلیمان کوئی جواب دیتا اسی لمحے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور تھامسن میکلین بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے۔ رکو۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ تھامسن میکلین نے کہا۔ اس نے ریموٹ کا بٹن پریس کر کے پاور مشین آف کی اور ریموٹ کنٹرول جیب میں ڈالتا ہوا تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا کمرے کی شمالی دیوار کی طرف گیا تھا۔ جیسے ہی وہ دیوار کے قریب پہنچا دیوار یکلخت دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں بائیں سمٹتی چلی گئی اور وہ اس دیوار کی

دوسری طرف چلا گیا۔ اس کے دوسری طرف جاتے ہی دیوار برابر ہو گئی۔

تھامسن میکلین کے باہر جاتے ہی سلیمان کا دماغ تیزی سے چلنا شروع ہو گیا۔ وہ یہ جان کر بے حد پریشان ہو رہا تھا کہ وہ ایکریمیا میں نہیں بلکہ کافرستان میں ہے۔ تھامسن میکلین نے اسے جو شاک دیا تھا اس سے سلیمان کا ابھی تک جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ اس نے زور لگا کر دونوں ہاتھ جھٹکنے شروع کر دیئے۔ وہ تھامسن میکلین کے واپس آنے سے پہلے خود کو آزاد کر لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ تھامسن میکلین کے تیور دیکھ چکا تھا۔ تھامسن میکلین اسے واقعی الیکٹرک چیئر پر ہلاک کر سکتا تھا۔ سلیمان چند لمحے بیلٹوں کو زور زور سے جھٹکے دیتا رہا اور پھر اس نے کرسی کے بازوؤں کے ساتھ بیلٹوں کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ باہر کھینچنے شروع کر دیئے۔ جھٹکے لگنے سے اس کا سارا جسم پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ اس کے گیلے بازو بیلٹوں اور کرسی کے بازوؤں پر پھسل رہے تھے۔ اپنی ترکیب کارگر ہوتے دیکھ کر سلیمان نے اپنی کوشش اور تیز کر دی۔ اس نے بازوؤں کو بیلٹوں سے باہر نکالنے کے لئے مخصوص انداز میں ہلکے ہلکے جھٹکے دینا شروع کر دیئے۔

چند ہی لمحوں میں اس کا ایک ہاتھ بیلٹ کے درمیان سے نکل گیا۔ جیسے ہی سلیمان کا ایک ہاتھ آزاد ہوا اس نے جلدی جلدی دوسرے بازو کی بیلٹ کھولنی شروع کر دی۔ وہ بار بار اس دیوار کی

طرف دیکھ رہا تھا جس کے پیچھے تھامسن میکلین گیا تھا۔ چند ہی
لمحوں میں اس نے دوسرا بازو بھی آزاد کر لیا۔ دونوں بازو آزاد
ہوتے ہی وہ اپنی ٹانگوں پر جھک گیا اور پایوں کے ساتھ بندھی
ہوئی پنڈلیاں کھولنے لگا۔

تقریباً تین منٹ بعد وہ الیکٹرک چیئر سے آزاد تھا۔ کرسی سے
آزادی پاتے ہی وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے وہ
ڈگمگایا لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس نے کمرے میں ادھر
ادھر دیکھا لیکن اسے وہاں کام کی کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ وہ
چبوترے سے اترا اور تیز تیز چلتا ہوا شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا
گیا جس کے عقب میں تھامسن میکلین گیا تھا۔ دیوار کے قریب جا
کر سلیمان رک گیا۔ اس کی نظریں دیوار پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ
دیوار کھلنے کے انتظار میں ہو۔ دیوار کھلتے ہی جیسے ہی تھامسن میکلین
باہر آتا وہ اس پر جھپٹ پڑنا چاہتا تھا۔ اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ
ہوئی تو سلیمان بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دیوار کی
سائیڈ سے لگ گیا۔ دیوار کھلی اور وہاں سے تھامسن میکلین نکل کر
باہر آ گیا۔ دیوار سے باہر آتے ہی اس کی نظریں جیسے ہی خالی
کرسی پر پڑیں وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے وہ سانپ کی سی تیزی
سے پلٹا لیکن اسے دیر ہو چکی تھی۔

سلیمان نے عقب سے اچانک اس پر چیتے کی سی پھرتی سے
حملہ کر دیا تھا۔ اس کی زور دار ٹانگ تھامسن میکلین کے سینے

پڑی اور تھامسن میکلین حلق کے بل چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گرا اور
دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا سلیمان نے لمبی
چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا تھامسن میکلین کی طرف آیا لیکن تھامسن
میکلین فوراً کروٹ بدل گیا۔ سلیمان فرش پر گرا مگر وہ حیرت انگیز
پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہوا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھامسن
میکلین بھی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید
حیرت لہرا رہی تھی۔ شاید وہ سلیمان کو بیلٹوں سے آزاد دیکھ کر حیران
ہو رہا تھا۔

سلیمان تیزی سے تھامسن میکلین کی طرف بڑھا۔ اسے قریب
آتے دیکھ کر تھامسن میکلین تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے
سلیمان کی ناک پر پنچ مارنا چاہا لیکن سلیمان نے تھوڑا سا پہلو بدلا
اور پھر اس کی زور دار لات تھامسن میکلین کے پیٹ پر پڑی۔
تھامسن میکلین کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ پیٹ پکڑ کر
دوہرا ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے سلیمان بجلی کی سی تیزی سے گھوما
اور اس کی نیم دائرے میں گھومتی ہوئی لات تھامسن میکلین کے
پہلو پر پڑی۔ تھامسن میکلین ایک بار پھر اچھلا اور دھاکے سے
سائیڈ میں جا گرا۔ سلیمان ایک بار پھر اس کی طرف گیا لیکن اس
لمحے تھامسن میکلین زخمی ناگ کی طرح تڑپا اور اس نے دونوں
ٹانگیں پوری قوت سے سلیمان کی ٹانگوں پر مار دیں۔ سلیمان اپنا
توازن برقرار نہ رکھ سکا اور الٹ کر گرا۔ جیسے ہی سلیمان گرا تھامسن

میکلین نے ماہر جمناسٹک کی طرح اپنا جسم موڑ کر الٹی قلابازی کھائی اور ہوا میں بلند ہوتا ہوا سیدھا سلیمان پر آ پڑا۔ اس کا بھاری وجود جیسے ہی سلیمان پر گرا ایک لمحے کے لئے سلیمان کو یوں لگا جیسے وہ منوں وزنی چٹان تلے آ گیا ہو۔

تھامسن میکلین نے اس پر گرتے ہی دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ لی تھی اور وہ اس کی گردن دبانے لگا لیکن اچانک اسے زور دار جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں اٹھتا ہوا پیچھے جا گرا۔ سلیمان نے فوراً دونوں ٹانگیں اٹھا کر اس کی گردن میں پھنسا دی تھیں اور پھر اس نے اسے زور دار جھٹکے سے اچھال دیا تھا۔ تھامسن میکلین کو پھینکتے ہی سلیمان بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کرنٹ لگنے سے اس کی حالت خراب تھی لیکن تھامسن میکلین کے مدمقابل وہ خود کو سنبھالے ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے تھامسن میکلین کے مقابلے میں ذرا سی بھی کمزوری دکھائی تو وہ اس پر حاوی ہو جائے گا۔ دوسری طرف گرتے ہی تھامسن میکلین بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ غراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے اچانک اچھل کر سلیمان پر حملہ کر دیا۔ سلیمان نے اس سے بچنے کی کوشش کی لیکن تھامسن میکلین نے آگے آتے ہی اچھل کر اس کے سینے پر ٹانگ ماری۔ اس بار سلیمان اس سے نہ بچ سکا اور وہ بری طرح سے چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا اور گھسٹتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔

"تم نے تھامسن میکلین پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ اب میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔ تم اب زندہ نہیں بچو گے"...... تھامسن میکلین نے غراتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے گرے ہوئے سلیمان کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ سلیمان کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ سلیمان یکلخت تڑپا اور اس کا جسم کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ تھامسن میکلین نے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنا چاہا لیکن سلیمان اس کے اوپر سے گزرتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ ساتھ ہی اس نے قلابازی کھائی اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگیں ٹھیک تھامسن میکلین کے چہرے پر پڑیں جو سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔ تھامسن میکلین کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ پکڑ کر دھب سے نیچے گر گیا۔ سلیمان قلابازی کھا کر فرش پر آ گیا اور پھر اس کے ہاتھ پاؤں بری طرح سے چلنے لگے اور کمرہ تھامسن میکلین کے منہ سے نکلنے والی چیخوں سے بری طرح گونج اٹھا۔

اسی لمحے سلیمان نے جھپٹ کر اس کے دونوں کاندھے پکڑے اور اسے زور دار جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ حرکت میں آئے اور تھامسن میکلین کا جسم اس کے اوپر سے گھومتا ہوا پوری قوت سے دوسری طرف فرش پر جا گرا۔ اس بار تھامسن میکلین کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد دلدوز تھی۔ وہ فرش پر بری طرح تڑپنے لگا تھا جیسے ایک ساتھ اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ سلیمان کی ٹانگ چلی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے

تھامسن میکلین کی کنپٹی پر پڑی اور تھامسن میکلین یکلخت ساکت ہوتا چلا گیا۔ سلیمان نے احتیاط کے طور پر اس کے سر پر ایک اور ٹھوکر ماری کہ کہیں وہ مکر نہ کر رہا ہو لیکن تھامسن میکلین ساکت تھا۔ سلیمان تیزی سے اس پر جھکا اور اس نے تھامسن میکلین کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر انگلیاں رکھ دیں۔ تھامسن میکلین بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسے بے ہوش دیکھ کر سلیمان نے ایک طویل سانس لیا اور سیدھا ہو گیا۔

کمرے میں اس کے اور تھامسن میکلین کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ سلیمان چند لمحے کمرے کا جائزہ لیتا رہا اور پھر وہ تھامسن میکلین کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ تھامسن میکلین کی جیب سے ریموٹ کنٹرول کے ساتھ ایک مشین پسٹل نکلا جس پر سائیلنسر ہوا تھا۔ سلیمان نے دونوں چیزیں اپنی جیبوں میں ڈالیں اور پھر اٹھ کر اس چبوترے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس پر موجود لوہے کی کرسی پر وہ جکڑا ہوا تھا۔ اس نے کرسی کے بازو کا وہ بیلٹ کھو جس میں سے اس نے ہاتھ کھینچ کر نکالا تھا اور پھر وہ واپس آیا اس نے جھک کر تھامسن میکلین کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا تھامسن میکلین کو اٹھا کر وہ چبوترے کی طرف لے گیا اور پھر نے چبوترے پر چڑھ کر تھامسن میکلین کو لوہے والی کرسی پر دیا۔ اسے کرسی پر بٹھا کر سلیمان نے اسی طرح بیلٹوں سے باند شروع کر دیا جس طرح پہلے وہ خود بندھا ہوا تھا۔

تھامسن میکلین کو کرسی پر باندھ کر سلیمان نے اپنی جیب سے پاور مشین آن کرنے والا ریموٹ نکال لیا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول دیکھا۔ ریموٹ کنٹرول عام سا تھا۔ اس پر ایک بٹن پاور آن کرنے کا تھا اور اس کے علاوہ مزید چار بٹن تھے جن کے نیچے پاور کپیسٹی لکھی ہوئی تھی۔ ایک بٹن کے نیچے چوبیس وولٹ لکھے ہوئے تھے۔ دوسرے پر سو وولٹ، تیسرے پر ایک ہزار اور چوتھے پر گیارہ ہزار وولٹ تھے۔ سلیمان سمجھ گیا کہ تھامسن میکلین نے اسے چوبیس وولٹ کا جھٹکا دیا تھا۔ چوبیس وولٹ ہونے کے باوجود سلیمان کا اس قدر برا حال ہوا تھا کہ اسے ابھی تک اپنے جسم میں گرانی کا احساس ہو رہا تھا۔ اگر اسے سو یا ایک ہزار وولٹ کا جھٹکا دیا گیا ہوتا تو اس کا زندہ بچنا ناممکن تھا اور گیارہ ہزار وولٹ سے تو واقعی اس کا جسم جل کر کوئلہ ہی ہو جاتا۔

سلیمان نے ریموٹ کنٹرول کا رخ مشین کی طرف کرتے ہوئے پاور آن کی تو مشین میں جیسے جان آ گئی۔ پھر سلیمان نے پہلا بٹن پریس کیا تو اچانک لوہے کی کرسی میں کرنٹ دوڑ گیا اور فوراً تھامسن میکلین کی آنکھیں کھل گئیں۔ دوسرے لمحے اسے زور دار جھٹکا لگا اور کمرہ یکلخت اس کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ سلیمان نے بٹن پر انگلی رکھتے ہی ہٹا لی تھی۔ زور دار جھٹکے سے تھامسن میکلین کو فوراً ہوش آ گیا تھا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ادھر ادھر ... اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا

ہے۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اوراس نے خود کو لوہے کی کرسی پر بندھا ہوا پایا تو اس کا رنگ بدلتا چلا گیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ مم۔ میں۔ یہ۔ یہ''...... تھامسن میکلین کے منہ سے ہکلاہٹ زدہ آواز نکلی۔

''کیوں۔ کیا ہوا تھامسن میکلین۔ خود کو موت کی کرسی پر دیکھ کر ڈر گئے ہو''...... سلیمان نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم اس کرسی سے آزاد کیسے ہو گئے۔ اور۔ اور''...... تھامسن میکلین نے اسی طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوشش کی تھی اور میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا اس لئے میں تمہارے سامنے آزاد کھڑا ہوں۔ تم بھی کوشش کر سکتے ہو۔ میں تمہیں کوشش کرنے کے لئے پانچ منٹ دیتا ہوں۔ اگر خود کو آزاد کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ''...... سلیمان نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

''دیکھو بلیک ماسٹر۔ یہ میرا ہیڈکوارٹر ہے۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ تمہارے لئے اس ہیڈکوارٹر سے نکلنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ اس کمرے سے باہر ہر طرف مسلح افراد ہیں جو تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''کون سی۔ کھٹی یا میٹھی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... تھامسن میکلین نے نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

''تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ باہر گولیوں، ٹافیوں والے افراد موجود ہیں۔ وہ مجھے گولی مار دیں گے۔ میں نے پوچھا ہے کہ کھٹی والی گولی یا میٹھی والی۔ مجھے کھٹی گولیاں پسند نہیں ہیں۔ کھٹی گولیاں کھانے سے گلا خراب ہو جاتا ہے اور گلا خراب ہو جائے تو آواز بدل جاتی ہے۔ کوئل کے منہ سے بھی پہاڑی بکرے جیسی آواز نکلتی ہے اور ساتھ ہی بوڑھوں جیسی کھانسی لگ جاتی ہے۔ اچھا بھلا انسان کھانس کھانس کر وقت سے پہلے بے حال اور بوڑھا ہو جاتا ہے''...... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا تو تھامسن میکلین حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ سلیمان کیا بات کر رہا ہے۔

''مجھے اس کرسی سے آزاد کرو''...... تھامسن میکلین نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا کرسی سے آزاد کروں۔ حیرت ہے۔ لوگ تو کرسیوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور جسے کرسی مل جاتی ہے وہ اس پر گوند کی طرح چپک جاتا ہے۔ ایک کرسی کی خاطر لوگ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے سے بھی باز نہیں آتے اور میں نے تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے کرسی پر بٹھایا بلکہ چپکایا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں کرسی سے آزاد کر دوں۔ کیا تمہیں کرسی سے پیار نہیں ہے''...... سلیمان نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فضول باتیں مت کرو بلیک ماسٹر۔ مجھے آزاد کر دو۔ ورنہ۔" تھامسن میکلین نے اس کی بے تکی باتیں سن کر غرا کر کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا۔ ارے باپ رے۔ کہیں تم مجھے مارنے کا تو نہیں سوچ رہے۔ باپ رے۔ مجھے مار کھانے سے بہت ڈر لگتا ہے"...... سلیمان نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو"...... تھامسن میکلین نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں چاہتا ہوں پیارے۔ تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ اگر تمہاری کوئی پیاری سی بیٹی ہے اور وہ جوان اور کنواری ہے تو میری اس سے شادی کر دو۔ یقین کرو میں بے حد شریف اور خوددار آدمی ہوں۔ تمہاری بیٹی کے ساتھ تمہیں بھی بے حد خوش رکھوں گا"...... سلیمان نے کہا۔

"میری کوئی بیٹی نہیں ہے"...... تھامسن میکلین نے غرا کر کہا۔

"ارے۔ شادی بھی ہوئی ہے تمہاری یا وہ بھی نہیں"...... سلیمان نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ یہ تم بے تکی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ ان باتوں کا مطلب"۔ تھامسن میکلین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ جب تمہاری شادی نہیں ہوئی، بیٹی نہیں ہے تو واقعی ان بے تکی باتوں کا کوئی مطلب نہیں ہے"...... سلیمان نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کھول دو بلیک ماسٹر۔ میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ تم کہو گے تو میں تمہیں واپس پاکیشیا بھی پہنچا دوں گا"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"اچھا۔ اگر کہوں گا تب ہی پہنچاؤ گے۔ ویسے نہیں"...... سلیمان نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"میں تمہیں آج ہی واپس بھجوا دوں گا۔ اوکے"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"بغیر ویزے اور بغیر پاسپورٹ کے"...... سلیمان نے اسی انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔ میں تمہیں بے ہوشی کی حالت میں ایک اسٹیمر کے ذریعے یہاں لایا تھا۔ اسی طرح میں تمہیں واپس پاکیشیا اسمگل کر دوں گا"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"کافرستان میں اس وقت میں کہاں ہوں"...... سلیمان نے پوچھا۔

"دارالحکومت سے آٹھ سو کلومیٹر دور نارگا جنگلوں میں"۔ تھامسن میکلین نے جواب دیا۔

"نارگا جنگل۔ اوہ۔ تم تو مجھے کافی دور لے آئے ہو۔ نارگا جنگلات تو بے حد خطرناک ہیں۔ ان جنگلوں میں تم نے ہیڈکوارٹر کیسے بنا لیا"...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔ اس نے نارگا جنگلوں کے بارے میں سن رکھا تھا۔ ان جنگلوں میں خونخوار درندے تو نہیں تھے

لیکن جنگل بے حد گھنے اور خطرناک تھے۔ یہاں زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ ان جنگلوں میں سرخ مکھیوں کے ساتھ ساتھ زہریلے مچھروں کی بھی بہتات تھی جن کے کاٹنے سے انسان بے شمار بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا تھا اور یہ بیماریاں ایسی ہوتی تھیں جو لاعلاج ہونے کی وجہ سے موت کا باعث بن جاتی تھیں۔ ان مچھروں اور زہریلی مکھیوں سے شہر کو محفوظ رکھنے کے لئے وہاں خاطر خواہ انتظام کیا جاتا تھا اور جنگل کے مخصوص علاقے میں سپرے کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی بو دار جھاڑیاں اگائی جاتی تھیں جن سے زہریلی مکھیاں اور مچھر دور دور ہی رہتے تھے اور ان کا زیادہ مسکن جنگل کا وسطی حصہ ہی ہوتا تھا۔

''یہ جدید اور مشینی دور ہے بلیک ماسٹر۔ جدید مشینوں سے تو گلیشئر کاٹ کر اور سمندر کی گہرائی میں بھی عمارتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ پھر یہ جنگل کیا چیز ہیں''...... تھامسن میکلین نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا جان لیا۔ اب بتاؤ ڈی ایل کیا ہے۔ میرا مطلب ہے یہ کس قسم کا مخصوص نشہ ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''کیوں۔ کیا تم نہیں جانتے''...... تھامسن میکلین نے پوچھا۔

''جانتا ہوں۔ لیکن یہ تمہاری ایجاد ہے اس لئے میں اس نشے کی ساری تفصیل تم سے جاننا چاہتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر میں نہ بتاؤں تو''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''نہ بتاؤ۔ پاور مشین کا کنٹرول میرے ہاتھ میں ہے۔ میری انگلیوں میں خارش ہو رہی ہے۔ میں ایک آدھ بٹن پریس کر دوں گا پھر تم بولو گے نہیں چیخو گے۔ وہ بھی زور زور سے''...... سلیمان نے ریموٹ کنٹرول کے ایک بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ اسے سو وولٹ کے بٹن پر انگلی رکھتے دیکھ کر تھامسن میکلین کا رنگ اڑ گیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ بٹن مت دبانا۔ مم۔ میں بتاتا ہوں''۔ تھامسن میکلین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کمال ہے۔ ابھی تو میں نے بٹن پر انگلی ہی رکھی ہے اور تم بول پڑے ہو۔ کہیں تم بھی تو اس ریموٹ کنٹرول سے نہیں چلتے''...... سلیمان نے مسکرا کر کہا تو تھامسن میکلین اسے خوفناک نظروں سے گھورنے لگا۔

''اب یہ گھورنا بند کرو اور بتاؤ جلدی''...... سلیمان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا تو تھامسن میکلین اسے ڈائمنڈ لائٹ کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

''اوہ۔ تو یہ نشہ آور فلیور ہے''...... سلیمان نے ساری بات سن کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... تھامسن میکلین نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اور یہ اس قدر خطرناک فلیور ہے کہ اس کے وقت پر استعمال نہ کرنے والے کا اس قدر بھیانک حشر ہوتا ہے کہ وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ایسا ہی فلیور ہے۔ اس فلیور کو چوبیس سے چھتیس گھنٹوں میں ہر حال میں لینا پڑتا ہے"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"چلو۔ میں تمہاری ہر بات پر یقین کر لیتا ہوں۔ ڈائمنڈ لائٹ تمہاری ایجاد ہے اور تمہارے اس فارمولے کو چوری کر لیا گیا ہے۔ تمہارا ریڈ کلب تباہ ہو گیا ہے اور تمہارے دوسرے ٹھکانوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم نے کافرستان میں نارگا جنگلوں میں یہ ہیڈکوارٹر کیوں بنا رکھا ہے۔ تمہارا اتنا بڑا سیٹ اپ تھا۔ اس سیٹ اپ کے ذریعے تم پاکیشیا میں قبضہ کرنے والوں کے خلاف کام کر سکتے تھے۔ ان لوگوں سے تم نہ صرف قبضہ واپس حاصل کر سکتے تھے بلکہ اپنا فارمولا بھی حاصل کر سکتے تھے لیکن تم دم دبا کر کافرستان آ گئے اور مجھے بھی ساتھ لے آئے۔ کیوں۔ پھر تم نے یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی کہ تمہارے سیٹ اپ پر کس نے قبضہ کیا ہے اور تمہارا ریڈ کلب کس نے تباہ کیا ہے"...... سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری ذات پر شک تھا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ جو کچھ ہوا ہے تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں لا کر میں تمہاری زبان کھلوانا چاہتا تھا اور اگر واقعی اس سارے معاملات میں تمہارا ہاتھ ہوتا تو میں تمہارے ذریعے اپنا سارا سیٹ اپ واپس حاصل کر سکتا تھا"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی"...... سلیمان نے اس کی طرف غور

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں آئی تو میں کیا کروں"...... تھامسن میکلین نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور کمرہ اس کی بھیانک اور انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ سلیمان نے سب سے کم پاور والا بٹن پریس کر دیا تھا۔ کرسی میں یکلخت برقی رو دوڑ گئی اور تھامسن میکلین کے منہ سے نہ رکنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سلیمان نے فوراً بٹن سے انگوٹھا ہٹا لیا۔ تھامسن میکلین کو زور دار جھٹکے لگ رہے تھے۔ چند لمحے وہ کرسی پر بری طرح سے تڑپتا اور چیختا رہا پھر اس کی چیخیں کم ہونے لگیں۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں جبکہ اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

"تت۔ تت۔ تم۔ تم"...... تھامسن میکلین نے سلیمان کی طرف دیکھ کر ہکلاتے ہوئے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ابھی ہلکا شاک لگایا ہے۔ اب بولو۔ سچ بتاؤ گے یا پھر میں دوسرا بٹن پریس کروں"...... سلیمان نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"سچ۔ مم۔ مم۔ میں نے سچ ہی بتایا ہے"...... تھامسن میکلین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ادھورا سچ بتایا ہے تم نے۔ میں سارا سچ جاننا چاہتا ہوں"۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"کک۔ کک۔ کون سا سارا سچ"...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''نارگا کے جنگلوں میں اس ہیڈکوارٹر کا کیا مطلب ہے۔ کیا ہوتا ہے اس ہیڈکوارٹر میں''...... سلیمان نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''یہ میرا عارضی ہیڈکوارٹر ہے۔ پاکیشیا میں خطرے کی صورت میں، میں بھاگ کر یہاں آ سکتا تھا تاکہ میں اپنی جان و مال محفوظ رکھ سکوں''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''کیا کافرستان میں بھی تمہارا ڈائمنڈ لائٹ فلیور دستیاب ہے''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''ہاں۔ پاکیشیا میں تو میں نے حال ہی میں یہ فلیور متعارف کرایا تھا جبکہ کافرستان میں یہ فلیور پچھلے ایک سال سے چل رہا ہے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''اور یہ ڈائمنڈ لائٹ اسی ہیڈکوارٹر میں تیار ہوتا ہے''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''ہاں''...... تھامسن میکلین نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

''ڈائمنڈ فلیور کافرستان میں کہاں کہاں دستیاب ہے''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''یہ میں نہیں بتا سکتا۔ یہاں کا تمام انتظام میرے نمبر ٹو ساونت کے پاس ہے۔ وہی یہاں کا کنٹرولر ہے اور سپلائی فراہم کرتا ہے۔ سپلائی کہاں کہاں جاتی ہے اس کے بارے میں بھی وہی جانتا ہے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''کیا کافرستان میں ڈائمنڈ لائٹ عام لوگ استعمال کرتے ہیں یا پاکیشیا کی طرح یہ مخصوص طبقات تک ہی محدود ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو''...... تھامسن میکلین نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''میں تم سے یہ حقیقت جاننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ تمہارا ڈائمنڈ لائٹ بنانے کا اصل مقصد کیا ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''اس فلیور سے میرا دولت حاصل کرنے کے کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے''...... تھامسن میکلین نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں مانتا۔ تم باہر سے کچھ اور ہو اور اندر سے کچھ اور''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا مطلب''...... تھامسن میکلین نے چونک کر کہا۔

''ڈائمنڈ لائٹ کے ذریعے تم کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتے ہو۔ وہ مقصد کیا ہے یہ تم مجھے بتاؤ گے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں نے کہا نا دولت کے حصول کے سوا میرا دوسرا کوئی مقصد نہیں ہے۔ سمجھے تم''...... تھامسن میکلین نے غرا کر کہا تو سلیمان نے اس کے لہجے میں کھوکھلا پن صاف محسوس کر لیا تھا۔

''بتا دو ورنہ''...... سلیمان نے ریموٹ کنٹرول کے دوسرے بٹن انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''ب۔ ب۔ بتا تو رہا ہوں۔ پپ۔ پپ۔ پلیز بٹن مت

دبانا۔ میں۔ میں مر جاؤں گا“...... سو وولٹ کے بٹن پر انگلی دیکھ کر تھامسن میکلین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”میں صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد جو ہو گا وہ تمہاری ذمہ داری ہو گی۔ اپنی جان بچانا چاہتے ہو یا نہیں۔ خود سوچ لو“۔ سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ آخر تم کیا جاننا چاہتے ہو“...... تھامسن میکلین نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

”سچائی“...... سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ مگر“...... تھامسن میکلین نے کہا۔

”ایک۔ دو“...... سلیمان نے گنتی شروع کرتے ہوئے کہا تو تھامسن میکلین کا رنگ اور زیادہ زرد ہو گیا۔

”رک۔ رک۔ رکو۔ رکو۔ گنتی مت گنو۔ مم۔ میں بتاتا ہوں“...... تھامسن میکلین نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو سلیمان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

”بولو“...... سلیمان نے کہا۔

”ڈ۔ ڈا۔ ڈائمنڈ لائٹ میری ایجاد نہیں ہے“...... تھامسن میکلین نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہاری ایجاد نہیں ہے تو پھر اسے کس نے بنایا ہے اور کیوں“۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ اگر میں نے

تت۔ تت۔ تو“...... تھامسن میکلین نے ہکلاتے ہوئے کہا اور اس کی ہکلاہٹ دیکھ کر سلیمان حیران رہ گیا۔ ابھی چند لمحے قبل وہ اس سے نارمل انداز میں بات کر رہا تھا اور اب وہ اس قدر خوفزدہ ہو رہا تھا جیسے وہ شدید خطرے میں ہو۔

”زبان کھولی تو کیا ہو جائے گا۔ بولو“...... سلیمان نے کہا۔

”وہ۔ وہ“...... تھامسن میکلین نے کہا۔ اسی لمحے اس کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور وہ الیکٹرک چیئر پر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ سلیمان نے بوکھلا کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول کی طرف دیکھا لیکن اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن نہیں دبایا تھا۔ اس کے باوجود تھامسن میکلین کرسی پر یوں تڑپ رہا تھا جیسے کرسی میں برقی رو دوڑ گئی ہو اور تھامسن میکلین کی جان نکلی جا رہی ہو۔

تھامسن میکلین کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بے حد بھیانک تھیں۔ اسے زور زور سے جھٹکے لگ رہے تھے اور اس کا رنگ سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اسے ایک آخری جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔ اس لمحے بھک کی آواز کے ساتھ اس کے جسم میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ دیکھ کر سلیمان بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ تھامسن میکلین لوہے کی کرسی پر یوں جل رہا تھا جیسے اس پر پٹرول ڈال کر آگ لگائی گئی ہو۔ چند لمحوں میں کمرہ انسانی گوشت جلنے کی سرانڈ سے بھر گیا اور سلیمان نے حیرت زدہ انداز میں ناک پر ہاتھ رکھ کر پیچھے

ہٹتا چلا گیا۔ وہ حیران تھا کہ اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس ہی نہیں کیا تھا پھر کرسی میں کرنٹ کیسے آ گیا تھا اور وہ بھی اس قدر تیز کرنٹ جس نے تھامسن میکلین کے جسم میں آگ لگا دی تھی۔

ابھی وہ حیرت سے آگ میں جلتے ہوئے تھامسن میکلین کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے عقب میں دروازہ زور دار دھماکے سے کھلا۔ وہ بوکھلا کر پلٹا اور پھر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ دروازے سے آٹھ دس مسلح افراد اندر داخل ہو رہے تھے۔ ان مسلح افراد نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھے تھے۔ اندر آتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے سلیمان کی طرف بڑھے اور انہوں نے سلیمان کو گھیر کر مشین گنیں اس پر تان لیں۔

عمران نے ماسٹر کی سے لاک کھولا اور دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کی دوسری طرف سٹنگ روم دکھائی دے رہا تھا۔ عمران اطمینان بھرے انداز میں راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ صفدر اور جولیا تھے جبکہ تنویر، عمران کی ہدایات پر دروازے کے باہر ہی رک گیا تھا۔

”احتیاط سے یہاں کی ایک ایک چیز چیک کرو۔ ان لوگوں کے بارے میں ہمیں یہاں کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”اوکے“...... جولیا نے کہا۔ اس نے صفدر کو سامنے والے کمرے کی طرف جانے کے لئے اشارہ کیا اور خود سٹنگ روم میں رک گئی۔ عمران دائیں طرف موجود ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ بیڈ روم کی طرز پر سجا ہوا تھا جہاں چھوٹے سائز کے دو بیڈ رکھے ہوئے تھے۔ کمرے میں دائیں طرف دیوار کے پاس صوفے اور دو کرسیاں بھی تھیں۔ شمالی دیوار کے ساتھ ایک وارڈروب تھا۔ عمران نے کمرے پر طائرانہ نظریں ڈالیں اور وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے وارڈروب کھولا۔ وارڈروب میں مردانہ کپڑے اور ضرورت کا سامان تھا۔ ایک خانے میں عمران کو براؤن رنگ کا ایک بریف کیس دکھائی دیا۔ عمران نے کپڑوں پر ہاتھ مار کر انہیں مخصوص انداز میں چیک کیا اور پھر بریف کیس اٹھا لیا۔ بریف کیس زیادہ وزنی نہیں تھا۔ عمران اسے لے کر سامنے صوفوں کی طرف آ گیا۔

اس نے بریف کیس صوفے کے پاس پڑی ہوئی میز پر رکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ بریف کیس لاکڈ تھا۔ عمران نے ایک بار پھر جیب سے مڑا ہوا تار نکالا اور اس سے بریف کیس کے لاک کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بریف کیس کے دونوں لاک کھل گئے۔

عمران نے بریف کیس کھول لیا۔ بریف کیس میں موجود سامان دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ بریف کیس میں ڈائمنڈ لائٹ فلیور کے چار سیلڈ پیکٹ تھے۔ ایک مشین پسٹل، سائیلنسر اور میک اپ کا مخصوص سامان تھا۔ اس کے علاوہ بریف کیس میں فالتو میگزین اور بلٹس کی چند ڈبیاں پڑی تھیں۔ عمران نے ساری چیزیں نکال کر ایک طرف

رکھیں اور بریف کیس کی سطح پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسی لمحے جولیا اور صفدر بھی اندر آ گئے۔

"کچھ ملا"...... جولیا نے عمران کو بریف کیس کھولے دیکھ کر پوچھا۔ عمران نے جواب دینے کی بجائے بریف کیس کے ایک کونے میں ابھار سا محسوس کر کے اسے پریس کیا تو بریف کیس کی درمیانی سطح کسی خودکار سسٹم کے تحت خودبخود کھلتی چلی گئی۔ وہاں ایک خانہ سا بن گیا تھا۔ عمران نے خانے میں ہاتھ ڈالا تو اسے خانے میں کچھ محسوس ہوا۔ اس نے خانے سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک خاکی رنگ کا لفافہ تھا۔

"یہ کیا ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بند لفافے میں کیا ہے یہ تو شاید میرے فرشتے بھی نہ جانتے ہوں گے۔ کہو تو کھول کر دیکھ لوں"...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

"کھولو"...... جولیا نے کہا۔

"جو حکم ایکسٹونی صاحبہ"...... عمران نے کہا اور ایکسٹونی پر صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ ایکسٹونی کیا ہوتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہوتا ہے نہیں ہوتی ہے۔ ہمارا چیف ایکسٹو ہے اور جولیا ہماری ڈپٹی چیف ہے۔ اگر چیف ایکسٹو ہو سکتا ہے تو جولیا ایکسٹونی کیوں نہیں ہو سکتی"...... عمران نے لفافہ کھول کر اس میں دو انگلیاں

ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ فی الحال دیکھو اس لفافے میں کیا ہے"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"دو تصویریں معلوم ہو رہی ہیں"...... عمران نے لفافے میں جھانکتے ہوئے کہا۔ اس نے اندر سے انگلیاں نہیں نکالی تھیں۔

"تو نکالو باہر۔ دیکھیں کون سی تصویریں ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تم آنکھیں بند کر لو"...... عمران نے کہا۔

"آنکھیں بند کر لوں۔ کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان غیر ملکیوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔ نجانے کون کون سی تصویریں لئے پھرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایسی ویسی تصویریں ہوں اور خواہ مخواہ تمہیں شرم آ جائے"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ فضول بکواس کرنے کے سوا تم جانتے ہی کیا ہو"۔ جولیا نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے لفافے سے تصویریں نکال لیں۔ ایک تصویر ایک نوجوان کی تھی جبکہ دوسری ایک لڑکی کی۔ دونوں مقامی تھے۔ لڑکی اور لڑکا ہم عمر معلوم ہو رہے تھے۔ دونوں نے بیتے کے لباس پہن رکھے تھے اور شکل و صورت سے کھاتے پیتے گھرانے سے معلوم ہو رہے تھے۔ لڑکی معصوم اور شریف النفس معلوم ہو رہی تھی جبکہ نوجوان کی آنکھوں میں مکاری اور عیاری صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"ہونہہ۔ مارا چوہا اور نکلا پہاڑ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"...... جولیا نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ پھر عمران کے ہاتھوں میں لڑکے اور لڑکی کی تصویریں دیکھ کر وہ چونک پڑی۔

"یہ کس کی تصویریں ہیں"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو ایک نوجوان لڑکا اور ایک نوجوان لڑکی کی تصویریں دکھائی دے رہی ہیں۔ لڑکی زیادہ خوبصورت ہے نا"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اتنی بھی نہیں ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکے اور لڑکی کی تصویریں ہیں۔ میں پوچھ رہی ہوں کون ہیں یہ"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں۔ نہ ان کی شکلیں مجھ سے ملتی ہیں اور نہ صفدر سے۔ ہماری شباہت بھی ان میں دکھائی نہیں دے رہی"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے دکھائیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے تصویریں اس کی طرف بڑھا دیں۔

"شکل و صورت سے تو دونوں مقامی ہی معلوم ہو رہے ہیں"۔

”واہ۔ واہ۔ کتنی زبردست بات کی ہے۔ میں اور جولیا تو انہیں غیر ملکی سمجھ رہے تھے۔ کیوں جولیا“...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو صفدر کے چہرے پر خجالت کے تاثرات ابھر آئے۔

”سوری۔ میرا مطلب تھا کہ تصویروں میں یہ دونوں اصلی شکلوں میں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کے چہروں پر میک اپ نہیں ہے“۔ صفدر نے خجالت مٹاتے ہوئے کہا۔

”چھوڑو ان تصویروں کو اور دیکھو بریف کیس میں کیا کیا ہے“۔ جولیا نے کہا۔

”بس یہی کچھ تھا“...... عمران نے کہا۔

”ہمیں بھی باہر کچھ نہیں ملا“...... جولیا نے کہا۔

”یہ ڈائمنڈ لائٹ فلیور۔ یہ تو شیشہ فلیور ہے“...... صفدر نے میز پر پڑے پیکٹس دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈائمنڈ لائٹ فلیور۔ مطلب“...... جولیا نے ایک پیکٹ اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر اسے شیشے کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

”شاید یہ دونوں شیشہ یوز کرتے ہیں“...... عمران نے کہا اسی لمحے اچانک اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اوہ۔ ایک منٹ“...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کی سکرین پر خاور کا نام فلیش ہو تھا۔

”یس“...... عمران نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”خاور بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔

”جانتا ہوں۔ سیل فون پر تمہاری تصویر تو نہیں آ رہی تھی لیکن تمہارا نام ضرور آ رہا تھا“...... عمران نے کہا۔

”وہ دونوں آ گئے ہیں عمران صاحب“...... دوسری طرف سے خاور نے جیسے عمران کی بات سنے بغیر کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہیں“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ان کی کار پارکنگ میں گئی ہے۔ لفٹ سے وہ کسی بھی وقت اوپر آ سکتے ہیں“...... خاور نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ان پر نظر رکھو“...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”وہ دونوں آ گئے ہیں۔ تم دونوں نکلو یہاں سے۔ جلدی“۔ عمران نے بریف کیس سے نکالی ہوئی چیزیں اٹھا کر بریف کیس میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ ہم دونوں یہاں سے کیوں جائیں۔ آنے دو انہیں۔ ہم بھی ان کا سامنا کریں گے“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ تم دونوں باہر رکو۔ ضرورت پڑی تو میں بلا لوں گا۔ فی الحال مجھے ان دونوں سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔ تم دونوں کو

یہاں دیکھ کر وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں سے بھاگ بھی سکتے ہیں اور''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''اور۔ اور کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''جولیا۔ ان کا تعلق وائٹ سٹار سے ہے اور وائٹ سٹار ایجنسی کے بارے میں تم نہیں جانتیں۔ وہ ایجنسی اور اپنے مشن کو خفیہ رکھنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے وہ لوگ اپنے راستے میں آنے والی ہر دیوار گرا دیتے ہیں۔ راستے میں آنے والی فورسز کو وہ تباہ و برباد کر کے اپنے راستوں پر گامزن رہتے ہیں اور انہیں جہاں بھی اس بات کا خطرہ ہو کہ ان کا راز کھل جائے گا یا ان کے بارے میں کوئی جان لے گا کہ وہ کون ہے تو وہ اسے ہر صورت میں ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جہاں ان کی کوشش ناکام ہوتی ہے وہ خود کو اور اپنے مشن کو چھپانے کے لئے اپنی جانیں بھی دے دیتے ہیں۔ آسان لفظوں میں اگر میں یہ کہوں کہ انہیں جہاں اپنی ذات اور اپنے مشن کو خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ کسی کے قابو میں آنے کی بجائے خودکشی کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان ایجنٹوں کے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپے ہوتے ہیں یا تو وہ زہریلے کیپسول توڑ کر خودکشی کرتے ہیں یا پھر جیسے بھی ممکن ہو وہ خود کو ختم کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ پاکیشیا میں جس مشن کی تکمیل کے لئے آئے ہیں اس کی کامیابی کے لئے وہ ہر ممکن اقدام کریں گے اور خود کو پاکیشیائی فورسز، ایجنسیوں اور خاص طور پر

سروس سے چھپنے کی بھی کوشش کریں گے اور جہاں انہیں محسوس ہوا کہ وہ ہماری نظروں میں آ چکے ہیں اور ان کے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے تو پھر وہ اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر لیں گے۔ وائٹ سٹار ایجنسی انتہائی باخبر ایجنسی ہے۔ ان کے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کے نہ صرف فوٹو گرافس ہوں گے بلکہ وہ سب کی ڈیٹیل بھی جانتے ہوں گے۔ میں انہیں ہر صورت میں قابو میں کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ لوگ تمہیں یہاں دیکھیں اور یہاں سے فرار ہو جائیں یا خود کو ہلاک کر لیں اس لئے تم دونوں باہر رہو اور کوشش کرو کہ وہ تمہیں نہ ہی دیکھیں تو اچھا ہے''۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر تم ان سب کے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہو تو پھر تم یہاں کیوں آئے تھے اور چیف نے ہمیں ان کی نگرانی کے لئے یہاں کیوں بھیجا تھا''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تم چیف سے پوچھنا۔ فی الحال تم جاؤ یہاں سے۔ وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ کیا وائٹ سٹار والے آپ کو نہیں جانتے ہوں گے۔ ہمارے فوٹو گرافس کے ساتھ ان کے پاس آپ کا بھی فوٹو گراف ہو سکتا ہے۔ آپ ان کے سامنے آئیں گے تو کیا وہ آپ کو دیکھ کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہیں کریں گے یا وہ کوشش نہیں کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

"میں ان کے سامنے آؤں گا ہی نہیں۔ میرے پاس عمروعیار کی سلیمانی ٹوپی ہے۔ میں سلیمانی ٹوپی پہن کر ان کے سامنے بھی رہوں گا اور نہیں بھی"...... عمران نے کہا۔

"سامنے بھی رہو گے اور نہیں بھی۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"مطلب یہ کہ میں غیبی حالت میں رہوں گا۔ میں تو انہیں دیکھ سکوں گا لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا بے تکی باتیں کر رہے ہو۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ تم دونوں آنکھیں بند کرو۔ دیکھو پھر میں کس طرح سے غائب ہوتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ آپ شاید چھپ کر ان کی باتیں سننا چاہتے ہیں"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"اس میں چھپنے کی کیا بات ہے۔ ہم یہاں ٹیلی ویو کیمرہ اور مائیکرو چپ لگا دیتے ہیں۔ اس سے ہم انہیں دیکھ بھی سکتے ہیں اور ان کی باتیں بھی سن سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین دیکھی اور فون آن کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... عمران نے دوسری طرف کی بات سن کر کہا۔ وہ چند

لمحے دوسری طرف کی بات سنتا رہا اور پھر اس نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"وہ دونوں لفٹ میں آ گئے ہیں۔ تم دونوں فوراً باہر جاؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئیں مس جولیا"...... صفدر نے عمران کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر کہا تو جولیا، عمران کو تیز نظروں سے گھورتی ہوئی مڑی اور پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"بیرونی دروازہ بند کر کے لاک کر دینا۔ انہیں یہاں ایسا نہیں لگنا چاہئے کہ یہاں چیکنگ کی گئی ہے"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے بریف کیس بند کیا اور تیزی سے وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بریف کیس ٹھیک اس جگہ رکھ دیا جہاں سے نکالا تھا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور وہ تیزی سے ایک بیڈ کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے بیڈ کے نیچے رینگ گیا۔ اس نے باہر دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آوازیں سنیں۔ جولیا اور صفدر وہاں سے چلے گئے تھے۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"جی عمران صاحب۔ خاور بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی خاور کی آواز سنائی دی۔

"خاور۔ میں نے جس کام کے لئے تمہیں کہا تھا اس کا کیا ہوا

ہے"......عمران نے خاور کی آواز سن کر کہا۔

"تمام انتظام مکمل ہے عمران صاحب۔ آپ بے فکر رہیں"۔ دوسری طرف سے خاور نے کہا۔

"او کے۔ میں نے صفدر اور جولیا کو بھیج دیا ہے۔ ان کے ساتھ تنویر بھی ہو گا۔ انہیں ساری بات سمجھا دینا"......عمران نے کہا۔

"او کے۔ میں سمجھا دوں گا"...... خاور نے جواب دیا۔

"کسی بھی حال میں ان دونوں کو یہاں سے نکلنا نہیں چاہئے۔ سمجھے تم"......عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں نہیں نکلنے دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے"......عمران نے کہا اور اس نے خاور کو مزید ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔ وہ اطمینان سے بیڈ کے نیچے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ پھر دروازہ بند ہوا اور عمران نے قدموں کی آوازیں سنیں۔ عمران بیڈ کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اس بیڈ پر ایک بڑی سی چادر بچھی ہوئی تھی جو جھالروں کی طرح بیڈ کے دائیں بائیں پھیلی ہوئی تھی۔ آنے والے جب تک بیڈ کے نیچے نہ دیکھتے تب تک عمران انہیں دیکھائی نہ دے سکتا تھا۔

عمران نے فوری طور پر اس پلازہ کے فلیٹ کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور وہ دانش منزل سے یہاں آ گیا تھا۔ ایکسٹو نے

پہلے ہی اس پلازہ کی طرف سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھیج دیا تھا۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو نے فوری طور پر سیکرٹ سروس کے ممبران کو وائٹ سٹار کے ممبران کی تصویریں ایم ایم ایس کر دی تھیں۔ اس کے علاوہ بلیک زیرو نے ان سب کو ان ایجنٹوں کی تمام تفصیل بھی سینڈ کر دی تھی تا کہ وائٹ سٹار کے ایجنٹ اگر میک اپ میں بھی ہوں تو وہ انہیں ان کی آنکھوں، ان کے قد کاٹھ اور ان کے چلنے کے انداز سے پہچان سکیں۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو نے ان سب کو پلازہ کے ارد گرد رہنے کے لئے کہا تھا۔

عمران جب وہاں پہنچا تو اسے دیکھ کر جولیا اور صفدر فوراً اس کے پاس آ گئے تھے۔ عمران نے اشارے سے ایک طرف موجود تنویر کو بھی پاس بلا لیا تھا اور پھر وہ سب اس فلیٹ کے پاس آ گئے جس کی نشاندہی ناجیرین اتاشی نے کی تھی۔ عمران نے تنویر کو باہر ہی رکنے کا کہا تھا اور صفدر اور جولیا کو لے کر فلیٹ کی تلاشی لینے کے لئے اندر آ گیا تھا۔ عمران چونکہ وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کے بارے میں تفصیلاً جانتا تھا اس لئے اس نے راستے میں خاور سے سیل فون پر بات کی تھی۔ وہ ان دونوں ایجنٹوں کو زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔

دونوں ایجنٹ اسے یا سیکرٹ سروس کے ممبران کو دیکھ کر خود کو ہلاک کر سکتے تھے اس لئے عمران نے خاور سے کہا تھا کہ وہ پلازہ کے ارد گرد ایسا انتظام کرے کہ اگر دونوں مجرم اس کے ہاتھوں سے

نکل کر وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کریں تو وہ ان کو نہ صرف روکنے اور پکڑنے کی کوشش کریں بلکہ کسی بھی طریقے سے انہیں خودکشی بھی نہ کرنے دیں۔ عمران نے خاور کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ دونوں جس کار میں آئیں تو وہ اس کار پر بھی نظر رکھیں اور کار میں آر او ون ڈیوائس لگا دیں تاکہ وہ دونوں اگر کسی طرح ان کے ہاتھوں سے نکل بھی جائیں تو کار کے ذریعے انہیں پتہ چل جائے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ عمران ہر حال میں وائٹ سٹار کا مشن جاننا چاہتا تھا اور یہ تب ہی ممکن تھا جب وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس کے ہاتھ آ جاتا۔

وائٹ سٹار ایجنسی کے بارے میں اسے ایسی ہی معلومات حاصل تھیں کہ وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے جان کی بازی لگا دیتے تھے اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا وہ دوسری ایجنسیوں سے ہاتھ پیر بچا کر ہی کام کرتے تھے اور ان کی تربیت اس انداز کی گئی تھی کہ اگر کوئی ایجنٹ پکڑا جاتا یا اسے پکڑے جانے کا یقین ہوتا اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ ہوتی تو وہ ایجنٹ ایجنسی کی ساکھ بچانے اور اپنے مشن کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس ایجنسی کا کوئی ایجنٹ آج تک کسی ملک میں زندہ نہیں پکڑا گیا تھا اور اپنے اصولوں اور پلاننگ کے تحت انہیں کامیابیاں ہی ملتی تھیں اس لئے اس ایجنسی کو ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کہا جاتا تھا۔ ان ایجنٹوں کے بارے میں بہت کم لوگوں کو

معلومات حاصل تھیں۔ اس ایجنسی کے بگ ماسٹر اور ایجنٹوں کی صحیح تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کوئی نہیں جانتا تھا۔

یہ عمران کی خوش قسمتی ہی تھی کہ ایک مشن پر جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمیا گیا ہوا تھا جہاں اسے ایک میزائل اسٹیشن تباہ کرنا تھا۔ اس میزائل اسٹیشن میں گھس کر اس نے وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ وہاں تلاشی کے دوران عمران کو وائٹ سٹار ایجنسی کی ایک فائل ملی تھی۔ اس فائل میں وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کی پوری تفصیل اور ان کے فوٹو گرافس بھی موجود تھے۔ ایکریمی صدر نے اس میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے لئے وائٹ سٹار کو وہاں تعینات کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ اس میزائل اسٹیشن کا انچارج اس میزائل کا موجد تھا جس کا نام پروفیسر سٹارگر تھا۔ پریذیڈنٹ نے پروفیسر سٹارگر کو وائٹ سٹار کے بارے میں مفصل بریفنگ دی تھی تاکہ میزائل اسٹیشن کی حفاظت کا تمام انتظام ان کے سپرد کیا جا سکے۔ اتفاق سے وائٹ سٹار ایجنسی نے ابھی اس میزائل اسٹیشن کا چارج نہیں سنبھالا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وائٹ سٹار کے آنے سے پہلے ہی پروفیسر سٹارگر کو ہلاک کر دیا تھا اور اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دیا تھا۔ اس میزائل اسٹیشن میں سٹارگر نامی میزائل رکھے گئے تھے جس کے بارے میں عمران کو اطلاع ملی تھی کہ یہ میزائل سمندری راستے سے خلیج میں پہلے سے موجود بحری بیڑوں میں پہنچائے جانے تھے تاکہ ان بحری بیڑوں سے پاکیشیا کو

ٹارگٹ بنایا جا سکے۔

بحری بیڑوں تک پہنچنے کے لئے عمران کو کئی مراحل اور پیچیدہ راستوں سے گزرنا پڑتا اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمیا جا کر اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور نہایت تیز رفتاری اور شدید جدوجہد کرتے ہوئے وہ اور اس کے ساتھی نہ صرف اس میزائل اسٹیشن میں پہنچ گئے تھے بلکہ اسے تباہ کرنے میں بھی انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ وائٹ سٹار کی فائل عمران اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اس نے وائٹ سٹار کی تمام انفارمیشن اور ان کے فوٹو گرافس مخصوص ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کر دیئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ان ایجنٹوں کی کارکردگی اور ان کے کام کرنے کے طریقوں سے بخوبی واقف تھا اس لئے وہ ان سے مخصوص انداز میں نبرد آزما ہونا چاہتا تھا۔

قدموں کی آوازیں سن کر عمران بیڈ کے نیچے اور زیادہ سمٹ گیا۔ وہ بیڈ کے نیچے سے دروازے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اسے دروازے پر دو افراد کی ٹانگیں دکھائی دیں۔ ان میں ایک دوسرے بیڈ کی طرف بڑھ گیا اور دوسرا اس طرف بڑھنے لگا جہاں وارڈ روب تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے میک براؤن کیا وہ لڑکا اس لڑکی کو یونیورسٹی سے نکال لے گا"...... بیڈ پر بیٹھ کر اس آدمی نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ بے حد چالاک اور شاطر لڑکا ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ

ضرور کر لے گا"...... وارڈ روب کی طرف جانے والے شخص نے جواب دیا۔

"اگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا تو پھر"...... بیڈ پر بیٹھنے والے نے کہا۔

"اس نے ہمیں یقین دلایا ہے۔ وہ ڈائمنڈ لائٹ کے لئے ہمارا کام ضرور کرے گا"...... میک براؤن نے جواب دیا۔ وہ وارڈ روب سے کوئی پیپر نکال رہا تھا۔

"ڈائمنڈ لائٹ کا نسخہ بھی تو خوب ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ہمارے مشن میں ڈائمنڈ لائٹ خاصا کارآمد ثابت ہو رہا ہے"...... بیڈ پر موجود شخص نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا تو ہمیں اتفاق سے ہی پتہ چل گیا تھا۔ بگ ماسٹر کو ڈائمنڈ لائٹ اس قدر پسند آیا تھا کہ اس نے مشن سے پہلے ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ بگ ماسٹر نے اپنے خاص ذرائع سے تھامسن میکلین کا پتہ چلایا تھا کہ وہ ڈائمنڈ لائٹ کا موجد ہے اس لئے بگ ماسٹر نے مجھے فوری طور پر ریڈ کلب بھیج دیا تھا"...... میک براؤن نے کہا۔ وارڈ روب سے کچھ لے کر وہ اس بیڈ کی طرف آ گیا تھا جس کے نیچے عمران چھپا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"اور تم نے تھامسن میکلین پر اپنا اعتماد جما لیا اور تم نے اس سے نہ صرف ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اس کے

سارے سیٹ اپ پر بھی قبضہ کر لیا''۔۔۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

''تم جانتے ہو ہم اپنے کام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ تھامسن میکلین کو مجھ پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ ہو گیا تھا ورنہ اتنی آسانی سے وہ کچھ بتانے والوں میں سے نہیں تھا''۔ میک براؤن نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ تھامسن میکلین ڈائمنڈ لائٹ کے ذریعے یہاں صرف دولت حاصل کر رہا تھا یا اس کے پیچھے اس کا کوئی اور بھی مقصد تھا''۔۔۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

''مجھ پر تو اس نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ صرف دولت کا رسیا ہے اور اس نے میرے مشورے پر عمل بھی کیا تھا اور جہاں جہاں اس نے ڈائمنڈ لائٹ سپلائی کیا تھا وہاں سے اٹھوا کر ریڈ کلب کے لئے جمع کر لیا تھا۔ میں نے اس کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ ڈائمنڈ لائٹ سے یہاں صرف دولت حاصل کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ اس کے پیچھے اس کا کوئی اور بھی مقصد تھا لیکن مجھے چونکہ فارمولا مل چکا تھا اس لئے میں نے اسے کریدنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ بہرحال اس کا منصوبہ جو بھی تھا، اس کے ساتھ اس کا منصوبہ بھی ختم ہو گیا ہے''۔۔۔۔۔۔ میک براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم شاید ٹرانسمیٹر پر بگ ماسٹر سے بات کرنا چاہتے ہو''۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

''ہاں۔ بگ ماسٹر کو آج کی رپورٹ دینی ہے''۔۔۔۔۔۔ میک براؤن نے کہا۔

''اوکے۔ تم رپورٹ دو میں واش روم سے فریش ہو کر آتا ہوں''۔ دوسرے آدمی نے کہا اور پھر وہ بیڈ سے اتر آیا اور پھر عمران نے اس کے پیر دروازے کی طرف بڑھتے دیکھے۔ عمران خاموش تھا۔ وہ میک براؤن اور اس کے بگ ماسٹر کی باتیں سننا چاہتا تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ میک براؤن، بگ ماسٹر کو آج کی کون سی رپورٹ دینے والا ہے۔ اسی لمحے اسے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ بگ ماسٹر کالنگ۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے ٹرانسمیٹر سے نکلتی ہوئی تیز آواز سنی۔ اسے سے پہلے کہ میک براؤن اسے کال کرتا دوسری طرف سے بگ ماسٹر کی اسے کال آ گئی تھی۔

''یس۔ میک براؤن اٹنڈنگ یو۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ میک براؤن کی آواز سنائی دی۔

''کوڈ بولو۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بگ ماسٹر کی کرخت آواز سنائی دی۔

''ڈبل ہنڈرڈ۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ میک براؤن نے کہا۔

''دوسرا کوڈ۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ بگ ماسٹر نے کہا۔

''ڈبل ہنڈرڈ ون۔ اوور''۔۔۔۔۔۔ میک براؤن کی اطمینان بھری

آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ میری بات غور سے سنو میک براؤن۔ تم رہوڈس کو لے کر فوراً اس فلیٹ سے نکل جاؤ۔ مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ جس فلیٹ میں تم اور رہوڈس موجود ہو اس عمارت کے گرد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران پھیلے ہوئے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر کی تیز آواز سنائی دی تو میک براؤن کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بگ ماسٹر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کیسے پہنچ گئی۔ اوور"...... میک براؤن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ تم رہوڈس کو لے کر یہاں سے نکلو۔ فوراً۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے چیختے ہوئے آواز میں کہا۔

"اوکے۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں۔ اس فلیٹ کے علاوہ ابھی ہمارے پاس دوسرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اوور"...... میک براؤن نے کہا۔

"تم رہوڈس کو لے کر ڈی تھری کے آخری سٹاپ پر آ جاؤ۔ میں وہاں جیمز کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہیں نئے ٹھکانے تک لے جائے گا۔ اوور اینڈ آل"...... اس سے پہلے کہ میک براؤن کچھ کہتا دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کیسے پہنچ گئی"...... میک براؤن کی حیرت زدہ آواز سنائی دی اور وہ اچھل کر اچانک بیڈ سے اترا اور ایک بار پھر وارڈ روب کی طرف دوڑا۔

"رہوڈس۔ رہوڈس۔ فوراً یہاں آؤ رہوڈس"...... میک براؤن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد رہوڈس دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔

"کیا ہوا۔ اور یہ تم سامان کیوں سمیٹ رہے ہو"...... آنے آنے والے شخص نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بگ ماسٹر کی کال آئی تھی۔ اس نے کہا ہے کہ اس عمارت کے باہر پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ کوئی یہاں آ جائے ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے"...... میک براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ہے۔ اوہ۔ وہ لوگ یہاں کیسے آ گئے"...... رہوڈس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے یہ سب اس ناجیرین اتاشی ہوماگی کا کیا دھرا ہے۔ میں نے کہا تھا نا کہ اس نے ہمیں پہچان لیا ہے۔ اس نے یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ہمارے بارے میں آگاہ کیا ہو گا اور وائٹ سٹار کا سن کر پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً حرکت میں آ گئی ہو گی"...... میک براؤن نے کہا تو عمران بیڈ کے

نیچے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہوما گی نے ان لوگوں کو اس فلیٹ کا بھی بتا دیا ہوگا''...... رہوڈس نے اسی انداز میں کہا۔

''ظاہری سی بات ہے ورنہ ان لوگوں کے یہاں آنے کا اور کیا مقصد ہوسکتا ہے''...... میک براؤن نے کہا۔

''اگر ان لوگوں نے اس عمارت کو گھیر رکھا ہے تو پھر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ وہ تو یہاں پوری تیاری کر کے آئے ہوں گے''...... رہوڈس نے کہا۔

''جو بھی ہو ہم کسی بھی حالت میں ان کے ہاتھ نہیں لگیں گے۔ تم فوراً تمام دروازے اور کھڑکیاں لاک کر دو۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے ہمیں گھیرنے اور روکنے کی کوشش کی تو ہم بھرپور مزاحمت کریں گے اور ان لوگوں سے بچنے کے لئے ہمیں اگر اس ساری عمارت کو بھی اڑانا پڑا تو اڑا دیں گے لیکن ہم کسی بھی حالت میں ان کے ہاتھ نہیں لگیں گے''...... میک براؤن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... رہوڈس نے کہا اور وہ جس تیزی سے اندر آیا تھا اسی تیزی سے باہر بھاگتا چلا گیا۔ عمران، میک براؤن کی ٹانگیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی ٹانگوں کا رخ وارڈ روب کی طرف تھا۔ عمران نہایت احتیاط سے رینگتا ہوا بیڈ کے نیچے سے نکلا اور اس طرح ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتا ہوا میک براؤن کی طرف بڑھنے لگا

جو وارڈ روب سے کپڑے اور دوسرا سامان نکال کر بریف کیس میں ٹھونس رہا تھا۔ وارڈ روب اور بیڈ کا درمیانی فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ عمران فوراً اس کے عقب میں پہنچ گیا۔ وہ اٹھا اور پیچھے سے میک براؤن کو گرفت میں لینے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ اچانک میک براؤن بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر عمران کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''ہیلو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میک براؤن نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور میک براؤن ہلکی سی چیخ مار کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے دائیں ہاتھ کا مک پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر مار دیا تھا۔

میک براؤن گرنے ہی لگا تھا کہ عمران نے فوراً اسے سنبھال لیا۔ میک براؤن کے منہ سے نکلنے والی چیخ اتنی تیز نہیں تھی کہ باہر موجود رہوڈس اسے سن لیتا لیکن اس کے گرنے کی آواز اس تک ضرور پہنچ سکتی تھی اس لئے عمران نے اسے گرنے سے پہلے ہی تھام لیا تھا۔ عمران نے آرام سے میک براؤن کو نیچے فرش پر لٹا دیا۔ میک براؤن اس کے ایک مک کی ضرب سے ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ دروازے پر رہوڈس کھڑا منہ اور آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک اسے جیسے ہوش آ

گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس نے جس تیزی اور پھرتی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا تھا یہ دیکھ کر عمران بھی حیران رہ گیا تھا۔

''کون ہو تم''...... رہوڈس نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''ک۔ ک۔ کون۔ مجھ سے پوچھ رہے ہو یا اس سے''۔ عمران نے بے ہوش میک براؤن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ کون ہو تم اور اندر کیسے آئے ہو''...... رہوڈس نے آگے بڑھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں ابھی ابھی چھت سے ٹپکا ہوں۔ یہ صاحب نیچے تھے۔ میں سیدھا ان پر آ گرا۔ بے چارہ خواہ مخواہ میرے وزن سے بے ہوش ہو گیا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''شٹ اپ۔ سچ سچ بتاؤ۔ کون ہو تم ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا''...... رہوڈس نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ میں ایک جیتا جاگتا انسان ہوں بھائی صاحب۔ دیکھ لیں آپ کی طرح میرے بھی دو دو ہاتھ پاؤں، دو آنکھیں، دو کان، دو ناک۔ اوہ۔ مم۔ میرا مطلب ہے ایک ناک ہے۔ آپ کی ناک میری ناک سے ذرا سی نیچی ہے لیکن ہے بالکل میرے جیسی۔

اور''...... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو رہوڈس غرا کر رہ گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... رہوڈس نے غراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نام''...... عمران نے ہکلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بولو۔ کیا نام ہے''...... رہوڈس نے کہا۔

''جب تک آپ بتائیں گے نہیں میں بھلا آپ کا نام کیسے جان سکتا ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں اپنا نہیں تمہارا نام پوچھ رہا ہوں''...... رہوڈس نے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا نام۔ اوہ ایک منٹ۔ مجھے یاد کرنے دیں۔ مجھے اتنا ضرور یاد ہے کہ میرے ماں باپ نے میرا نام ضرور رکھا تھا لیکن کیا۔ یہ میں بھول گیا ہوں''...... عمران نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی اپنا نام بھول گیا ہو۔

''سیدھی طرح اپنا نام بتاؤ ورنہ''...... رہوڈس نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام۔ میرا نام۔ ہاں یاد آ گیا۔ میرا نام احمد خان بہادر شیر جنگ ولد عبدالقدوس خان بہادر شیر جنگ عرف بھولے میاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ اپنا اصلی نام بتاؤ''...... رہوڈس نے چیختے ہوئے کہا۔

"اصلی نام۔ بھائی صاحب۔ میں نے آپ کو اپنا اصل نام ہی بتایا ہے۔ آپ کے اس مشین پسٹل کی قسم اگر میں نے آپ کو اپنا غلط نام بتایا ہو تو اس مشین پسٹل کی ساری گولیاں آپ کو لگ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"تم انسان ہو یا احمق"...... رہوڈس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تو انسان ہوں۔ آپ کا پتہ نہیں"...... عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا اور رہوڈس غرا کر رہ گیا۔

"کیا۔ کیا ہے تم نے میک براؤن کے ساتھ"...... رہوڈس نے اسی طرح غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کچھ نہیں۔ مم۔ مم۔ میں نے تو بس انہیں سلام کیا تھا یہ مڑے اور تڑ سے گرے اور پٹ سے بے ہوش ہو گئے"...... عمران نے کہا۔

"کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... رہوڈس نے غراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ یہ کس چیز کا نام ہے"...... عمران نے کہا۔

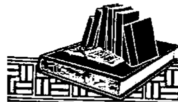
"ہونہہ۔ لگتا ہے تم نے سیدھے طریقے سے جواب دینا سیکھا ہی نہیں ہے۔ او کے۔ تم چھٹی کرو"...... رہوڈس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چھٹی۔ آدھی چھٹی یا پوری چھٹی"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری چھٹی"...... رہوڈس نے اسی انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ یکلخت مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور ایک انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔

حصہ اول ختم شد

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



سلیمان کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک وہ خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا جیسے اس کا ذہن قطعی طور پر ماؤف ہو اور اسے دھند کے سوا کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگنے لگا اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف اس کے منہ سے کراہ نکل گئی بلکہ اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند بھی چھٹتی چلی گئی۔ اب اسے ایک چھت نظر آ رہی تھی۔ اس نے فوراً اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ جھٹکا کھا کر رہ گیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ ایک اسٹریچر پر پڑا ہوا تھا اور اس کے دونوں بازو اور ٹانگیں چمڑے کی بیلٹوں کے ساتھ اس اسٹریچر سے بندھی ہوئی تھیں۔

کمرہ خالی تھا۔ کمرے میں اس اسٹریچر کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ سلیمان کے ذہن میں فوراً سابقہ منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ وہ

تھامسن میکلین سے نارگا جنگلوں میں اس ہیڈکوارٹر کے بارے میں جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ تھامسن میکلین نے زبردست شاک کی اذیت کے بعد اسے ابھی صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ ڈائمنڈ لائٹ اس کی ایجاد نہیں ہے اور وہ ابھی اسے مزید بتانے جا رہا تھا کہ اچانک الیکٹرک چیئر میں برقی رو دوڑ گئی اور تھامسن میکلین وہیں ہلاک ہو گیا۔ تیز رو نے تھامسن میکلین کے جسم میں آگ لگا دی تھی۔ سلیمان حیران تھا کہ اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبایا ہی نہیں تھا پھر کرسی میں کرنٹ کیسے آ گیا تھا۔ ابھی وہ حیران ہو ہی رہا تھا کہ اس کے عقب میں زور دار دھماکے سے کمرے کا دروازہ کھلا اور تین سیاہ پوش مشین گنیں لے کر اندر آ گئے اور انہوں نے سلیمان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابھی سلیمان حیرت سے انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک سیاہ پوش بے آواز قدموں سے اس لے عقب میں آگے بڑھا، اس سے پہلے کہ سلیمان کو عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا اچانک اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے منہ سے بے اختیار دردناک چیخ نکل گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ وہ سر جھٹکنے لگا لیکن اس کے سر پر ایک اور ضرب لگی اور اس کا دماغ اندھیرے کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے بعد اب اسے یہاں ہوش آیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو سیاہ پوش اندر آ گئے۔ ان دونوں نے سروں سے پاؤں

تک سیاہ لباس پہن رکھے تھے اور ان کی آنکھوں پر بھی سیاہ چشمے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرا خالی ہاتھ تھا۔ اسے ہوش میں دیکھ کر وہ دروازے پر ہی ٹھٹھک گئے۔

"اوہ۔ اسے ہوش آ گیا ہے۔ گڈ شو"...... مشین گن بردار سیاہ پوش نے کہا۔

"یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس طرح کیوں باندھا گیا ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... دوسرے سیاہ پوش نے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

"اسے ہوش آ گیا ہے۔ گڈ۔ تم دونوں باہر جاؤ میں اس سے بات کرتا ہوں"...... آنے والے ادھیڑ عمر نے کہا تو دونوں سیاہ پوش سر ہلا کر پلٹے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

"تم کون ہو"...... سلیمان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام گریگ ہے اور میں اس ہیڈکوارٹر کا چیف ہوں"۔ ادھیڑ عمر نے سنجیدگی سے کہا۔

"چیف۔ لیکن تھامسن میکلین تو کہہ رہا تھا کہ اس ہیڈکوارٹر کا وہ چیف ہے اور"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ڈمی چیف تھا۔ اصل چیف میں ہوں۔ میں نے ہی تھامسن میکلین کو الیکٹرک چیئر پر ہلاک کیا تھا"...... گریگ نے کرخت

لہجے میں کہا۔

"اپنے آدمی کو تم نے خود ہی ہلاک کر دیا۔ اوہ۔ مگر کیوں"۔ سلیمان نے پوچھا۔

"میں نے اس کی اور تمہاری فائٹ دیکھی تھی۔ تمہارے مقابلے میں وہ کمزور پڑ گیا تھا اور تم نے اسے بے ہوش کر کے اپنی جگہ الیکٹرک چیئر پر باندھ دیا تھا۔ میرا ساتھی اور کسی سے شکست کھا جائے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ تھامسن میکلین تمہارے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور وہ تم پر میرا راز کھول رہا تھا اس لئے میں نے فوری طور پر چیئر میں گیارہ ہزار وولٹ چھوڑ دیئے جس سے نہ صرف وہ ہلاک ہو گیا بلکہ وہیں اس کی لاش جل کر کوئلہ بن گئی"...... گریگ نے سفاک بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا کون سا راز تھا تمہارا جس کے بتانے سے پہلے ہی تم نے اسے سفاکی اور بے رحمی سے ہلاک کر دیا"...... سلیمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہے ایک راز۔ بہرحال مسٹر سلیمان پاشا۔ میں یہاں تمہیں تمہاری موت کا مژدہ سنانے کے لئے آیا ہوں"...... گریگ نے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر سلیمان بے اختیار چونک پڑا۔

"سلیمان پاشا۔ کون سلیمان پاشا"...... سلیمان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تمہارا پول کھل چکا ہے سلیمان۔ ہم نے تمہیں بے ہوش کر

کے تمہیں ایک خاص انجکشن لگایا تھا جس سے تمہاری ذہنی اور جسمانی قوت مدافعت بے حد کمزور ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ہم نے تمہارا ذہن سکین کیا تو ہمیں تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا"...... گریگ نے کہا تو سلیمان کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

"مطلب"...... سلیمان نے حتی الوسع خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ تم خانساماں ہو جسے جاسوسی کا شوق چرایا ہے۔ تم ایشیا کے مشہور و معروف ایجنٹ علی عمران کے خانساماں ہو اور اس کے ساتھ اس کے فلیٹ میں رہتے ہو۔ فارغ رہ رہ کر تم بوڑھے ہوتے جا رہے تھے اس لئے عمران نے تمہیں مصروف رکھنے کے لئے تمہارا انڈر ورلڈ سے کنکشن جوڑ دیا تھا۔ عمران کے ساتھ ساتھ انڈر ورلڈ میں تمہارے قدم جمانے کے لئے عمران کے شاگرد ٹائیگر نے بھی تمہارا بھرپور ساتھ دیا تھا اور تم نے انڈر ورلڈ میں بلیک شر کے طور پر اپنا خاصا اثر قائم کر لیا تھا"...... گریگ نے کہا تو سلیمان اس کی معلومات پر دل ہی دل میں غرا کر رہ گیا۔

"تم وہ ڈبل زیرو نہیں ہو جس نے تھامسن میکلین کے خفیہ سیف سے فائل چوری کی تھی۔ تھامسن میکلین شروع سے ہی تمہیں اصل چور سمجھ رہا تھا لیکن بہرحال سب کلیئر ہو گیا ہے۔ تم تھامسن میکلین کے پاس کیوں آئے تھے اور کیا چاہتے تھے۔ یہ سب بھی ہم نے معلوم کر لیا ہے اس لئے تم ہمارے کسی کام کے نہیں ہو اس

لئے میں نے تمہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے"...... گریگ نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو۔ میں انڈر ورلڈ سے ہی تعلق رکھتا ہوں اور میں بلیک ماسٹر ہوں۔ بلیک ماسٹر"...... سلیمان نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم جو بھی ہو مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تمہارا تعلق علی عمران سے ہے اس لئے تمہاری ہلاکت بے حد ضروری ہے ورنہ عمران کو اگر معلوم ہوا کہ تم یہاں ہماری قید میں ہو تو وہ آندھی اور طوفان بن کر یہاں آ جائے گا۔ پاکیشیا میں ہمارا سیٹ اپ وائٹ سٹار والوں نے ختم کیا ہے۔ یہاں آ کر اگر عمران اور اس کے ساتھی ہمارا یہ سیٹ اپ بھی ختم کر دیں گے تو ہمارا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ ویسے بھی عمران اور ٹائیگر ابھی تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ تم تھامسن میکلین کے ساتھ ریڈ کلب کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہو اس لئے ہم تمہیں ہلاک کر کے تمہارے ٹکڑے باہر جنگل میں پھینک دیں گے۔ جنگل کی سرخ مکھیاں اور سرخ چیونٹیاں تمہاری ہڈیاں تک چٹ کر جائیں گی اور کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تم یہاں کبھی آئے تھے"...... گریگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"وائٹ سٹار"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے وائٹ سٹار جو پاکیشیا میں کسی مشن پر کام کر رہی ہے۔ اس ایجنسی نے ہمارے

ڈائمنڈ لائٹ کے سیٹ اپ کو بھی سنبھال لیا ہے۔ وہ بہت خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے ہم نے انہیں چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے ہی تھامسن میکلین کے خفیہ سیف سے فارمولا حاصل کیا اور وائٹ سٹار کا ایک ایجنٹ میک براؤن جاشو دادا بن کر تھامسن میکلین کے پاس آ گیا تھا جس پر تھامسن میکلین نے ضرورت سے زیادہ بھروسہ کر لیا تھا اور اسے اپنے بہت سے رازوں سے آگاہ کر دیا تھا اور میک براؤن نے اس بات کا فائدہ اٹھا کر اندر ہی اندر تھامسن میکلین کو کاٹنا شروع کر دیا تھا جس کا اسے پتہ ہی نہیں تھا۔ میک براؤن نے اس کے خفیہ سیف سے فائل حاصل کرنے کے لئے یہ سارا چکر چلایا تھا اور فائل حاصل کرنے کے بعد اس نے ریڈ کلب میں ایک طاقتور بم لگا دیا تھا۔ یہ تو تمہاری اور تھامسن میکلین کی قسمت اچھی تھی کہ تم بچ گئے ورنہ اس بم سے نہ صرف ریڈ کلب کی عمارت مکمل تباہ ہو گئی تھی بلکہ اس کے اردگرد موجود دوسری عمارتیں بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھیں"...... گریگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ سب وائٹ سٹار والوں کا کام تھا"...... سلیمان نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ ان لوگوں کے ہاتھ ہمارا نقل فارمولا لگا ہے جس سے وہ ڈائمنڈ لائٹ نہیں بنا سکیں گے"۔ گریگ نے کہا تو سلیمان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"نامکمل فارمولا"...... سلیمان نے کہا۔

"بالکل۔ اس فارمولے میں ڈائمنڈ لائٹ میں چند مخصوص اجزا مکس کرنے کا فارمولا ہے اور کچھ نہیں۔ ڈائمنڈ لائٹ میں مخصوص پاور بنانے کے لئے دوسرے فارمولے کے اجزاء بھی شامل کرنے پڑتے ہیں۔ پاکیشیا میں ایک منی فیکٹری لگی ہوئی ہے جس میں تھامسن میکلین نارمل فلیور تیار کرتا ہے۔ فارمولے کے دوسرے اجزاء یہاں سے اسمگل کئے جاتے تھے جو یہاں اس ہیڈکوارٹر میں تیار کئے جاتے ہیں۔ وائٹ سٹار والے فارمولے کا ایک حصہ لے گئے ہیں اس کا دوسرا اور اہم حصہ میرے پاس ہے۔ وہ لوگ زیادہ سے زیادہ ان پیکٹس کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو تیار پیک ہیں۔ فیکٹری میں تیار ہونے والا مال ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ میرے گروپ کے افراد پاکیشیا میں چھپے ہوئے ہیں۔ وائٹ سٹار جیسے ہی پاکیشیا سے اپنا مشن مکمل کر کے جائے گی ہم فیکٹری کے ساتھ ساتھ اپنا سارا سیٹ اپ واپس اپنے کنٹرول میں لے لیں گے"...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وائٹ سٹار کا پاکیشیا میں کیا مشن ہے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن میں نے اپنے ذرائع سے یہ ضرور معلوم کیا ہے کہ وائٹ سٹار اگر اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تو پاکیشیا شدید تباہی کے دہانے پر پہنچ جائے گا اور بہادرستان میں موجود ایکریمیا کی فورسز آسانی سے پاکیشیا میں داخل ہو جائیں گی۔

ان فورسز کو پاکیشیا کی فوج بھی نہیں روک سکے گی اور بہت کم وقت میں یا تو پاکیشیا کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا یا پھر ایکریمی فورسز پاکیشیا پر اپنا تسلط جما لیں گی"...... گریگ نے کہا اور یہ سن کر سلیمان کا دل دھک سے رہ گیا۔

"یہ۔ یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میرا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے مسٹر سلیمان پاشا۔ ڈائمنڈ لائٹ جیسے طاقتور اور خوفناک نشے کے ساتھ ہم منشیات اور اسلحے کی بھی اسمگلنگ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میرا ایک نیٹ ورک پوری دنیا سے اہم معلومات بھی اکٹھی کرتا ہے جسے ہم مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں"...... گریگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا تعلق کافرستان سے ہی ہے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو"...... گریگ نے چونک کر کہا۔

"تھامسن میکلین اور تمہارا نام کافرستانیوں جیسا نہیں ہے۔ اس کا اور تمہارے بولنے کا انداز بھی الگ ہے۔ تم دونوں مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو"...... سلیمان نے کہا۔

"تم نے بالکل ٹھیک سمجھا ہے مسٹر سلیمان پاشا۔ تھامسن میکلین اور میں نسلاً یہودی ہیں اور ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے"...... گریگ

نے کہا اور اسرائیل کا سن کر سلیمان نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ڈائمنڈ لائٹ جیسا موت کا نشہ پھیلانے والے کوئی اور نہیں صرف یہودی ہی ہو سکتے ہیں"۔ سلیمان نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کافرستان سے الحاق کر رکھا ہے۔ ڈائمنڈ لائٹ سے پاکیشیا کو تباہ کرنے اور پاکیشیا کی نوجوان نسل کو ختم کرنے کے لئے ہم نے خصوصی طور پر یہ نشہ تیار کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے ہم پاکیشیا کی نوجوان نسل کو پنپنے نہ دیں۔ وہ نہ صرف ذہنی طور پر بلکہ جسمانی طور پر بھی کمزور ہو جائیں۔ ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ رہے۔ پاکیشیا کی شرح خواندگی بالکل ختم ہو جائے اور آنے والے وقت میں جتنی بھی جنریشن ہو وہ کمزور، مفلوج اور ذہنی طور پر ماؤف پیدا ہو"...... گریگ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارے ارادے تو بے حد گھناؤنے اور خوفناک ہیں۔ تم اس نشے کے ذریعے پاکیشیا کا مستقبل تباہ کرنے آئے تھے"...... سلیمان نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ یہی ارادہ تھا ہمارا اس لئے میں نے پاکیشیا کا ٹاسک تھامسن میکلین کو دے رکھا تھا۔ میں نے تھامسن میکلین کو ہدایات دی تھیں کہ ڈائمنڈ لائٹ پاکیشیا میں انتہائی سستے داموں فروخت کیا جائے۔ یہ نشہ اس قدر سستا ہو کہ ہر خاص و عام اس کا عادی ہو

جائے۔ جہاں ضرورت ہو وہاں ڈائمنڈ لائٹ فری بھی سپلائی کر دی جائے۔ اس نشے میں مبتلا ہونے والا ہر انسان ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو جائے گا اور آنے والی نسلیں بھی اس سے شدید متاثر ہوں گی اور ایک وقت ایسا آئے گا جب پاکیشیا میں صرف ذہنی مریض اور معذور افراد ہی ہوں گے جن کا کوئی پرسان حال نہ ہو گا۔ ڈائمنڈ لائٹ استعمال کرنے والوں کی زندگیوں کا وقت بھی بے حد کم ہو جائے گا اور ہم اس سلو پوائزن کے ذریعے رفتہ رفتہ پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے لیکن تھامسن میکلین نے میری ہدایات پر عمل نہیں کیا۔ اس نے ڈائمنڈ لائٹ کو فروغ تو دیا تھا لیکن بے حد محدود پیمانے پر اور اس نے ڈائمنڈ لائٹ نہایت مہنگے داموں فروخت کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر اس نے میک براؤن کے کہنے پر ڈائمنڈ لائٹ صرف اپنے ریڈ کلب تک محدود کر دیا تاکہ وہ اور زیادہ دولت کما سکے۔ تھامسن میکلین میرا چھوٹا بھائی تھا۔ میں نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور میک براؤن کے جھانسے میں آ کر اپنا مشن بھول گیا۔ بھائی ہونے کی وجہ سے میں اسے سزا بھی نہیں دے سکتا تھا لیکن پھر اس کی غلطیوں کی وجہ سے پاکیشیا کا سارا سیٹ اپ وائٹ سٹار والوں کے پاس چلا گیا اور انہوں نے ریڈ کلب بھی تباہ کر دیا تھا اس لئے میں نے تھامسن میکلین کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ تھامسن میکلین کی بدقسمتی ہی تھی کہ وہ پاکیشیا سے نکل کر یہاں آ گیا تھا۔

پھر جب میں نے اسے تمہارے سامنے بے بس دیکھا تو مجھے بے حد دکھ ہوا کہ میرا بھائی ایک عام پاکیشیائی بلکہ ایک خانساماں کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ہے۔ تب میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا“...... گریگ رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

”تم لوگ انسان نہیں درندے ہو گریگ۔ بلکہ درندوں سے بھی بڑھ کر شیطان ہو۔ اسرائیل، پاکیشیا کا ازلی دشمن ہے لیکن اسرائیل، پاکیشیا کو تباہ و برباد کرنے کی اس قدر گھناؤنی سازش کرے گا یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ایک بار، صرف ایک بار میرے ہاتھ تم کھول دو پھر دیکھو میں تمہاری اس سازش کا کس طرح تارو پود بکھیرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ یہاں موجود تمام یہودیوں کے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ تمہارے اس ہیڈ کوارٹر کا نام و نشان مٹا دوں گا۔ میں صرف نام کا ہی جاسوس ہوں لیکن تمہاری اس قدر گھناؤنی سازش کا سن کر میری رگوں میں آگ بھر گئی ہے۔ میں اس آگ سے صحیح معنوں میں تمہیں جاسوس خانساماں بن کر دکھاؤں گا اور تمہاری ہر چیز جلا کر راکھ بنا دوں گا“...... سلیمان نے گرجتے ہوئے کہا۔ یہودیوں کی اس قدر بھیانک اور ہولناک سازش کا سن کر واقعی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ ڈائمنڈ لائٹ کا مخصوص نشہ پاکیشیا میں پھیلا کر وہ پاکیشیا کی نہ صرف نوجوان نسل کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے بلکہ اس نشے کے ذریعے وہ آنے والی نسلوں کی بھی تباہی کا موجب بن رہے تھے۔ گریگ کے کہنے کے مطابق

جو نوجوان ڈائمنڈ لائٹ کا استعمال کرتا ہے وہ ذہنی اور جسمانی طور پر ڈل ہو کر رہ جائے گا۔ اس کی قوت مدافعت نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی اور جو نئی پود دنیا میں آئے گی وہ بھی اس نشے کے اثر سے محفوظ نہ ہو گی۔ آنے والی جنریشن ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو گی اور پاکیشیا کا مستقبل ہمیشہ کے لئے تاریک ہو جائے گا۔

ادھر گریگ اور اس کا گروپ پاکیشیا کی تباہی پر کام کر رہا تھا اور ادھر پاکیشیا میں ایک ایکریمی وائٹ سٹار ایجنسی وارد ہو گئی تھی جو نجانے ایسے کون سے مشن پر کام کر رہی تھی کہ ایکریمی فورسز پاکیشیا میں آسانی سے داخل ہو جاتیں اور پاکیشیا پر اپنا تسلط بھی جما سکتی تھیں۔ پاکیشیا اس وقت دو بڑے خطرات سے دوچار تھا اور دونوں خطرے سلیمان کے سامنے تھے اور وہ بے بسی سے ایک اسٹریچر پر بندھا ہوا تھا جسے گریگ اب ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ سلیمان یہاں سے نکلنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ ان دونوں خطروں کے بارے میں جلد از جلد عمران کو آگاہ کرنا چاہتا تھا تاکہ عمران اس قصے کو جلد از جلد ختم کر دے ورنہ آنے والے وقت میں پاکیشیا کا جو انجام ہونے والا تھا اس کا سوچ کر ہی سلیمان کی روح لرز رہی تھی۔

”میں نے تمہیں یہ سب کچھ اس لئے بتایا ہے مسٹر سلیمان پاشا کہ میں تمہاری ہلاکت کا قطعی فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں اصول پسند

آدمی ہوں اس لئے میں نے تمہیں ہلاک کرنے سے پہلے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے تاکہ مرنے کے بعد تمہاری روح بے چین نہ رہے کہ تم انجانے میں ہلاک کر دیئے گئے تھے''...... گریگ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل بات یہ ہے کہ میں بے بس ہوں۔ تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ لیکن یہ مت بھولنا کہ ایک سلیمان کے ختم ہوتے ہی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر جب تم لوگوں کی گھناؤنی سازش کا انکشاف ہو گا تو وہ واقعی آندھی اور طوفان بن کر یہاں آئیں گے اور تم سب کو اپنے ساتھ اڑا کر لے جائیں گے۔ وہ تمہارا اس قدر بھیانک حشر کریں گے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... سلیمان نے کہا۔

''ایسا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ہم بھی یہاں چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھے ہوئے''...... گریگ نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تم میں اتنا ہی دم خم ہے تو مجھے ایک بار آزاد کر کے دیکھو۔ تم جیسوں کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''مجھے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ اب بس۔ تمہارا وقت پورا ہو چکا ہے''...... گریگ نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ سلیمان غصے اور پریشانی سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ اس کے جاتے ہی باقی نقاب

پوش بھی وہاں سے چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ اب سلیمان ایک بار پھر کمرے میں اکیلا تھا۔

''یااللہ تو قادر مطلق ہے۔ اب تو ہی میری مدد فرما۔ تو ہی میری اور پاکیشیا کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ایک طرف پاکیشیا پر وائٹ سٹار کا خطرہ مسلط ہے اور دوسری طرف یہ یہودی ہم مسلمانوں کی آئندہ آنے والی نسلوں کے بھی دشمن بنے ہوئے ہیں''...... گریگ اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد سلیمان کے منہ سے بے اختیار دعا نکلی۔ اس نے بیلٹوں کو زور زور سے جھٹکے دیئے لیکن اس بار اسے نہایت مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ دعا مانگتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اسی لمحے آہٹ سنائی دی اور سلیمان نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو ایک اور سیاہ پوش اندر آ رہا تھا۔ اس سیاہ پوش کے ایک ہاتھ میں سرنج تھی جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

''ہیلو مسٹر سلیمان پاشا''...... سیاہ پوش نے سلیمان کے قریب آ کر بے حد خوشگوار لہجے میں کہا۔ اسی لمحے گریگ تیز تیز چلتا ہوا دوبارہ اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔

''لے آئے تم زہریلا انجکشن''...... گریگ نے سیاہ پوش کے ہاتھ میں سرنج دیکھ کر کہا۔

''یس باس''...... سیاہ پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ لگا دو اسے۔ ابھی چند ہی لمحوں میں یہ ہلاک ہو جائے

گا۔ پھر اس کی لاش کے ٹکڑے کسی گٹڑ میں پھینک دینا''...... گریگ نے کہا۔

''یس باس۔ اوکے''...... سیاہ پوش نے کہا اور انجکشن لے کر سلیمان کے قریب آ گیا۔ اس نے سرنج والا ہاتھ اوپر اٹھایا۔

''پلیز۔ میری بات سنو۔ میں ایک بے ضرر انسان ہوں۔ اگر تمہیں مجھ سے خوف محسوس نہیں ہو رہا تو تھوڑی دیر کے لئے میرے ہاتھ پیر کھول دو۔ پلیز''...... سلیمان نے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں کرتے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیوں ہاتھ پیر کھلوا کر تم کیا کرنا چاہتے ہو''...... گریگ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پیشاب۔ مم۔ مم۔ مجھے پیشاب کی حاجت ہو رہی ہے۔ زہریلا انجکشن لگانے سے پہلے مجھے چند لمحوں کے لئے واش روم میں جانے دو ورنہ میرا پیشاب یہیں نکل جائے گا''۔ سلیمان نے کہا۔ اس کی بات سن کر گریگ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیل گئے۔

''ٹھیک ہے۔ نمبر سکس کو بلاؤ وہ اسے واش روم لے جائے''۔ گریگ نے سیاہ پوش سے کہا۔

''میرے پاس گن ہے باس۔ میں ہی اسے لے جاتا ہوں''۔ سیاہ پوش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ انجکشن یہیں رکھ دو اور لے جاؤ اسے۔ اگر یہ

راستے میں کوئی حرکت کرے تو اسے فوراً گولی مار دینا''...... گریگ نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں اسے غلط حرکت کرنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا''...... سیاہ پوش نے کہا اور اس نے سرنج اسٹریچر کے پاس پڑی ایک میز پر رکھی اور سلیمان کی بیلٹس کھولنے لگا۔ بیلٹس کھول کر وہ پیچھے ہٹ گیا اور اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔ سلیمان فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی کلائیاں اور پاؤں مسلنے لگا اور پھر وہ اسٹریچر سے نیچے آ گیا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... سیاہ پوش نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ انہوں نے سلیمان کے پیروں سے جوتے نہیں نکالے تھے۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چل رہا تھا۔ مسلسل بندھے رہنے کی وجہ سے اس کا جسم شل ہو گیا تھا۔ دروازے کے باہر ایک طویل راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں آ گئے۔ سیاہ پوش نے اسے دائیں طرف چلنے کے لئے کہا۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ ان سیڑھیوں کی طرف آئے اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔

''وہ سامنے واش روم ہے۔ جاؤ اور جلدی واپس آنا''...... سیاہ پوش نے کمرے کے کونے میں ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سلیمان اثبات میں سر ہلا کر واش روم کی طرف

بڑھتا چلا گیا۔ اس نے واش روم کی طرف جاتے ہوئے کمرے کا طائرانہ جائزہ لیا تھا۔ کمرے میں عام رہائشی سامان تھا۔ سامنے ایک بڑی کھڑکی تھی جو کھلی ہوئی تھی۔ اس کھڑکی کی دوسری طرف ایک دیوار تھی اس لئے سلیمان دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اس نے حاجت کا بہانہ بنا کر خود کو اسٹریچر سے آزاد تو کرا لیا تھا لیکن اس کے ذہن میں ان لوگوں سے نپٹنے اور یہاں سے نکلنے کا کوئی طریقہ واضح نہیں ہو رہا تھا۔ گو کہ کمرے میں ایک ہی سیاہ پوش تھا لیکن اس کے باوجود سلیمان اس سے سوچ سمجھ کر بھڑنا چاہتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے واش روم میں گھس گیا۔ اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور اندر سے لاک لگا لیا۔ واش روم کافی کشادہ تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیسے ہی اس نے سر اٹھایا اس کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

اوپر چھت کے پاس ایک بڑا سا روشن دان تھا۔ روشن دان کا صرف فریم بنا ہوا تھا۔ اس پر نہ شیشہ لگا ہوا تھا اور نہ ہی جالی اور نہ ہی اس روشن دان میں سلاخیں دکھائی دے رہی تھیں۔ روشن دان اتنا کھلا تھا کہ سلیمان اس سے آسانی سے گزر سکتا تھا۔ روشن دان دیکھتے ہی سلیمان نے فوراً واش روم کا نل کھول دیا تاکہ پانی گرنے کی آواز سن کر باہر موجود سیاہ پوش یہی سمجھے کہ وہ اندر ہی ہے۔

روشن دان ایک واش بیسن کے اوپر تھا۔ سلیمان نے ایک پیر واش بیسن پر رکھا اور دیوار کا سہارا لے کر تیزی سے واش بیسن کے

اوپر کھڑا ہو گیا۔ واش روم کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی اس لئے سلیمان کے ہاتھ آسانی سے روشن دان تک پہنچ گئے۔ سلیمان نے دونوں ہاتھ فریم پر جمائے اور پھر اس نے اپنا جسم زور لگا کر بازوؤں کے بل اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ تھوڑا اوپر جا کر سلیمان نے اپنی کہنیاں روشن دان کے فریم میں پھنسا دیں اور پھر اپنا جسم اوپر اٹھاتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ روشن دان کے اندر تھا۔ یہ دیکھ کر اسے تسلی ہو گئی کہ روشن دان باہر کی طرف کھلا ہوا تھا۔ باہر ایک چاردیواری بنی ہوئی تھی۔ ایسی چاردیواری جو عام طور پر کسی کوٹھی میں بنائی جاتی تھی۔ روشن دان کے اوپر ایک کارنس سی بنی ہوئی تھی۔ سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر اس کارنس کے کناروں کو پکڑا اور گھسیٹ کر اپنا جسم روشن دان سے باہر نکال لیا۔ روشن دان سے باہر آتے ہی اس کا جسم ہوا میں لٹکنے لگا۔ ایک لمحے کے لئے سلیمان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ کارنس سے چھوٹ جائیں گے اور وہ نیچے جا گرے گا لیکن اس نے مضبوطی سے انگلیاں کارنس پر جما رکھی تھیں۔

سلیمان اس وقت تقریباً ساٹھ فٹ کی بلندی پر تھا۔ یعنی وہ عمارت کی تیسری منزل تھی۔ اس نے سر جھکا کر نیچے دیکھا تو اسے نیچے کچھ فاصلے پر ایک اور کارنس دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر سلیمان کا دل بلیوں اچھل پڑا تھا۔ اس نے فوراً اپنے جسم کو جھکولا دیا اور کارنس سے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ وہ تیزی سے نیچے گیا۔ دوسری کارنس کے

قریب آتے ہی اس کے ہاتھ حرکت میں آئے اور اس کی انگلیاں اس کارنس پر جم گئیں۔ ایک لمحے کے لئے اسے اپنی انگلیاں اکھڑتی ہوئی معلوم ہوئیں مگر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس نے نیچے دیکھا۔ وہاں اور کارنس نہیں تھی۔ سلیمان نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر اس نے اپنے بازوؤں کے بل اپنا جسم اٹھایا اور کارنس کے اوپر آ گیا۔ کارنس پر آتے ہی اس نے پشت دیوار سے لگائی اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دیوار دائیں طرف گھوم رہی تھی۔ سلیمان کارنس کے ساتھ ساتھ اس دیوار کے گرد گھومتا چلا گیا۔

سامنے باؤنڈری وال تھی جو خاصی اونچی تھی۔ سلیمان چھلانگ لگا کر اس دیوار کے اوپر نہیں جا سکتا تھا۔ کارنس پر گھومتا ہوا وہ جیسے ہی دوسری طرف آیا اسے نیچے ایک کھڑکی کا شیڈ دکھائی دیا۔ سلیمان نے ایک بار پھر جھک کر خود کو کارنس سے لٹکایا اور پھر جسم کو جھولا دے کر اس نے کارنس پر جمے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ہلکے سے جھٹکے سے اس کے پیر کھڑکی کے اوپر بنے ہوئے شیڈ سے ٹکرائے۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم بری طرح سے لرزا لیکن اس نے فوراً دیوار پر ہاتھ رکھ کر خود کو سنبھال لیا۔ اب وہ کھڑکی کے شیڈ پر کھڑا تھا۔ کھڑکی کے نیچے ایک اور کارنس تھی۔ سلیمان نے تھوڑا سا آگے جا کر ایک بار پھر خود کو کارنس کی طرف گرا دیا۔ اس بار وہ کارنس پر پاؤں کے بل آیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم لڑکھڑایا مگر اس نے فوراً دیوار کو پکڑ کر خود کو سنبھال لیا۔ اب وہ کھڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔

کھڑکی کا فریم بے حد بڑا تھا اور اس پر ریلنگ والے شیشے لگے ہوئے تھے۔ سلیمان دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اس نے تھوڑا سا سر موڑ کر کھڑکی سے اندر دیکھا۔ کھڑکی کا ایک شیشہ کھلا ہوا تھا۔ اندر کمرہ بیڈ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ سلیمان نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر وہ کھڑکی سے اندر کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ سلیمان نے احتیاط سے کھڑکی کا کنارہ پکڑا اور اپنا جسم موڑ کر کمرے میں آ گیا۔ سامنے کمرے کا اکلوتا دروازہ تھا جو بند تھا۔ اسے باہر سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید ان لوگوں کو اس کے واش روم سے فرار ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سن کر سلیمان تیزی سے آگے بڑھا اور شمالی دیوار کے پاس پڑی ہوئی ایک الماری کی آڑ میں ہو گیا۔ اسے باہر سے تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

”دیکھو وہ یہیں کہیں ہو گا۔ اس عمارت کا گیٹ بند ہے۔ وہ عمارت سے باہر نہیں جا سکتا“...... باہر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ پھر اسے دروازے کے باہر قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

”ان سب کمروں کو دیکھو۔ وہ کارنس سے کود کر نیچے ہی آیا ہے۔ کارنس پر اس کے قدموں کے نشان ہیں۔ ان کمروں کے سوا وہ کہیں نہیں جا سکتا“...... ایک آواز سنائی دی اور پھر ساتھ ہی اچانک دروازہ زوردار دھماکے سے کھل گیا۔

تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی رہوڈس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل گیا تھا۔ گولیاں ٹھیک اس کے ہاتھ پر پڑی تھیں جس سے وہ کسی بھی طرح اپنے منہ سے نکلنے والی چیخوں کو نہ روک سکا۔ رہوڈس دروازے کے کچھ فاصلے پر عمران کے سامنے اس انداز میں کھڑا ہوا تھا کہ باہر سے کوئی بھی آ کر اسے آسانی سے نشانہ بنا سکتا تھا اور یہی ہوا تھا۔ جیسے ہی رہوڈس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکلا اچانک دیواروں کی دوسری طرف چھپے ہوئے جولیا اور صفدر فوراً نکل کر سامنے آ گئے۔

''خبردار۔ اپنے ہاتھ بلند کر لو ورنہ تمہیں چھلنی کر دیا جائے گا''۔ جولیا نے غرا کر کہا۔

''تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔ میں نے تمہیں باہر جانے کے لئے کہا تھا''...... عمران نے انہیں دیکھ کر قدرے غصیلے لہجے میں

کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ یہاں آپ کی زندگی خطرے میں ہو سکتی ہے اس لئے میں اور مس جولیا دوسرے کمرے میں چھپ گئے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اور میں نے جو دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں سنی تھیں۔ وہ کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ایسا میں نے کیا تھا تاکہ تم یہی سمجھو کہ ہم باہر نکل گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تو تم لوگ یہاں پہلے سے ہی ہماری گھات میں چھپے بیٹھے تھے''...... رہوڈس نے ان کی باتیں سن کر غراتے ہوئے کہا۔ اس نے زخمی ہاتھ دوسرے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا جس سے مسلسل خون ٹپک رہا تھا۔

''اور ہم کیا کرتے۔ وائٹ سٹار والے آسانی سے قابو آنے والے نہیں تھے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم ہمارے بارے میں جانتے ہو کہ ہم کون ہیں''۔ رہوڈس نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

''جانتے تو نہیں لیکن تم بتاؤ گے تو ضرور جان جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''تم عمران ہو نا''...... رہوڈس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ تت۔ تت۔ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو رہوڈس کے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے ڈر جاؤں گا اور تم آسانی سے مجھے اپنے قابو میں کر لو گے"...... رہوڈس نے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ شامل تھی۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا"...... عمران نے گھبرانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"وائٹ سٹار کے ایجنٹ تمہاری طرح مسخرے نہیں ہیں عمران۔ ہم اپنی اور مشن کی بقاء کے لئے کسی کی جان لے بھی سکتے ہیں اور وقت آنے پر اپنی جانیں دے بھی سکتے ہیں"...... رہوڈس نے کہا۔

"نہ۔ نہ۔ میری جان مت لینا۔ بے شک کھال لے لینا۔ میں تو یہاں ایسے ہی گھومتے پھرتے ہوئے آ گیا تھا۔ ان دونوں کا پتہ نہیں یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ تمہارے سامنے انہوں نے خود ہی اقرار کیا ہے کہ یہ دوسرے کمرے میں چھپے ہوئے تھے۔ تم بے شک انہیں گولیاں مار دو۔ ارے۔ مگر تم انہیں کیسے مارو گے۔ تمہارا ہاتھ تو زخمی ہے۔ چلو تمہارا مشین پسٹل میں اٹھا لیتا ہوں۔ جب تم کہو گے تو میں تمہیں گولی مار دوں گا"...... عمران بے تکے پن میں ہانکتا چلا گیا۔ رہوڈس غضبناک نظروں سے ان کی طرف

دیکھ رہا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے جھک کر رہوڈس کا مشین پسٹل اٹھانا چاہا لیکن اسی لمحے رہوڈس کی ٹانگ چلی اور عمران فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اگر وہ ہوشیار نہ ہوتا تو رہوڈس کی ٹانگ اس کے جبڑوں پر پڑتی۔ ٹانگ مار کر رہوڈس لڑکھڑا گیا۔ جتنی دیر میں وہ سیدھا ہوا تھا عمران نے جھپٹ کر اس کا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

"اب میرے پاس بھی مشین پسٹل ہے۔ ان دونوں سے نہیں ڈرتے تو مجھ سے ہی ڈر جاؤ"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے رہوڈس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے کوئی چیز نکالی اور اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا۔ ہوا میں ایک چمک سی لہرائی۔ عمران اور اس کے ساتھی ابھی سمجھ ہی نہ پائے ہوں گے کہ اچانک رہوڈس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور عمران کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ دوسری طرف گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور عمران کے عقب میں موجود کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"ارے۔ ارے۔ روکو اسے۔ ارے"...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔ اس نے مڑ کر رہوڈس پر چھلانگ لگائی لیکن رہوڈس تو جیسے چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ اس نے اٹھتے ہی کھڑکی کے باہر چھلانگ لگا دی تھی۔ دوسرے لمحے وہ کھڑکی سے نکل گیا۔ عمران تیزی سے کھڑکی پر جھپٹا اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ رہوڈس ساتویں منزل سے کودا تھا۔ وہ ہوا میں بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔ البتہ اس کی گردن اوپر اٹھی ہوئی تھی اور اس کے

چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی جیسے وہ عمران کی بے چارگی پر ہنس رہا ہو۔ نیچے پختہ سڑک تھی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ سیدھا سڑک پر گرتا اور اس کے اعضاء بکھر جاتے لیکن اسی لمحے سائیڈوں سے چار افراد نکلے اور انہوں نے برق رفتاری سے ایک جال سا پھیلا لیا۔ اس جال کے سرے ان چار افراد کے ہاتھوں میں تھے۔ وہ جال لے کر عین اس جگہ آ گئے جہاں سے رہوڈس نیچے آ رہا تھا۔ رہوڈس اس جال پر گرا۔ جال پر گرتے ہی وہ اچھلا اور پھر جیسے ہی وہ دوبارہ جال پر گرا چاروں افراد نے نہایت تیزی سے اسے پکڑا اور جال اس پر لپیٹنا شروع کر دیا۔

"گڈ شو"...... عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"عمران صاحب۔ اچانک صفدر نے کہا تو عمران مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ صفدر اور جولیا زمین پر گرے ہوئے میک براؤن پر جھکے ہوئے تھے۔ میک براؤن کو دیکھ کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ میک براؤن کے پہلو میں ایک خنجر گھسا ہوا تھا اور اس کے اردگرد خون کا تالاب بنتا جا رہا تھا۔

"اوہ۔ تو رہوڈس نے اسے خنجر مارا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے میک براؤن کے پاس آ گیا۔ اس نے جھک کر میک براؤن کی گردن پر دو انگلیاں رکھیں۔ پھر اس نے اس کی سانس چیک کی اور پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ ہلاک ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ خنجر ٹھیک اس کے دل میں مارا گیا ہے۔ خدا کی پناہ۔ یہ لوگ اس قدر تیز اور خطرناک ہوں گے مجھے تو ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔ اس نے جس تیزی سے جیب سے خنجر نکالا تھا اور اسے مار کر خود اچھل کر کھڑکی کی طرف گیا تھا مجھے تو یوں لگا تھا جیسے بس بجلی سی کوند گئی ہو"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا میں نے جب ان کے بارے میں بتایا تھا تب تمہیں میری باتوں کا یقین نہیں آیا تھا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ ہم تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"کیوں۔ میں دودھ پیتا بچہ ہوں کیا"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے ان خطرناک ایجنٹوں کے بارے میں جو بتایا تھا اس سے ہمیں خدشہ ہو رہا تھا کہ کہیں یہ آپ کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ اس لئے ہم یہیں رک گئے تھے"...... صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ بالکل۔ ٹھیک کیا ہے تم نے صفدر یار جنگ بہادر۔ ہر نقصان اور ہر خطرے سے بچانے کے لئے تم سب ہی ہر وقت تو میرے ساتھ ہوتے۔ تمہاری اس بہادری یا تمہارے اس احسان پر

میں تمہیں کیا انعام دوں۔ تالیاں بجاؤں یا صرف ویل ڈن کہنے سے کام چل جائے گا''...... عمران کے لہجے میں طنز ہی طنز تھا۔

''اب ہم پر اتنا طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے۔ ہم تمہاری بھلائی کے لئے یہاں رکے تھے۔ تمہیں بھلائی پسند نہیں ہے تو آئندہ ہم اس کے بارے میں سوچیں گے بھی نہیں''...... جولیا نے ناگواری سے کہا۔

''واہ۔ کیا خوب بھلائی ہے۔ بھلائی بھلائی میں ایک مجرم کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا گیا اور دوسرا تمہاری آنکھوں کے سامنے سے ساتویں منزل سے کھڑکی سے باہر کود گیا ہے۔ مجھے پہلے سے ہی اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ تمہیں یہاں دیکھ کر بدک سکتے ہیں۔ ہم سے بچنے بلکہ ہمارے قابو میں آنے کی بجائے یہ موت کو ہی ترجیح دینے والے ایجنٹ تھے اور وہی ہوا''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''لو۔ لگتا ہے دوسرا بھی گیا کام سے۔ اب ان کی لاشوں پر بیٹھ کر ڈھول پیٹتے رہو''...... عمران نے جیب سے سیل فون نکال کر سکرین پر خاور کا نام دیکھ کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے رسیونگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے اسے جال میں قابو کر لیا تھا لیکن اس کے دانتوں میں سائنائیڈ زہر بھرا کیپسول تھا۔ جال میں آتے ہی اس نے تیزی سے منہ چلایا اور ہلاک ہو گیا''...... دوسری طرف سے خاور نے پریشان زدہ لہجے میں کہا۔

''تو تم کس مرض کی دوا تھے۔ میں نے تمہیں کہا تو تھا کہ جیسے ہی وہ جال میں گرے فوراً اسے بے ہوش کر دینا''...... عمران نے فیصلے لہجے میں کہا۔

''میں نے اس کی کنپٹی پر ہک مارا تھا لیکن وہ بے حد جاندار تھا۔ دوسرا ہک مارنے سے پہلے ہی اس نے منہ چلا لیا تھا''...... دوسری طرف سے خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ تیز نظروں سے جولیا اور صفدر کو گھور رہا تھا جیسے ان دونوں کی ہلاکتوں کے وہی ذمہ دار ہوں۔

''ٹھیک ہے۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اس کی لاش ٹھکانے لگا دو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور سیل فون آف کر دیا۔

''کس کا فون تھا اور یہ جال کا کیا چکر ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے ان دونوں سے یہی خطرہ تھا کہ یہ آسانی سے ہمارے قابو میں نہیں آئیں گے اور ہم سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اس لئے میں نے خاور کو تین ساتھیوں سمیت ایک جال لے کر اس فلیٹ کی کھڑکی کے نیچے رہنے کے لئے کہا تھا تاکہ اگر ان میں سے کوئی کودے تو وہ اسے جال میں پکڑ کر ہلاک ہونے سے بچا سکیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ خاور نے رہوڈس کے جال پر گرتے ہی اسے بے ہوش کرنے کے لئے اس کی کنپٹی پر ہک مار دیا تھا لیکن

رہوڈس خاصا جاندار انسان تھا۔ ایک ہک اس کے لئے ناکافی تھا۔ اس سے پہلے کہ خاور اسے دوسرا ہک مارتا اس نے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا“...... عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ ہماری وجہ سے دونوں مجرم آپ کے ہاتھوں سے نکل گئے“...... صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”صرف نکلے نہیں ہیں اس دنیا سے ہی کوچ کر گئے ہیں اور اب تمہارے سوری کرنے سے تو یہ واپس آئیں گے نہیں“۔ عمران نے کہا۔ اس کا موڈ بدستور بگڑا ہوا تھا۔

”پھر بھی عمران۔ غلطی ہماری ہے۔ ہمیں تمہاری بات مان لینی چاہئے تھی اس لئے میں بھی تم سے سوری کرتی ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”واہ۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں یک نہ شد دو شد۔ بھینس نے بین بجائی نہیں اور گائے نے گانا بھی شروع کر دیا“...... عمران نے کہا۔

”یہ کیا مثال ہوئی“...... جولیا نے اس نئی مثال کو سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو بھی مثال ہے بڑی ستھری مثال ہے۔ تمہیں سمجھ میں نہیں آئی تو میں کیا کروں۔ ویسے اس مثال کا خود مجھے بھی نہیں پتہ“۔ پہلے عمران نے تیز لہجے میں اور پھر بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو جولیا نے اس کا موڈ بحال ہوتے دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ صفدر

کے چہرے پر بھی سکون آ گیا۔

”اسی لئے تو کہتی ہوں کوئی بھی مثال دیا کرو تو سوچ سمجھ کر دیا کرو جس کی ہمیں بھی سمجھ آئے اور خود تمہیں بھی“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک بار شادی ہو لینے دو پھر سمجھ میں آ جائے گی مجھے بھی اور تمہیں بھی اور ساری مثالیں بھی سیدھی ہو جائیں گی“...... عمران نے کہا۔

”کس کی شادی“...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میری۔ نن۔ نن۔ نہیں۔ تمہاری۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ وہ۔ وہ“...... عمران نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”فضول کی اداکاری مت کرو اور بتاؤ اب کیا کرنا ہے“۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کرنا کیا ہے۔ اب واپس ہی جانا پڑے گا۔ اس لاش سے ہمیں کیا ملنے والا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں اس کی تلاشی لے لوں“...... صفدر نے کہا۔

”لے لو۔ شاید اس کی جیب میں میرے ویسے کا ایڈوانس کارڈ ہی نکل آئے“...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔ صفدر آگے بڑھا اور میک براؤن کی تلاشی لینے لگا۔ عمران نے میک براؤن کا سامان دوبارہ بریف کیس میں

رکھنا شروع کر دیا۔ اس نے خاص طور پر ٹرانسمیٹر اٹھایا تھا جس میں میک براؤن نے بگ ماسٹر سے بات کی تھی۔ اچانک عمران کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا اور اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنا سیل فون نکال لیا۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر حیرانی سے کہا۔

"ایک منٹ"...... عمران نے کہا اور کالنگ بٹن پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس صدیقی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں پلازہ کے فرنٹ پر ہوں اور کچھ فاصلے پر اپنی کار میں بیٹھا ہوا ہوں"...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس فلیٹ میں موجود آدمی کو اس کے بگ ماسٹر کی کال آئی تھی۔ بگ ماسٹر نے کہا تھا کہ عمارت کے گرد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران موجود ہیں اس لئے وہ فوراً اس فلیٹ کو چھوڑ دیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وائٹ سٹار کا کوئی آدمی پہلے سے ہی ان دونوں کی نگرانی کر رہا ہے اور اسی نے بگ ماسٹر کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں رپورٹ دی ہو گی۔ تم ارد گرد نگاہ رکھو۔ شاید کوئی مشکوک آدمی تمہیں دکھائی دے جائے۔ اپنے ساتھ کسی کو لے لو اور جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اس کی بھی

نگرانی کرو اور یاد رکھنا اس کی نگرانی اس انداز میں ہونی چاہئے کہ اس کے سائے کو بھی اس بات کی خبر نہ ہو کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے"...... عمران تیز تیز بولتا چلا گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اپنے ساتھ چوہان کو لے لو۔ تم دونوں میک اپ میں ہو۔ تم دونوں یقیناً اس نگرانی کرنے والے کی نظروں میں ابھی نہیں آئے ہو گے اس لئے مزید احتیاط کرنا۔ اسے کسی بھی حالت میں تم دونوں کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہئے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری احتیاط برتوں گا"۔ دوسری طرف سے صدیقی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ گڈ لک"...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال آف کر دی اور سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

"میرے پاس ماسک میک اپ ہے۔ اگر کہیں تو میں بھی میک اپ کر کے باہر چیکنگ کروں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اب صرف ماسک میک اپ سے کام نہیں چلے گا۔ اس آدمی کو تمہارا قد کاٹھ اور تمہارے لباس کا علم ہو گا۔ تم آسانی سے اس کی نظروں میں آ جاؤ گے۔ یہ کام صدیقی اور چوہان کو ہی کرنے دو"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمارت کے ساتھ ساتھ ہمیں اس فلیٹ کی بھی نگرانی کرنی چاہئے۔ رہوڈس نے کھڑکی سے کود کر اور پھر زہریلا کیپسول نگل کر جان دی ہے لیکن بگ ماسٹر اور باہر نگرانی کرنے والے کو اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ میک براؤن کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میک براؤن جب یہاں سے باہر نہیں جائے گا تو ہو سکتا ہے اسے بھی یہاں کوئی چیک کرنے آ جائے“...... جولیا نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

”گڈ آئیڈیا۔ تمہاری اس بات نے میرے دماغ کی بجھی ہوئی تمام بتیاں روشن کر دی ہیں جولیانا فٹر واٹر۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو“۔ عمران نے خوش ہو کر کہا تو جولیا کے چہرے پر رنگ بکھرتے چلے گئے۔ عمران جب بھی اس کی تعریف کرتا تھا اس کی ایسی ہی حالت ہوتی تھی جیسے عمران کی تعریف سے اسے بہت بڑی سند اور بہت بڑا اعزاز مل گیا ہو۔

”تم سچ مچ میری تعریف کر رہے ہو یا“...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ اس کی تعریف سچ مچ تعریف ہے یا تعریف میں چھپا ہوا کوئی طنز ہے۔

”اوہ نہیں۔ میں طنز نہیں کر رہا۔ تم نے واقعی بہت اچھی صلاح دی ہے۔ ویل ڈن“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر اس فلیٹ کی نگرانی کون کرے گا“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نگرانی نہیں۔ میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ہے۔ گو ترکیب رسکی ہے لیکن پھر بھی کوشش ضرور کی جا سکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا ترکیب ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میک براؤن کا قد کاٹھ صفدر جیسا ہے۔ اگر صفدر میک براؤن کی جگہ لے لے تو کسی کو اس پر شک نہیں ہوگا۔ یہ یہاں سے نکلے گا تو اس کا، میرا مطلب ہے میک براؤن کا کوئی نہ کوئی ساتھی اسے ضرور مل جائے گا اور پھر ہمارا کام سیدھا ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”لیکن اسے میک براؤن کا کوئی ساتھی نہ ملا تو“...... جولیا نے کہا۔

”ملے گا۔ ضرور ملے گا۔ میں نے میک براؤن اور بگ ماسٹر کی باتیں سنی تھیں۔ اس نے میک براؤن سے کہا تھا کہ رہوڈس کو لے کر ڈی تھری کے آخری بس سٹاپ پر آ جاؤ۔ وہاں ایک آدمی آئے گا اور انہیں نئے ٹھکانے پر لے جائے گا۔ اس آدمی کا نام جیمز ہوگا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو وہاں صفدر کے ساتھ کسی اور کو رہوڈس بنا کر بھی بھیجا جا سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ رہوڈس کی ہلاکت کسی نہ کسی کی نظروں میں آ گئی ہو گی اس لئے صرف صفدر ہی میک براؤن بنے تو بہتر ہوگا“۔ عمران

نے کہا۔

''رہوڈس کے بارے میں جیمز کو میں کیا بتاؤں گا''...... صفدر نے پوچھا۔

''کوئی بھی کہانی گڑھ دینا۔ کیا مشکل ہے۔ کہہ دینا کہ فلیٹ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران گھس آئے تھے۔ تم کہیں چھپ گئے تھے اور رہوڈس نے ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور اس نے گرفتاری دینے کی بجائے باہر کھڑکی سے چھلانگ لگا دی جو ان کی ایجنسی کا اصول تھا۔ پھر تم نے چھپی ہوئی جگہ سے ایک دھویں کا بم بلاسٹ کیا جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بے ہوش ہو گئے یا ہلاک ہو گئے اور تم وہاں سے نکل گئے''...... عمران نے کہا۔

''دھویں کا بم۔ کیا اس کے پاس ایسا کوئی بم ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ وارڈ روب میں جدید اسلحہ اور ایسے بہت سے بم ہیں'' عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اگر صفدر کو تم نے میک اپ کر کے باہر بھیجنا تھا تو پھر تم نے میری تعریف کیوں کی تھی۔ مطلب میرے فلیٹ کی نگرانی والے آئیڈیے کو کیوں سراہا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''تم نے میک براؤن کے بارے میں بات کی تھی اور تمہارا خیال دلانے سے ہی مجھے بگ ماسٹر کی بات یاد آئی تھی''...... عمران

نے کہا اور پھر اس نے جیب سے وہ تصویریں نکالیں جو اسے میک براؤن کے بریف کیس سے ملی تھیں۔ اس نے دونوں تصویریں جولیا کی طرف بڑھا دیں۔

''کیا کروں ان کا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ان دونوں کے بارے میں معلوم کرو کہ یہ کون ہیں اور ان کا وائٹ سٹار سے کیا تعلق ہے۔ ان میں نوجوان لڑکے کی جو تصویر ہے اسے غور سے دیکھو۔ تصویر کے بیک گراؤنڈ میں ایک بڑی عمارت نظر آ رہی ہے جہاں بے شمار افراد ہیں۔ گو عمارت اور افراد دھندلے ہیں لیکن مجھے یہ کسی یونیورسٹی کی عمارت معلوم ہو رہی ہے۔ تم دارالحکومت کی یونیورسٹیوں کو چیک کرو اور جیسے ہی ان دونوں کے بارے میں کچھ پتہ چلے فوراً مجھے مطلع کرو۔ نجانے وائٹ سٹار ایجنسی پاکیشیا میں کیا مشن لے کر آئی ہے۔ ابھی تک ہمیں ان کے مشن کا ایک سرا تک نہیں ملا۔ ہمیں تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا ورنہ یہ لوگ اپنا کام کر جائیں گے اور ہم صرف لکیر پیٹتے رہ جائیں گے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جولیا کو مزید ہدایات دیں اور وہ سر ہلاتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔ میک براؤن کے بریف کیس میں میک اپ باکس بھی تھا۔ عمران نے میک اپ باکس نکالا اور اسے کھول کر صفدر کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

نیشنل یونیورسٹی کے عقب میں ایک بڑا سا احاطہ تھا جہاں ہ
ہلکی گھاس اگی ہوئی تھی۔ اس احاطے کے دوسری طرف ایک او
دیوار تھی۔ احاطے میں ٹوٹی ہوئی کرسیاں، میزیں اور پھٹی پ
کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ یہ احاطہ عام طور پر کاٹھ کباڑ رکھنے
لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس احاطے میں چونکہ چھت نہیں تھی اس
کاٹھ کباڑ کو بارش سے بچانے کے لئے پیراشوٹ کا بڑا سا ترپال
دیا گیا تھا جس سے احاطے میں دھوپ بھی نہیں آتی تھی۔

یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس نے اس احاطے کو ایک علیحدہ عیاشی کا
بنا رکھا تھا۔ انہوں نے فرنیچر اٹھا کر دیوار کے ساتھ لگا کر اوپر
جوڑ دیا تھا اور احاطے کا بڑا حصہ اپنے اٹھنے بیٹھنے کے لئے صاف
کرلیا تھا۔ یونیورسٹی کے بعض سٹوڈنٹس یہاں جمع ہوتے تھے اور ا
الگ تھلگ جگہ پر سگریٹ، منشیات اور شراب کا کھلا استعمال کر

یہ جگہ چونکہ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے لیڈر تبریز
اپنے قبضے میں لے رکھی تھی اس لئے اس طرف اس کی اجازت
بغیر یونیورسٹی کا کوئی پروفیسر، لیکچرار یا یونیورسٹی کا ڈین تک آنے
ہمت نہیں کرتا تھا۔

اس وقت بھی احاطے میں بیس سے زائد سٹوڈنٹس وہاں موجود
جنہیں لیکچر اور پڑھائی سے کوئی مطلب نہ تھا۔ وہ یونیورسٹی میں
ف انجوائے کرنے کے لئے آتے تھے۔ خوب ہلا گلا مچانے کے
ھ ساتھ وہ یہاں شراب نوشی بھی کرتے تھے۔ منشیات کا بھی
مال کرتے تھے اور جواء بھی کھیلتے تھے۔ اس وقت سٹوڈنٹس جن
لڑکیاں بھی تھیں دو دو تین تین گروپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔
کے سامنے منی حقے رکھے ہوئے تھے جن کی نالیاں کبھی لڑکوں
پاس ہوتی تھیں اور کبھی لڑکیوں کے پاس۔ احاطہ مختلف قسم کے
روں کی خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔ وہ سب ہنسی مذاق کرنے
ساتھ ساتھ تاش بھی کھیل رہے تھے اور شیشے سے بھی لطف
ز ہو رہے تھے۔

احاطے کے گرد چار نوجوان نہایت چوکنے انداز میں کھڑے
ے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھاری ریوالور اور پسٹلز دکھائی
ے رہے تھے۔ وہ یہاں احاطے کی نگرانی پر مامور تھے۔ سامنے
لکڑی کا بڑا سا تختہ پڑا ہوا تھا جس کی دوسری طرف ایک لکڑی
کرسی تھی۔ کرسی پر تبریز نہایت اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا

تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں تختے پر تھیں اور وہ کرسی پر تقریباً نیم دراز نظر آ رہا تھا۔ تبریز کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا اور اس کا منہ جگالی کرنے کے انداز میں مسلسل چل رہا تھا۔ اس کے عقب میں ایک نوجوان کھڑا تھا جو اس کے کاندھے دبا رہا تھا۔ اسی لمحے یونیورسٹی سے آنے والے راستے سے ایک نوجوان بھاگتا ہوا اس طرف آ گیا۔ اس کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر تبریز کے ساتھ وہاں موجود تمام افراد چونک پڑے۔ پھر ایک دبلے پتلے نوجوان کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئے۔ دبلا پتلا نوجوان آفاق تھا جو تبریز کا مخبر تھا اور یونیورسٹی میں ہونے والی تمام سرگرمیوں سے اسے آگاہ رکھتا تھا۔

''تبریز بھائی۔ تبریز بھائی''...... آفاق نے تبریز کو دیکھ کر دور سے ہی چلانا شروع کر دیا۔

''کیا بات ہے۔ اس طرح چلا کیوں رہے ہو۔ کیا آفت آ گئی ہے''...... اس کے قریب آنے پر تبریز نے منہ بنا کر کہا۔

''تبریز بھائی۔ وہ۔ وہ''...... آفاق نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔ بھاگ کر آنے کی وجہ سے اس کا سانس بری طرح سے پھول گیا تھا اس لئے اس سے ٹھیک سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

''کیا وہ۔ وہ۔ کیا ہوا ہے۔ اس طرح پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے کیوں آئے ہو''...... تبریز نے منہ بنا کر کہا۔

''تت۔ تت۔ تبریز بھائی۔ وہ آئی تھی۔ لیکن اسے کچھ لوگ اٹھا

کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... آفاق نے کہا تو تبریز چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے آفاق کی باتیں سمجھ میں نہ آئی ہوں۔

''کون وہ۔ کس کی بات کر رہے ہو''...... تبریز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ۔ آپ کی فرینڈ۔ مس نبیلہ''...... آفاق نے اٹک اٹک کر کہا تو تبریز ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''نبیلہ۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے اسے۔ جلدی بتاؤ۔ کیا کہہ رہے ہو اس کے بارے میں۔ بولو۔ جلدی''...... تبریز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تبریز بھائی۔ مس نبیلہ چار باڈی گارڈز کے ساتھ یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس آئی تھی کہ اچانک گیٹ کے باہر درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے چار سیاہ پوش نکلے اور انہوں نے خاموش گنوں سے باڈی گارڈز کو وہیں نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے آگے آئے اور انہوں نے مس نبیلہ کو زبردستی پکڑ لیا۔ اس لمحے سائیڈ کی سڑک سے ایک بند باڈی کی وین آ کر ان کے پاس رکی اور وہ مس نبیلہ کو اس وین میں ڈال کر لے گئے''۔ آفاق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو تبریز کا رنگ یکلخت زرد ہو گیا۔

''نبیلہ کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کون لوگ تھے

وہ۔ کیا تم نے انہیں دیکھا تھا“...... تبریز نے غصے سے کہا۔

”ن۔ ن۔ نہیں تبریز بھائی۔ انہوں نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھے تھے۔ ان کی آنکھوں پر سن گلاسز بھی تھے“۔ آفاق نے فوراً کہا۔

”تم کہاں گئے تھے اور گیٹ کے باہر موجود سیکورٹی والوں نے انہیں روکا کیوں نہیں“...... تبریز نے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

”گیٹ پر دو مسلح محافظ تھے۔ ان سیاہ پوشوں نے ان دونوں کو بھی گولیاں مار دی تھیں۔ گیٹ کے پاس دو محافظوں اور نبیلہ کے چار باڈی گارڈز کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں اتفاق سے گیٹ سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے“...... آفاق نے کہا تو تبریز نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرانے لگا۔

”تم نے دیکھا تو تم نبیلہ کی مدد کے لئے آگے کیوں نہیں گئے تھے“...... تبریز نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ۔ تت۔ تت۔ تبریز بھائی۔ وہ چاروں مسلح تھے۔ انہوں نے گیٹ کی طرف بھی چند فائر کئے تھے۔ گیٹ کے پاس اور سٹوڈنٹس بھی تھے۔ انہیں فائرنگ کرتے دیکھ کر وہ سب دبک گئے تھے“...... آفاق نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”اور ان دبکنے والوں میں تم بھی تھے۔ کیوں“...... تبریز نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں۔ میں“...... آفاق نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تم سب نکمے، ڈفر اور نانسنس ہو۔ تمہارے سامنے چار افراد ایک لڑکی کو اٹھا کر لے گئے اور تم سوائے تماشہ دیکھنے کے اور کچھ نہیں کر سکے۔ دل تو چاہتا ہے کہ ریوالور نکال کر ساری کی ساری گولیاں تمہارے سر میں اتار دوں“...... تبریز نے اسے جھٹکے سے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ تنک منک سا آفاق جھٹکا کھا کر نیچے گرا۔ اس کا جسم اس بری طرح سے لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو۔ تبریز غصے سے جبڑے بھینچ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ پھر اس نے کمر کی بیلٹ میں اڑسا ہوا اپنا مخصوص ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اسے غصے اور اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہاں موجود تمام سٹوڈنٹس بوکھلا گئے تھے اور فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

”کیا نمبر تھا اس وین کا۔ کون سا ماڈل تھا اور وہ کس طرف گئی ہے“...... تبریز نے آفاق کی طرف مڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ ڈاٹسن وین تھی تبریز بھائی۔ اس پر کوئی نمبر پلیٹ نہیں تھی اور وہ مین سڑک کی طرف گئی ہے“...... آفاق نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ تبریز کے سامنے اس میں اٹھ کر کھڑا ہونے کی ہمت نہیں

ہو رہی تھی۔

"شیرازی"...... تبریز نے سائیڈ پر کھڑے ایک نوجوان کو آواز دی۔

"حکم تبریز بھائی"...... اس نوجوان نے تیز تیز چلتے ہوئے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"گاڑی نکالو۔ ہم اس وین کے پیچھے جائیں گے۔ وہ لوگ نبیلہ کو لے کر ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے"...... تبریز نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی تبریز بھائی"...... شیرازی نے کہا۔

"اور سنو۔ کار عقبی طرف لانا۔ عقب سے ہم شارٹ کٹ سے مین سڑک کی طرف جائیں گے"...... تبریز نے کہا تو شیرازی اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے ایک طرف بھاگ گیا۔

"تم جا کر رانا، مہتاب، عباسی اور جمشید کو بلاؤ۔ ان سے کہنا کہ وہ بھاری اسلحہ ساتھ لائیں۔ ہمیں ایک مشن پر جانا ہے۔ جاؤ جلدی"...... تبریز نے آفاق سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا تو آفاق تیزی سے اٹھا اور یوں دوڑتا چلا گیا جیسے اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت آ جائے گی۔

"میں بھی چلوں آپ کے ساتھ بھائی"...... ایک نوجون نے آگے بڑھ کر تبریز سے کہا۔

"نہیں۔ تم یہاں کا انتظام سنبھالو۔ ان سب کو یہاں سے بھگا

دو۔ مین گیٹ پر لاشیں ہیں اس لئے یہاں پولیس آئے گی۔ پولیس کے آنے سے پہلے یہاں کا سارا ماحول بدل جانا چاہئے"...... تبریز نے اسی انداز میں کہا اور ریوالور دوبارہ بیلٹ میں پھنسا کر تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ فورڈ جیپ میں اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ اڑا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر شیرازی تھا جبکہ ساتھ والی سیٹ پر تبریز اور عقبی سیٹوں پر چار لمبے تڑنگے اور لڑاکا ٹائپ کے نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیز نظروں سے سڑک کے دونوں کناروں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کون ہو سکتے ہیں وہ لوگ اور وہ نبیلہ کو کہاں لے جا سکتے ہیں"...... تبریز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ شدید پریشانی سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں جہاں عام ٹریفک آ جا رہی تھی لیکن اس کی نظریں بند باڈی کی اس وین کو تلاش کر رہی تھیں جس پر نمبر پلیٹ نہیں تھی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو تبریز نے جھلائے ہوئے انداز میں جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین پر نمبر دیکھے بغیر کال رسیونگ کا بٹن آن کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"کیا ہے"...... تبریز نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت۔ تت۔ تبریز بھائی۔ آفاق بول رہا ہوں"...... دوسری

طرف سے آفاق کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... تبریز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تبریز بھائی۔ میں آپ کو ایک بات بتانا بھول گیا تھا"۔ دوسری طرف سے آفاق نے کہا۔

"کون سی بات"...... تبریز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب سیاہ پوش مس نبیلہ کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے تو میں نے درختوں کے جھنڈ سے رونی کو موٹر بائیک پر ان کے پیچھے جاتے دیکھا تھا۔ آپ رونی سے بات کر لیں۔ اسے ضرور معلوم ہو گا کہ وہ لوگ مس نبیلہ کو کہاں لے گئے ہیں"...... آفاق نے کہا۔

"کون رونی۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... تبریز نے چونک کر کہا۔

"وہ میں رونیل کی بات کر رہا ہوں۔ رونیل ڈیسوزا جو مس نبیلہ کی کلاس کا ہی سٹوڈنٹ ہے"...... آفاق نے کہا۔

"اس کا سیل نمبر ہے تمہارے پاس"...... تبریز نے پوچھا۔

"ن۔ن۔نہیں تبریز بھائی۔ اگر آپ کہیں تو میں ابھی کسی سے معلوم کر کے آپ کو بتا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے آفاق نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ"...... تبریز نے کہا اور سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

"شیرازی۔ تمہارے پاس رونیل ڈیسوزا کا نمبر ہے"...... تبریز نے شیرازی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی تبریز بھائی۔ میرے سیل فون میں ہے"...... شیرازی نے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اپنا سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں"...... تبریز نے آفاق سے کہا اور سیل فون کا بٹن پریس کر کے کال بند کر کے اپنا سیل فون اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے شیرازی کا سیل فون لیا اور اس کی سکرین آن کر کے فون بک اوپن کر لی۔

"کس نام سے اس کا نمبر فیڈ ہے"...... تبریز نے اس سے پوچھا۔

"رونی کے نام سے"...... شیرازی نے جواب دیا اور تبریز نے کی پیڈ سے آر پریس کیا تو آر سے شروع ہونے والے تمام نام اس کے سامنے آ گئے۔ تبریز نے رونی کا نام سلیکٹ کیا اور کالنگ بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پر کالنگ میسج ڈسپلے ہونے لگا تو تبریز نے سیل فون فوراً کان سے لگا لیا۔ چند ہی لمحوں میں دوسری طرف سے اس کی کال رسیو کر لی گئی۔

"یس۔ کون"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔ آواز میں بے پناہ گھبراہٹ اور تشویش کا عنصر تھا۔

"میں تبریز بول رہا ہوں"...... تبریز نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تبریز بھائی آپ۔ میں رونی ہوں"...... دوسری طرف سے رونی نے اس کی آواز پہچان کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو"...... تبریز نے پوچھا۔

"میں اس وقت اولڈ فورٹ کی طرف جانے والی سڑک پر ہوں۔ آپ کو شاید معلوم ہو گیا ہوگا کہ کچھ لوگوں نے مس نبیلہ کو اغوا کر لیا ہے۔ میں اس وقت یونیورسٹی سے باہر درختوں میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ میں نے اور عائشہ نے ان سیاہ پوشوں کو مس نبیلہ کو لے جاتے دیکھا تو میں نے عائشہ کو وہیں چھوڑا اور ان لوگوں کے پیچھے آ گیا۔ وہ ڈاٹسن وین میں ہیں اور میں ان کا اپنی موٹرسائیکل پر تعاقب کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ نبیلہ کو اولڈ فورٹ کی طرف لے جا رہے ہیں"...... تبریز نے پوچھا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے بھائی۔ اوہ"...... دوسری طرف سے رونی نے کہا اور پھر اس کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا"...... تبریز نے پوچھا۔

"وہ لوگ اولڈ فورٹ کی طرف جانے کی بجائے رنگ روڈ کی طرف مڑ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان لوگوں کو پتہ تو نہیں چل گیا کہ تم ان کے پیچھے ہو"۔ تبریز نے پوچھا۔

"نہیں بھائی۔ میں مناسب فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کر رہا ہوں۔ یہاں ٹریفک بھی ہے اس لئے انہیں آسانی سے پتہ نہیں چل سکتا کہ کوئی ان کے تعاقب میں ہے"...... دوسری طرف سے

رونی نے جواب دیا۔ اس نے شاید ہینڈ سیٹ کے ساتھ ہیڈ فون لگا رکھا تھا اس لئے وہ اطمینان سے تبریز سے بات کر رہا تھا۔

"اوکے۔ تم ان کا تعاقب جاری رکھو۔ میں اپنے ساتھی لے کر آ رہا ہوں۔ ہمیں ان اغوا کاروں سے ہر حال میں نبیلہ کو آزاد کرانا ہے"...... تبریز نے کہا۔

"ٹھیک ہے تبریز بھائی۔ وہ جہاں جا کر رکیں گے میں آپ کو فوراً کال کروں گا"...... دوسری طرف سے رونی نے جواب دیا۔

"میرا نمبر ہے تمہارے پاس"...... تبریز نے پوچھا۔

"جی بھائی۔ آپ بے فکر رہیں"...... رونی نے کہا تو تبریز نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"رنگ روڈ کی طرف چلو"...... تبریز نے کہا تو شیرازی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تیز رفتاری سے جیپ دوڑا رہا تھا۔ مختلف راستوں سے گزرتا ہوا وہ رنگ روڈ کی طرف آیا تو اچانک تبریز کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تبریز نے سیل فون جیب سے نکال کر پہلے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

"یس۔ تبریز سپیکنگ"...... اس نے کال آن کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"رونی بول رہا ہوں بھائی"...... دوسری طرف سے رونی کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو"...... تبریز نے کہا۔

"وہ آر بلاک کی ستائیں نمبر کوٹھی میں گئے ہیں بھائی۔ کوٹھی نئی، بڑی اور فرنشڈ ہے"...... دوسری طرف سے رونی نے کہا۔

"تم کہاں ہو"...... تبریز نے پوچھا۔

"میں آگے جا کر ایک گلی میں رکا ہوا ہوں۔ میں گلی کے کارنر سے اس کوٹھی پر نگاہ رکھ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رونی نے کہا۔

"اوکے۔ ہم پہنچ رہے ہیں"...... تبریز نے کہا اور اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر اس نے شیرازی کو آر بلاک کی طرف چلنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر میں وہ اس گلی میں تھے جہاں ایک نوجوان موٹر بائیک کے پاس کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ جیپ دیکھتے ہی وہ تیر کی طرح ان کی طرف بڑھا۔ تبریز فوراً جیپ سے باہر آ گیا تھا۔

"سلام تبریز بھائی"...... آنے والے نوجوان نے اسے مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"سلام۔ کیا وہ ابھی کوٹھی میں ہی ہیں"...... تبریز نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"جی تبریز بھائی۔ کوٹھی کے اندر سے تو کوئی نہیں نکلا البتہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دو بڑی گاڑیاں اندر گئی ہیں۔ ان میں کم از کم آٹھ دس افراد تھے"...... رونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ان کا تو اچھا خاصا گروپ معلوم ہوتا ہے"...... تبریز نے

کہا۔

"ہاں بھائی۔ وہ سب مسلح تھے۔ ہماری تعداد ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے تو آپ کو اور آدمی بلانے ہوں گے"...... رونی نے کہا۔

"اور آدمی بلانے میں وقت لگے گا۔ وہ لوگ نبیلہ کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ ان کے لئے ہم ہی کافی ہیں۔ جو کرنا ہے ہمیں ہی کرنا ہے۔ کیا تم اسلحہ چلا سکتے ہو"...... تبریز نے پوچھا۔

"جی بھائی۔ لیکن اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے"...... رونی نے جواب دیا۔

"شیرازی۔ اسے مشین پسٹل اور فالتو میگزین دے دو۔ ہم ابھی اور اسی وقت کوٹھی پر ریڈ کریں گے۔ اندر جو بھی ہو گا ہم اسے ختم کر دیں گے۔ تم سب بھی اپنا اسلحہ لے لو۔ ہمیں پوری طاقت سے حملہ کرنا ہو گا تاکہ انہیں سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے۔ لیکن اس بات کا دھیان رہے کہ اندر نبیلہ بھی ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ سمجھے تم"...... تبریز نے کہا۔

"جی بھائی"...... ان سب نے ایک ساتھ کہا اور پھر انہوں نے اپنا اسلحہ نکال لیا۔

"تم دونوں فرنٹ کی طرف سے جاؤ۔ شیرازی اور رونی تم بیک کی طرف سے اندر جانے کی کوشش کرو۔ میں اور عالم ساتھ والی کوٹھی سے اندر جائیں گے۔ اندر جا کر تمہیں بے دریغ اسلحہ استعمال

کرنا پڑے تو کرنا۔ مجھے ہر حال میں نبیلہ چاہئے اور وہ بھی
زندہ''...... تبریز نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب سر ہلا کر تیزی سے
دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے۔

''آؤ''...... تبریز نے اپنے ساتھ کھڑے نوجوان عالم سے کہا
اور وہ دونوں گلی سے نکل کر تیز تیز چلتے ہوئے چھبیس نمبر والی کوٹھی
کے پاس آ گئے۔ یہ کوٹھی ابھی زیر تعمیر تھی۔ اس کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔
دونوں تیزی سے اندر آ گئے۔ جیسے ہی وہ اندر آئے کوٹھی کا چوکیدار
انہیں دیکھ کر چونک پڑا جو سائیکل لے کر گیٹ سے باہر آ رہا تھا۔

''ارے۔ ارے۔ کون ہو تم اور اس طرح اندر کیوں گھسے
رہے ہو''...... چوکیدار نے سائیکل روک کر انہیں حیرت سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

''اسے ہاف آف کر دو''...... تبریز نے اپنے ساتھی سے کہا تو
عالم تیزی سے چوکیدار کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ
سمجھتا عالم کا ہتھوڑا نما مکا اس کی کنپٹی پر پڑا اور چوکیدار ہلکی سی چیخ
مار کر سائیکل سمیت الٹتا چلا گیا۔ اس نے زمین پر گر کر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن اسی لمحے تبریز کی ٹانگ چلی اور وہ وہیں گر کر
ساکت ہو گیا۔ تبریز نے اس کے سر پر بوٹ کی ٹو ماری تھی۔ اندر
کر تبریز نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بڑھنے
لگا۔

''اس طرف آؤ''...... تبریز نے کہا تو عالم اس کے پیچھے ہو لیا

اس طرف چھت پر جانے والی سیڑھیاں تھیں۔ وہ تیز تیز چلتے
ہوئے سیڑھیوں کی طرف آئے اور سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ اوپر
چھت تھی جس کا ایک کنارہ ستائیں نمبر کوٹھی کی طرف تھا۔ وہ
دونوں تیزی سے اس کنارے کی طرف لپکے۔ کنارے کے قریب جا
کر وہ دونوں فوراً چھت پر لیٹ گئے۔ دونوں کے ہاتھوں میں گنیں
تھیں۔ لیٹ کر وہ نہایت محتاط انداز میں کرالنگ کرتے ہوئے
آگے بڑھنے لگے۔ کنارے کے قریب آ کر تبریز نے سر اٹھا کر
دیکھا تو اسے دوسری طرف کوٹھی کا بڑا سا لان دکھائی دیا۔ وہاں کوئی
نہیں تھا۔ البتہ سامنے پورچ میں تین کاریں اور ایک بند باڈی والی
وین ضرور کھڑی تھی۔ اس وین کو دیکھ کر تبریز سمجھ گیا کہ یہ وہی وین
ہے جس میں نبیلہ کو لایا گیا ہے۔

''یہاں تو کوئی نہیں ہے''...... عالم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا۔

''وہ اندر ہوں گے۔ ہمارے لئے موقع اچھا ہے۔ چلو اندر کود
جاؤ''...... تبریز نے کہا۔

''بھائی۔ اندر جا کر ہم خطرے میں آ سکتے ہیں۔ کیوں نہ ہم ان
لوگوں کو اندر سے باہر نکال لیں۔ جیسے ہی وہ باہر آئیں گے ہم ان
پر فائرنگ کر دیں گے''...... عالم نے کہا۔

''مطلب''...... تبریز نے پوچھا۔

''میرے پاس ایک ہینڈ گرینڈ ہے۔ میں اسے سامنے والی

دیوار پر مارتا ہوں۔ دھماکے سے دیوار اڑ جائے گی۔ دھماکے کی آواز سن کر وہ لوگ باہر آئیں گے اور ہم انہیں فوراً ہلاک کر دیں گے اور پھر دوسری طرف کود جائیں گے۔ اندر اور افراد ہوئے تو ہم انہیں بھی ہلاک کر دیں گے اور اگر ہمیں مس نبیلہ کو لے کر تیزی سے یہاں سے نکلنا پڑا تو یہ ٹوٹی ہوئی دیوار ہمارے کام آئے گی۔ ہم اسے یہاں سے لے کر نکل جائیں گے''...... عالم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مارو بم''...... تبریز نے کہا تو عالم نے فوراً جیب سے ہینڈ گرنیڈ نکالا اور اس کا سیفٹی پن دانتوں سے کھینچ کر پوری قوت سے دائیں طرف موجود دیوار پر مار دیا۔ بم پھینکتے ہی ان دونوں نے سر نیچے کر لئے۔ اسی لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور دیوار کے ٹکڑے اڑ گئے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ جس چھت پر موجود تھے انہیں چھت بری طرح سے لرزتی ہوئی محسوس ہوئی۔ جیسے ہی دھماکہ ہوا اچانک انہوں نے عمارت کی دوسری طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنیں۔ اسی لمحے سامنے والا دروازہ کھلا اور اچانک وہاں سے دو سیاہ پوش مشین گنیں لئے باہر آ گئے۔ باہر آتے ہی انہوں نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ سیاہ پوشوں کو دیکھتے ہی تبریز اور عالم نے سر پیچھے کر لئے۔

''لگتا ہے تمہاری ترکیب کام کر گئی ہے۔ چوہے بلوں سے باہر نکل رہے ہیں''...... تبریز نے کہا تو عالم مسکرا دیا۔ تبریز نے ذرا سا سر اٹھایا تو اسے لان میں چھ سیاہ پوش دکھائی دیئے اور وہ زمین پر

رینگتے ہوئے مسلسل اس طرف فائرنگ کر رہے تھے جہاں سے دیوار ٹوٹی تھی۔

''اوکے۔ اڑا دو انہیں''...... تبریز نے مشین پسٹل سیدھا کرتے ہوئے کہا تو عالم نے بھی مشین پسٹل ان سیاہ پوشوں کی طرف کر دیا۔ یہ دونوں چونکہ بلندی پر تھے اور سیاہ پوش لان میں موجود تھے اس لئے وہ ان کے نشانے پر تھے۔ سیاہ پوشوں کی پوری توجہ ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف تھی جیسے انہیں شک ہو کہ دیوار باہر سے بم مار کر اڑائی گئی ہو اور حملہ آور دوسری طرف موجود ہوں جنہیں وہ اندر آنے سے روکنے کے لئے فائرنگ کر رہے تھے۔ اسی لمحے تبریز کے ریوالور اور عالم کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور چھ کے چھ سیاہ پوش چیختے ہوئے الٹ کر گر گئے اور تڑپ تڑپ کر وہیں ساکت ہو گئے۔

''دوسرا بم نکالو۔ جلدی''...... تبریز نے کہا۔

''میرے پاس ایک ہی بم تھا بھائی''...... عالم نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایک بم سے کیا ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں ہر طرح سے تیار ہو کر آنے کا حکم دیا تھا۔ نانسنس''...... تبریز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری بھائی''...... تبریز کا غصہ دیکھ کر عالم نے سہم کر کہا۔

''جلدی جلدی'' نیچے کودو۔ اس سے پہلے کہ باہر اور کوئی نکلے ہمیں

تیزی سے اندر جانا ہوگا''...... تبریز نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور پھر وہ رکے بغیر فوراً نیچے کود گیا۔ نیچے کودتے ہی اس نے پیرا ٹروپنگ کے انداز میں قلابازی کھائی اور پیروں کے بل زمین پر آ گیا۔ جیسے ہی اس کے پیر زمین پر لگے وہ فوراً پہلو کے بل گرا اور گھومتا ہوا ایک سیاہ پوش کی لاش کے نزدیک آ گیا۔ اس نے سیاہ پوش کی گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور اٹھ کر خرگوشوں کی طرح نہایت تیزی سے اس دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا جہاں سے سیاہ پوش نکل کر باہر آئے تھے۔ چند ہی لمحوں میں وہ دروازے کے پاس پہنچ گیا اور اس نے دروازے کی سائیڈ کی دیوار سے کمر لگا لی۔ اسی لمحے عالم بھی چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا اور وہ بھی خرگوشوں کی طرح دوڑتا ہوا اس طرف آ گیا اور دروازے کی دوسری سائیڈ سے لگ گیا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ تبریز کان لگائے اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر تبریز نے عالم کو اشارہ کیا تو عالم مشین پسٹل لئے اچھل کر یکلخت دروازے کے سامنے آ گیا۔ اس کی انگلی ٹریگر پر تھی۔ وہ تیار تھا۔ اگر دوسری طرف کوئی ہوتا تو وہ فوراً فائرنگ کر دیتا لیکن راہداری خالی تھی۔ اس نے تبریز کو اشارہ کیا تو وہ بھی سیدھا ہو گیا۔ احتیاط کے پیش نظر دونوں ایک لمحے کے لئے وہیں رکے اور پھر دونوں راہداری کی سائیڈ کی دیواروں سے لگ گئے اور گنیں دوسری طرف

کئے نہایت احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔ راہداری کے اختتام پر ایک بڑا ہال تھا۔ ہال بڑے ٹی وی لاؤنج کے طور پر سجا ہوا تھا۔ دائیں بائیں برآمدے نما راستے تھے جن کے دوسری طرف کمرے تھے۔ دونوں تیزی سے ہال کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے انہیں ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں ٹھٹھک گئے۔ راہداری کے دائیں طرف سیڑھیاں تھیں جو اوپر والی منزل کی طرف جا رہی تھیں۔ ان سیڑھیوں سے آواز آئی تھی۔ تبریز اور عالم فوراً نیچے جھک گئے۔ ان کے کان سیڑھیوں کی طرف لگے ہوئے تھے لیکن دوسری بار انہیں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

تبریز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے عالم کو اشارہ کیا تو عالم سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اچھلا اور اس نے خود کو دائیں طرف پہلو کے بل گرایا اور ہال کے چکنے فرش پر تیزی سے گھسٹتا چلا گیا۔ اس نے مشین پسٹل کا رخ سیڑھیوں کی طرف کر رکھا تھا۔ زمین پر گرتے اور گھسٹتے ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی اور تبریز نے کسی کے سیڑھیوں پر مسلسل گرنے کی آوازیں سنیں اور پھر اچانک اس کے سامنے ایک سیاہ پوش آ گرا۔ ادھر عالم نے فائرنگ کرتے ہی خود کو سنبھالا اور بری طرح سے تڑپ کر اٹھا اور ایک لمحے سے کم وقفے میں سامنے صوفوں کی طرف کود گیا۔ ابھی وہ صوفے کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ اوپر سے فائرنگ ہوئی اور تبریز نے ہوا میں اچھلے ہوئے عالم کے

جسم کے مختلف حصوں سے خون کے چھینٹے سے اڑتے ہوئے دیکھے اور دوسرے لمحے عالم دھب سے صوفے کے قریب گر گیا۔

اوپر سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی اور عالم کا تڑپتا ہوا جسم بری طرح سے اچھل رہا تھا۔ عالم ہٹ ہو گیا تھا۔ اسے خون میں لت پت دیکھ کر تبریز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے اسے عقب سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پھر اس نے فوراً اپنے منہ پر انگلی رکھ دی۔ دروازے سے اس کے ساتھی اندر آ رہے تھے۔ اس نے منہ پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کا اشارہ دیکھ کر اس کے ساتھی وہیں رک گئے اور دیوار کے ساتھ لگ کر چلتے ہوئے اس کے قریب آ گئے۔ تبریز نے انہیں اشارے سے بتایا کہ وہ دائیں طرف سیڑھیاں ہیں جہاں کوئی مسلح آدمی موجود ہے۔ اس نے انہیں عالم کی ہلاکت کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ عالم کی لاش سامنے پڑی تھی جسے دیکھ کر اس کے ساتھی دم بخود رہ گئے۔

اچانک تبریز نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا سیل فون نکالا اور پھر اس نے سیل فون سامنے موجود صوفوں کی طرف اچھال دیا۔ سیل فون جیسے ہی صوفے پر گرا اسی لمحے اس طرف گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ تبریز گولیوں کی بوچھاڑ ہوتے ہی دیوار کی آڑ سے نکلا اور اس کی مشین گن سے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے اندھا دھند سیڑھیوں پر فائرنگ کر دی۔ سیڑھیوں کے بیچوں بیچ ایک سیاہ پوش کھڑا تھا

تبریز کا برسٹ اسے لگا اور وہ بری طرح سے چیختا ہوا سیڑھیوں پر گرا اور نیچے گرتا چلا گیا۔ تبریز مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ سیڑھیوں کے سٹیپس کے ٹکڑے اڑ رہے تھے۔ اس ایک سیاہ پوش کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ تبریز اوپر موجود گیلری کی طرف دیکھنے لگا۔

''آ جاؤ''...... تبریز نے کہا تو وہ سب ہال میں آ گئے۔ ان کے پاس بھی مشین گنیں تھیں جو شاید انہوں نے سیاہ پوشوں کو ہلاک کر کے ان سے حاصل کی تھیں۔

''باہر کتنے افراد تھے''...... تبریز نے احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شیرازی سے پوچھا۔

''عقبی طرف تین افراد تھے جبکہ فرنٹ پر چار سیاہ پوش موجود تھے۔ ہم جیسے ہی اندر داخل ہوئے انہوں نے ہم پر فائرنگ کر دی تھی لیکن وہ ہمیں نشانہ نہ بنا سکے اور ہم نے انہیں ہلاک کر دیا''...... شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھی طرح سے جائزہ لینا تھا۔ باہر کوئی اور نہ موجود ہو''۔ تبریز نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں بھائی۔ میں نے جمشید کو باہر چھوڑ دیا ہے۔ وہ ایسی پوزیشن میں چھپا ہوا ہے کہ کوئی بھی اس طرف آیا تو وہ اسے آسانی سے نشانہ بنا سکتا ہے''...... شیرازی نے جواب دیا۔

''اوکے''...... تبریز نے کہا۔ وہ مسلسل سیڑھیاں چڑھتے جا رہے تھے۔ تبریز اور شیرازی کی نظریں اوپر تھیں جبکہ ان کے ساتھ

تیسرے نوجوان کی نظریں ہال پر تھیں۔ وہ ان کے پیچھے الٹے قدموں اوپر آ رہا تھا۔ ابھی وہ چند سیڑھیاں ہی چڑھ کر اوپر گئے ہوں گے کہ اچانک اوپر گیلری جہاں لکڑی کا جنگلا سا لگا ہوا تھا اس جنگلے میں سے ایک مشین گن کی نال نکلی اور اس نال سے شعلے سے نکلے اور تبریز کو اپنے کاندھوں اور پہلو میں گرم سلاخیں سی اترتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سیڑھی سے مڑا اور سیڑھیوں پر رول ہوتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا تھا۔ وہ دونوں بھی گولیوں کی زد میں آ گئے تھے اور تبریز کی طرح سیڑھیوں پر گرتے چلے گئے تھے۔

تبریز کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ اسے اپنے جسم میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بے اختیار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اٹھتے ہی وہ گر پڑتا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اسی لمحے اسے کسی کے تیز تیز سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں۔

''اوہ۔ یہ تو تبریز ہے۔ وہی تبریز جسے میک براؤن اور رہوڈس نے نبیلہ کو بہلا پھسلا کر لانے کے لئے ٹاسک دیا تھا''...... تبریز کو ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''تبریز۔ اوہ۔ تو یہ حملہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کیا تھا۔ لیکن یہ یہاں کیسے آ گیا''...... اسے دوسری آواز سنائی دی۔

''معلوم نہیں۔ میں تو اسے خود بھی یہاں دیکھ کر حیران

ہوں''...... پہلی آواز سنائی دی۔

''یہ ابھی زندہ ہے۔ اسے اٹھاؤ اور فوراً ایمرجنسی روم میں لے جاؤ۔ یہ ہمیں خود بتائے گا کہ یہ یہاں کیسے آیا تھا اور کیوں آیا تھا''...... دوسری آواز سنائی دی۔

''اس کی حالت بے حد خراب ہے۔ شاید ہی یہ بچ سکے''۔ پہلی آواز نے کہا۔

''کوشش کرو۔ یہ ہمارے کام کا آدمی ہے۔ اس کا بچنا بے حد ضروری ہے۔ لے چلو اسے اور سٹارمن، تم اپنے ساتھیوں کو لے کر باہر جاؤ۔ اگر ان کے مزید ساتھی نظر آئیں تو انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کرو۔ مجھے ہر صورت میں یہ پتہ چلانا ہے کہ یہ یہاں کیوں آئے تھے''...... دوسری آواز نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی تبریز کو اپنے دل و دماغ میں اندھیرا بھرتا محسوس ہوا۔ یہ اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ تبریز کو آخری لمحے تک بس یہی محسوس ہو رہا تھا کہ اب وہ روشنی کی کرن کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

دھماکے کی آواز سنتے ہی سلیمان نے اپنا جسم بری طرح سے سکیڑ لیا تھا اور وہ الماری کے ساتھ دیوار سے اس بری طرح سے لگ گیا تھا جیسے دیوار میں کوئی درز ہو تو وہ اس میں بھی سما جائے گا۔

"دیکھو۔ اچھی طرح سے اس کمرے کو دیکھو۔ وہ جاسوس خانساماں یہیں کہیں ہو گا۔ ان کمروں کے سوا وہ کہیں نہیں جا سکتا"...... سلیمان نے ایک تیز آواز سنی۔ جس الماری کی سائیڈ میں وہ چھپا ہوا تھا کمرے کا دروازہ اسی طرف تھا اس لئے دروازے سے داخل ہونے والے اسے اس وقت تک نہیں دیکھ سکتے تھے جب تک وہ کمرے میں نہ آ جاتے۔

"تم اس کمرے کا جائزہ لو، میں دوسرے کمرے میں جاتا ہوں"...... وہی آواز پھر سنائی دی اور پھر کوئی جیسے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اب سلیمان کو ہلکے ہلکے قدموں کی آوازیں سنائی

دے رہی تھیں جیسے کوئی نہایت احتیاط کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے آ رہا ہو۔ سلیمان دیوار چھوڑ کر الماری کی سائیڈ سے لگ گیا۔ اس کے کان ان قدموں کی آوازوں پر ہی لگے ہوئے تھے جو آہستہ آہستہ اس الماری کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔ قدموں کی آوازوں سے سلیمان نے بخوبی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہے اکیلا ہی ہے۔

اسی لمحے سلیمان کی نظریں زمین پر ایک سائے پر پڑیں جو مشین گن لئے نہایت دبے قدموں اس طرف آ رہا تھا۔ کمرے کا بلب دائیں طرف دیوار پر لگا ہوا تھا جس کی روشنی میں آنے والے کا سایہ اس سے پہلے ہی آگے آ گیا تھا۔ سلیمان سایہ دیکھ کر اور زیادہ الرٹ ہو گیا۔ سایہ جس انداز میں آگے بڑھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس الماری کی طرف ہی آ رہا ہے۔ سلیمان فوراً نیچے بیٹھ گیا اور اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر انگلیاں اس انداز میں موڑ لیں جیسے بھوکا درندہ اپنے شکار کو دبوچنے کے لئے پنجے پھیلا لیتا ہے۔ اسی لمحے سایہ اچھلا اور اچانک ایک سیاہ پوش اس کے سامنے آ گیا۔ اس سیاہ پوش کے خیال میں سلیمان اگر الماری کی سائیڈ میں ہوتا تو اسے کھڑا ہونا چاہئے تھا لیکن سلیمان تو نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے ہی سیاہ پوش سامنے آیا سلیمان اس پر کسی بھوکے چیتے کی طرح جھپٹ پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سیاہ پوش کی مشین گن پکڑ کر ایک طرف کی اور سر کی زور دار ٹکر سیاہ پوش کے

ناک پر مار دی۔ شدید تکلیف کی وجہ سے سیاہ پوش نے بے اختیار مشین گن چھوڑ دی اور مشین گن جیسے ہی سلیمان کے ہاتھ میں آئی اس نے مشین گن کا دستہ گھما کر سیاہ پوش کی کنپٹی پر مار دیا۔ اس بار سیاہ پوش کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور وہ الٹ کر گرتا چلا گیا۔

سلیمان نے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ سلیمان نے احتیاط کے طور پر مشین گن کا دستہ ایک بار پھر سیاہ پوش کے سر پر مارا اور چھلانگ لگا کر اڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی سائیڈ کی دیوار سے لگ کر اس نے باہر کی آوازیں سنیں۔ آوازیں کافی فاصلے سے آ رہی تھیں۔ سلیمان نے فوراً دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک کر دیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے دوبارہ سیاہ پوش کی طرف آ گیا جو بے ہوش ہو چکا تھا۔ سلیمان نے مشین گن ایک طرف رکھی اور سیاہ پوش کو دونوں ہاتھوں سے سیدھا کر لیا۔

اس سیاہ پوش کا قد کاٹھ تقریباً سلیمان جیسا ہی تھا۔ سلیمان نے فوراً اس کا سیاہ لباس اتارنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اپنا لباس اتار کر اسے پہنایا اور اس کا لباس خود پہن لیا اور پھر اس نے سیاہ پوش کے سینے پر چڑھ کر دونوں ہاتھ اس کی گردن پر رکھے اور پوری قوت سے اس کی گردن دبانے لگا۔ سانس رکتے ہی سیاہ پوش کو ہوش آ گیا لیکن ایک تو سلیمان اس کے سینے پر سوار تھا دوسرے وہ

پوری قوت سے اس کی گردن دبا رہا تھا۔ سیاہ پوش بری طرح سے تڑپنے لگا لیکن سلیمان نے اس وقت تک اس کی گردن نہ چھوڑی جب تک کہ وہ ساکت نہ ہو گیا۔ اس کے ساکت ہونے کے باوجود سلیمان نے اس کی گردن نہ چھوڑی تھی۔ پھر جب سلیمان کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ سیاہ پوش ہلاک ہو چکا ہے تو وہ اس کی گردن چھوڑ کر اس کے سینے سے اتر آیا اور پھر اس نے سیاہ پوش کی ٹانگیں پکڑیں اور اسے گھسیٹتا ہوا کمرے کے درمیان میں پڑے ہوئے بیڈ کی طرف لے گیا۔ اس نے سیاہ پوش کو بیڈ کے نیچے ڈالا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

سیاہ پوش کا لباس تو اس نے پہن لیا تھا لیکن اس کا نقاب چونکہ خون آلود تھا اس لئے سلیمان نے نقاب سر پر نہیں چڑھایا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر وہ نقاب لے کر کمرے کے اٹیچ باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے نقاب اچھی طرح دھویا اور پھر اسے اچھی طرح سے نچوڑ کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا۔ اب نقاب میں اس کا سر اور منہ مکمل طور پر چھپ گیا تھا۔ نقاب سے صرف اس کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ نقاب چونکہ سیاہ تھا اس لئے گیلا ہونے کے باوجود وہ گیلا نظر نہیں آ رہا تھا۔ نقاب پہن کر سلیمان باتھ روم سے باہر آ گیا۔ اس نے الماری کی طرف دیکھا جس پر شیشہ لگا ہوا تھا۔ شیشے کے پاس آ کر اس نے اپنے سراپے کا جائزہ لیا۔ وہ بالکل اس نقاب پوش جیسا معلوم ہو رہا تھا جسے اس نے گلا

دبا کر ہلاک کیا تھا۔

"ہونہہ۔ جاسوس خانساماں کو ڈھونڈنے چلے تھے۔ اب میں انہیں بتاؤں گا کہ جاسوس خانساماں کیا ہوتا ہے"...... سلیمان نے ہنکارہ بھر کر کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے سیاہ پوش کی مشین گن اٹھا لی۔ مشین گن لے کر وہ ایک بار پھر الماری کے پاس آ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ الماری میں مردانہ کپڑے بھرے ہوئے تھے۔ سلیمان الماری کے خانوں میں ہاتھ مارنے لگا۔ ایک خانے میں اسے مختلف اقسام کا اسلحہ دکھائی دیا۔ وہاں دو مشین گنیں، ایک مشین پسٹل اور ایک ریوالور تھا۔ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ سلیمان نے کچھ سوچ کر ریوالور اٹھایا اور اس کا میگزین کھول لیا۔ ریوالور لوڈڈ تھا۔ اس نے ریوالور اپنی قمیض کے نیچے بیلٹ میں اڑس لیا۔ پھر اس نے دوسرے خانوں کو چیک کیا تو اسے وہاں چھ پلاسٹک بم دکھائی دیئے۔ پلاسٹک بم دیکھ کر سلیمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ یہ پلاسٹک بم دیکھنے میں کھلونے نما معلوم ہوتے تھے مگر ان کی طاقت کسی بھی طرح سے ہینڈ گرنیڈ سے کم نہ تھی۔ ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن نکال کر پھینکا جاتا تھا جبکہ پلاسٹک بموں کو ایک بٹن دبا کر پھینکا جاتا تھا جس سے زبردست دھماکہ ہوتا تھا اور کنکریٹ جیسی مضبوط دیواریں بھی اڑ جاتی تھیں۔ پلاسٹک بموں کا سائز بھی عام بموں سے چھوٹا تھا۔

سلیمان نے چھ سات بم نکال کر اپنی مختلف جیبوں میں ڈال

لئے۔ پھر اس نے دوسرے خانوں میں دیکھا لیکن وہاں اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ وہ الماری کے پٹ بند کرنے ہی لگا تھا کہ اسے الماری کے ایک دروازے کے ایک پاکٹ میں باریک دھار والا خنجر دکھائی دیا۔ خنجر چمڑے کی پٹی میں اڑسا ہوا تھا۔ سلیمان نے پٹی اتاری اور پھر اس نے خنجر اپنی پنڈلی پر پٹی سمیت باندھ لیا۔ اسی لمحے اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو سلیمان چونک پڑا۔

"گونگے۔ تم نے دروازہ بند کیوں کیا ہے۔ جاسوس خانساماں ملا تمہیں"...... باہر سے تیز آواز سنائی دی۔ یہ اسی آدمی کی آواز تھی جو اس سیاہ پوش کو دوسرے کمرے میں جانے کا کہہ کر گیا تھا۔ گونگے کا سن کر سلیمان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ قدرت اس پر خود ہی مہربان ہو گئی تھی۔ ایک تو اس نے بروقت حملہ کر کے سیاہ پوش کو قابو میں کر لیا تھا اور دوسرا اس سیاہ پوش کا قد کاٹھ بھی سلیمان جیسا تھا۔ اب سلیمان کو اگر مشکل پیش آتی تو وہ اپنی آواز کی وجہ سے پھنس سکتا تھا۔ وہ کسی حد تک آوازیں بدل سکتا تھا لیکن چونکہ اس نے سیاہ پوش کی آواز سنی ہی نہیں تھی اس لئے وہ اس کی آواز میں کیسے بول سکتا تھا اور اب قدرت نے ایک بار پھر اس کی مدد کر دی تھی۔ باہر موجود شخص نے اسے گونگا کہہ کر پکارا تھا۔ گویا یہ سیاہ پوش گونگا تھا۔ سلیمان نے فوراً دروازے کی طرف دیکھا اور اس نے فوراً لاک کھول کر دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا ایک

سیاہ پوش مشین گن لے کر تیزی سے اندر آ گیا اور تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔

"دروازہ کیوں بند کیا تھا تم نے"...... سیاہ پوش نے سلیمان کی طرف مڑ کر تیز لہجے میں کہا اور سلیمان غوں غاں کر کے اسے باتھ روم کی طرف اشارہ کر کے بتانے لگا۔

"باتھ روم گئے تھے"...... سیاہ پوش نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس جاسوس خانساماں کا پتہ چلا"...... اس نے کہا تو سلیمان نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نجانے وہ کمبخت کہاں نکل گیا ہے۔ باس شدید غصے میں ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر وہ نہ ملا تو وہ ہم سب کو گولیاں مار دے گا"...... سیاہ پوش نے پریشان انداز میں کہا۔

"غوں۔ غوں۔ غاں۔ غاں"...... سلیمان نے اشارے سے کہا

"باہر چل کر اسے تلاش کریں۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ"...... سیاہ پوش نے کہا جیسے وہ سلیمان کا اشارہ سمجھ گیا ہو اور پھر وہ دونوں تیزی سے کمرے سے باہر آ گئے۔ باہر راہداری تھی جہاں دونوں سائیڈوں پر کمروں کے دروازے تھے۔ وہاں بے شمار سیاہ پوش کمروں میں جھانکتے پھر رہے تھے۔ سلیمان ان کے ساتھ جاسوس خانساماں کو تلاش کرنے میں شامل ہو گیا جو کہ وہ خود تھا۔ اچانک دیواروں پر لگے سپیکر آن ہوئے اور ان میں سے ایک تیز آواز سنائی

دینے لگی۔

"میں سکارٹی بول رہا ہوں۔ تم سب اس جاسوس خانساماں کی تلاش چھوڑو اور ہال نمبر سکس میں آ جاؤ۔ باس تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے"...... اس آواز کو سن کر سیاہ پوش چونک پڑے اور پھر وہ راہداری میں ایک طرف چل پڑے۔ سلیمان بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ وہ سب مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ایک بڑے تہہ خانے میں آ گئے۔

تہہ خانہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ البتہ تہہ خانے کی دیواریں شیشے کی بنی ہوئی تھیں۔ ان شیشوں میں وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ ہال میں آتے ہی سیاہ پوش مناسب فاصلہ رکھ کر قطاریں بنانے لگے۔ وہ بالکل اس انداز میں قطاریں بنا رہے تھے جیسے عام طور پر فوجی پریڈ کے لئے قطاریں بناتے ہیں۔ ہال میں سو سے زائد سیاہ پوش تھے۔ ان سب کے رخ سامنے کی طرف تھے اور شیشوں میں چاروں طرف ان کی قطاریں ہی قطاریں دکھائی دے رہی تھیں۔

سلیمان دائیں طرف تیسری قطار میں تیسرے نمبر پر کھڑا تھا۔ اسی لمحے اچانک سامنے زمین کا ایک حصہ کھلتا چلا گیا۔ زمین دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں بائیں سمٹتی جا رہی تھی۔ جیسے ہی خلاء پیدا ہوا، زمین کے نیچے سے ایک بڑا سا چبوترا نکل کر آہستہ آہستہ باہر آنا شروع ہو گیا۔ اس چبوترے پر گریگ کھڑا ہوا تھا۔ چبوترا زمین

سے نکل کر تقریباً تین فٹ اوپر رک گیا۔ گریگ کی نظریں قطاروں میں کھڑے سیاہ پوشوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کے کان میں بلیوٹوتھ ڈیوائس لگی ہوئی تھی جو شاید اس کی جیب میں موجود سیل فون سے منسلک تھی۔ وہ چبوترے پر چلتا ہوا آگے آیا اور لائنوں میں کھڑے سیاہ پوشوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

”تو تم لوگوں سے ابھی تک ایک عام خانساماں نہیں پکڑا گیا“...... اس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز پورے تہہ خانے میں گونج رہی تھی۔

”باس۔ ہم نے اسے ہر جگہ تلاش کیا ہے لیکن وہ تو ایسے غائب ہو گیا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ“...... پہلی رو میں کھڑے ایک سیاہ پوش نے کہا جو سب سے آگے کھڑا ہوا تھا۔

”ہونہہ۔ وہ ابھی اس عمارت میں ہی ہے۔ اس عمارت سے باہر جانے کا ایک ہی راستہ ہے جو بند ہے اور باہر مسلح افراد موجود ہیں۔ اگر وہ بیرونی دروازے کی طرف گیا ہوتا تو اب تک مارا جا چکا ہوتا۔ وہ بیرونی دروازے کی طرف نہیں گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہیں اس عمارت میں ہی ہے“...... گریگ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم نے ایک ایک کمرہ اور عمارت کی ہر جگہ چیک کی ہے۔ یہاں تک کہ گراؤنڈ فلور اور عمارت کی چھت بھی دیکھی ہے لیکن

وہاں اس کے قدموں کے نشان تک نہیں ہیں“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”تو کیا اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ہے۔ بولو۔ اس عمارت میں نہیں ہے تو وہ کہاں ہے۔ نانسنس۔ وہ ایک خانساماں ہے۔ صرف ایک خانساماں جو جاسوس بن کر تم سب کو چکمہ دے رہا ہے۔ تم نہیں جانتے وہ ایک ایسے شخص کا ساتھی ہے جسے اگر ہمارے اس ہیڈکوارٹر کا علم ہو گیا تو وہ آندھی اور طوفان بن کر یہاں آئے گا اور ہم سب کو اپنے ساتھ اڑا لے جائے گا۔ اس کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے۔ بے حد ضروری“...... گریگ نے کہا۔

”یس باس۔ ہم ایک بار پھر پوری عمارت کو چیک کرتے ہیں۔ اگر وہ عمارت میں ہے تو پھر وہ ہماری نظروں سے بچ نہیں سکے گا“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”اگر سے تمہاری کیا مراد ہے ڈیوس۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ جادوگر ہے اور جادو کے ذریعے اس عمارت سے نکل بھاگا ہے“...... گریگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں باس“...... اس سیاہ پوش نے ہکلاتے ہوئے کہا جسے ڈیوس کہہ کر پکارا گیا تھا۔

”وہ اسی عمارت میں ہے نانسنس۔ اس عمارت سے نکلنا اس کے بس کی بات نہیں ہے“...... گریگ نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”یس۔ یس باس“...... ڈیوس نے فوراً جواب دیا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ وہ تم سب میں موجود ہے اور یہاں اس ہال میں ہی ہے تو"...... اچانک گریگ نے کہا تو سلیمان بری طرح سے چونک پڑا۔

"یہاں۔ ہمارے درمیان۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈیوس نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔ گریگ کی بات سن کر وہاں موجود تمام افراد کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں دکھائی دینے لگی تھیں اور وہ بے اختیار ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔

"ہاں۔ وہ بہت چالاک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے تم میں سے کسی ایک کو ہلاک کر دیا ہو اور اس کا لباس پہن کر اور نقاب لگا کر تم میں شامل ہو گیا ہو"...... گریگ نے کہا۔

"لیکن باس"...... ڈیوس نے کچھ کہنا چاہا۔

"ایک منٹ۔ تم سب اپنا اپنا اسلحہ نیچے رکھ دو"...... گریگ نے کہا تو ہال میں موجود سب افراد اپنی مشین گنیں نیچے رکھنے لگے۔ سلیمان نے بھی ان کے دیکھا دیکھی مشین گن نیچے رکھ دی۔ اس کے ذہن میں یکلخت آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ وہ باس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا لیکن باس اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس کی چیتے جیسی تیز نظریں وہاں موجود ہر ایک شخص کو گھور رہی تھیں۔ ایک بار اس نے سلیمان کو بھی تیز نظروں سے دیکھا تھا۔ سلیمان نے فوراً خود کو نارمل کر لیا تو باس کی نظریں اس کے پیچھے

دوسرے سیاہ پوش پر گڑ گئیں۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم سب اپنے اپنے نقاب اتار دو"...... گریگ نے کہا تو سلیمان چونک کر رہ گیا۔ نقاب کے پیچھے ہی تو اس نے خود کو چھپا رکھا تھا کیونکہ وہ اس سیاہ پوش کا میک اپ نہیں کر سکا تھا جسے ہلاک کر کے اس نے اس کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اب اگر وہ نقاب اتار دیتا تو آسانی سے وہ ان کی نظروں میں آ جاتا۔ باس چبوترے سے اتر کر نیچے آ گیا اور پہلی رو کی طرف بڑھ گیا۔

"تم سب باری باری میرے سامنے نقاب اتارو گے۔ ڈیوس۔ پہلے تم نقاب اتارو"...... گریگ نے کہا تو ڈیوس نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے منہ سے نقاب کھینچ لیا۔ وہ غیر ملکی تھا۔ گریگ چند لمحے غور سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا اور پھر وہ سر ہلا کر دوسرے نقاب پوش کے پاس آ گیا۔ دوسرے نقاب پوش نے اس کے کہنے سے پہلے ہی نقاب اتار دیا۔ اسی طرح قریب جانے پر تیسرے نقاب پوش نے بھی اپنا نقاب اتار لیا۔ گریگ قدم بہ قدم آگے بڑھتا رہا اور نقاب پوش اپنے نقاب اتار کر اسے اپنے چہرے دکھاتے رہے۔ ایک رو میں دس افراد کھڑے تھے۔ گریگ نے ان سب کو بغور دیکھا اور دوسری رو میں آ گیا۔ دوسری رو کے افراد نے بھی نقاب اتارنا شروع کر دیئے۔

گریگ جس ترتیب سے سیاہ پوش افراد کی طرف جا رہا تھا اس ترتیب سے سلیمان کا نمبر تیسواں تھا۔ گریگ اٹھارہ افراد کے نقاب

اتروا چکا تھا۔ جوں جوں گریگ آگے بڑھ رہا تھا سلیمان کا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگ رہی تھیں۔ وہ اس کشمکش میں مبتلا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔ اس کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں اپنی ٹانگ کی طرف گیا۔ جیسے وہ پنڈلی پر خارش کرنا چاہتا ہو۔ دوسرے لمحے اس نے نہایت مہارت سے پنڈلی میں چمڑے کی پٹی سے خنجر نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس نے خنجر ہاتھ میں لے کر کلائی سے لگا لیا تھا تاکہ آسانی سے اس پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ یہ کام سلیمان نے اس تیزی اور مہارت سے کیا تھا کہ اس کے پیچھے اور دائیں طرف رو میں کھڑے سیاہ پوش بھی اسے خنجر نکالتے نہ دیکھ سکے تھے۔ دوسری رو چیک کر کے گریگ اس طرف آ گیا۔ سلیمان اس لائن میں تیسرے نمبر پر تھا۔

"تم اتارو نقاب"...... گریگ نے پہلے آدمی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر اپنا نقاب کھینچ لیا اور گریگ سر ہلا کر دوسرے شخص کے قریب آ گیا۔ دوسرے آدمی نے اس کے کہنے سے پہلے ہی نقاب اتار لیا تو گریگ سر ہلا کر سلیمان کے پاس آ گیا۔

"اب تمہاری باری ہے"...... گریگ نے سلیمان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں گونگا ہوں"...... سلیمان نے کہا اور اس کی بات

سن کر نہ صرف گریگ بلکہ وہاں موجود تمام افراد بری طرح سے چونک اٹھے اور پھر اچانک سلیمان بجلی کی سی تیزی سے گریگ پر جھپٹا اور اس نے گریگ کو پکڑ کر نہایت تیزی سے گھمایا اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کی کمر اپنے سینے سے لگاتا ہوا نہایت تیزی سے اسے لئے ہوئے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ وہ گریگ کو لے کر چبوترے کی طرف گیا تھا۔ اس نے خنجر گریگ کی گردن سے لگا دیا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے اور اچانک ہوا تھا کہ وہاں موجود تمام سیاہ پوش ششدر رہ گئے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن کاٹ دوں گا"...... سلیمان نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے گریگ کی گردن اس قدر مضبوطی سے پکڑ رکھی تھی کہ تکلیف سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور سرخ ہو گیا تھا۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو گونگے۔ تم۔ تم"...... ڈیوس کو جیسے اچانک ہوش آیا تو اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے جھپٹ کر نیچے پڑی ہوئی اپنی مشین گن اٹھا لی۔ یہ دیکھ کر باقی سب نے بھی اپنی اپنی مشین گنیں اٹھانے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"احمق۔ میں گونگا نہیں ہوں۔ اگر میں گونگا ہوتا تو میرے حلق سے غوں غوں غاں غاں کی آوازیں نکلتیں"...... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ گریگ کو کھینچتا ہوا چبوترے پر لے گیا تھا۔ اس کے

سامنے گریگ کی ڈھال تھی اور سامنے سو مسلح افراد، لیکن سلیمان ایسی پوزیشن میں تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اسے نشانہ نہیں بنا سکتا تھا۔ اگر کوئی فائرنگ کرتا تو اس کا نشانہ پہلے گریگ ہی بنتا۔

"اوہ۔ تو تم نے گونگے کو ہلاک کر کے اس کا لباس اور نقاب پہن رکھا ہے"...... ڈیوس نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے اس نے کمرے کا دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے اشارے میں بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ باتھ روم گیا تھا اس لئے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔ مگر"...... ایک سیاہ پوش نے کہا۔ یہ وہی آدمی تھا جو بعد میں اس کمرے میں آیا تھا جہاں سلیمان نے گونگے کو ہلاک کیا تھا۔

"چھ۔ چھ۔ چھوڑو۔ مم۔ مم۔ میری گردن چھوڑو۔ مم۔ مم۔ میں۔ میں"...... گریگ نے سلیمان کے بازو میں بری طرح سے کسمساتے ہوئے کہا۔

"حرکت مت کرو گریگ ورنہ خنجر تمہاری گردن میں اتار دوں گا"...... سلیمان نے خنجر کی نوک اس کی گردن کی سائیڈ میں چبھوتے ہوئے کہا اور خنجر کی چبھن محسوس کرتے ہی گریگ ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن میں جہاں خنجر کی نوک لگی تھی وہاں سے خون کی ایک باریک سی لکیر بہہ نکلی تھی۔

"باس کو چھوڑ دو۔ یہاں سو مسلح افراد موجود ہیں۔ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے"...... ڈیوس نے گریگ کی بگڑی ہوئی

حالت دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"گریگ۔ ان سب سے کہو کہ یہ اپنا اسلحہ پھینک دیں ورنہ"۔ سلیمان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے خنجر کی نوک مزید گریگ کی گردن میں اتارتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔

"پھ۔ پھ۔ پھینک دو۔ اسلحہ پھینک دو"...... گریگ نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا تو ڈیوس اور وہاں موجود تمام افراد نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے مشین گنیں نیچے گرا دیں۔

"گڈ۔ اب اباؤٹ ٹرن کرو۔ جلدی"...... سلیمان نے کہا تو وہ سب دوسری طرف گھوم گئے۔ عقب میں دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"اسی طرح قطار بنائے لیفٹ رائٹ، لیفٹ رائٹ کرتے ہوئے نکل جاؤ یہاں سے"...... سلیمان نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... ڈیوس نے اس کی طرف مڑتے ہوئے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"مجھے اور باس کو یہاں اکیلا چھوڑ دو۔ میں جاسوس بھی ہوں اور خانساماں بھی۔ اکیلے میں اسے میں چپلی کباب بنا کر کھلانا چاہتا ہوں۔ تمہیں شوق ہے تو تم بھی رک جاؤ لیکن ان سب کو باہر بھیج دو"...... سلیمان نے کہا۔

"باس کو چھوڑ دو۔ تم جو کہو گے ہم تمہاری ہر بات مانیں گے"...... ڈیوس نے کہا۔

"خنجر تمہارے باس کی گردن میں دھنستا جا رہا ہے۔ اگر تم نے

اگلے چند لمحوں میں ہال خالی نہ کیا تو تمہارا باس چپلی کباب کھانے کے لئے تو کیا چپل کھانے کے قابل بھی نہیں رہے گا"...... سلیمان نے کہا تو ڈیوس چونک کر باس کی طرف دیکھنے لگا جس کی گردن سے مسلسل خون کی لکیر بہہ رہی تھی اور تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ان سب کو یہاں سے بھیج دیتا ہوں"۔ ڈیوس نے بے چارگی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیفٹ رائٹ۔ لیفٹ رائٹ کر کے انہیں پریڈ کرا کر بھیجو یہاں سے"...... سلیمان نے کہا۔

"اوکے۔ لیفٹ رائٹ۔ لیفٹ رائٹ"...... ڈیوس نے کہا اور سیاہ پوش لیفٹ رائٹ کرتے ہوئے قطاروں کی شکل میں دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک ایک کر کے دس کی دس قطاریں کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

"اب تم جا کر دروازہ بند کر دو"...... سلیمان نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا تو ڈیوس دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا کر تیز تیز چلتا ہوا واپس چبوترے کی طرف آ گیا۔

"سب چلے گئے ہیں۔ اب باس کو چھوڑ دو"...... ڈیوس نے کہا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ اب تم یہ تمام مشین گنیں اٹھاؤ اور انہیں لے جا کر کمرے کے کونے میں ڈال دو"...... سلیمان نے

مسکراتے ہوئے تو ڈیوس غصے سے کھولتا ہوا نیچے جھکا اور اس نے سیاہ پوشوں کی مشین گنیں اٹھانی شروع کر دیں۔

"ہاں۔ تو مسٹر گریگ۔ اب تم بتاؤ۔ تم اس جاسوس خانساماں کے ہاتھوں کے بنے ہوئے چپلی کباب کھاؤ گے یا چپل"۔ سلیمان نے گریگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تت۔ تت۔ تم کیا چاہتے ہو"...... گریگ نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔

"میں کیا چاہتا ہوں یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم اس چبوترے کو واپس زمین میں لے جاؤ"...... سلیمان نے کہا۔

"نن۔ نن۔ نیچے کچھ نہیں ہے"...... گریگ نے اسی انداز میں کہا۔

"خالی کمرہ تو ہوگا۔ چلو نیچے۔ جلدی کرو"...... سلیمان نے اسے خنجر کی نوک چبھو کر کہا۔

"اوہ نہیں۔ نہیں۔ رکو۔ میں تمہیں نیچے لے چلتا ہوں"۔ گریگ نے کہا اور پھر اس نے فوراً چبوترے پر مخصوص انداز میں پاؤں مارا اچانک چبوترا حرکت میں آ گیا اور دوسرے لمحے چبوترا کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ چبوترا نیچے جاتے دیکھ کر ڈیوس بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ مشین گنیں پھینک کر تیزی سے اس طرف آیا۔

"وہیں رکے رہو"...... سلیمان نے غرا کر کہا تو ڈیوس وہیں رک گیا اور اس کی طرف خونی نظروں سے دیکھنے لگا۔ چبوترا زمین میں

اتر رہا تھا اور اس کے زمین پر اترتے ہی اوپر فرش برابر ہوتا چلا گیا۔

"اس جاسوس خانساماں نے تو واقعی یہاں مصیبت کھڑی کر دی ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ انتظام کرنا ہی پڑے گا"...... ڈیوس نے زمین برابر ہوتے دیکھ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے سے نکل کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا ایک راہداری میں آیا اور پھر تیزی سے اس راہداری میں بھاگنے لگا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا۔ سائیڈ پر ایک پینل تھا۔ ڈیوس نے پینل کا کوڈ پریس کیا تو دروازہ بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی ڈیوس تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ہیڈکوارٹر کا کنٹرول روم تھا۔ کمرے میں بے شمار ٹی وی سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ دیواروں کے پاس بڑی بڑی مشینیں تھیں جو آن تھیں اور ٹی وی سکرینوں پر ہیڈکوارٹر کے مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑی سی مشین تھی جس پر ایک کافی بڑی سکرین لگی ہوئی تھی۔ مشین آن تھی مگر اس کی سکرین آف تھی۔ ڈیوس نے سکرین کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ منظر ایک راہداری کا تھا جہاں سیاہ پوش آ جا رہے تھے۔ ڈیوس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے جیسے وہ بٹن پریس کر رہا تھا سکرین پر

منظر بدلتے جا رہے تھے۔ پھر جیسے ہی سکرین پر ایک بڑے کمرے کا منظر نظر آیا تو ڈیوس نے ہاتھ روک لئے۔

یہ آفس کے طرز پر سجا ہوا ایک بڑا کمرہ تھا۔ کمرے میں جاسوس خانساماں گریگ کے ساتھ موجود تھا۔ گریگ ایک طرف کھڑا اپنی گردن مسل رہا تھا اور جاسوس خانساماں اس کے سامنے سائیلنسر لگا ریوالور لئے کھڑا تھا۔ گریگ کے چہرے پر بے حد پریشانی اور غصے کے تاثرات تھے۔ وہ جاسوس خانساماں کی طرف غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اسی لمحے جاسوس خانساماں نے ریوالور کا رخ اوپر کیا اور ڈیوس نے ریوالور سے ایک شعلہ سا نکلتے دیکھا۔ دوسرے لمحے سکرین سے کمرے کا منظر غائب ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ اس نے سی سی کیمرے کو گولی مار دی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ بہت چالاک ہے۔ بہت چالاک"...... ڈیوس نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پر موجود مختلف بٹن پریس کئے لیکن سکرین پر کوئی منظر نمودار نہیں ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ اس نے باس کے آفس کے چاروں کیمرے تباہ کر دیئے ہیں۔ اب کیا کروں۔ یہ خانساماں تو ضرورت سے زیادہ ذہین اور خطرناک ہے۔ بالکل کسی جاسوس کی طرح۔ وہ باس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ مجھے اسے روکنا ہو گا۔ ہر صورت میں روکنا ہو گا"...... ڈیوس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ اس نے چند نمبر

پریس کیے اور کالنگ بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مرفی سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مرفی۔ میں ڈیوس بول رہا ہوں۔ ڈیوس براٹ"...... ڈیوس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس ڈیوس۔ بولو۔ کس لئے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے مرفی نے اس کی آواز پہچان کر کہا۔

"مرفی۔ باس کی زندگی خطرے میں ہے۔ ایک پاکیشیائی جاسوس نے انہیں یرغمال بنا رکھا ہے۔ وہ باس کے ساتھ آفس میں موجود ہے۔ اس کے تیور بے حد خطرناک ہیں"...... ڈیوس نے کہا اور پھر اس نے جاسوس خانساماں کے بارے میں اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ صورت حال تو بے حد خوفناک ہے۔ اس نے باس کو اگر ہلاک کر دیا تو"...... دوسری طرف سے مرفی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے تو میں نے تمہیں کال کی ہے۔ ہمیں جاسوس خانساماں سے باس کو بچانا ہے۔ ہر صورت میں"...... ڈیوس نے کہا۔

"لیکن کیسے۔ تم کہہ رہے ہو کہ اس نے باس پر ریوالور تان رکھا ہے اور وہ باس کے ساتھ باس کے آفس میں ہے"...... دوسری طرف سے مرفی نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم کیمیکل سیکشن کے انچارج ہو۔ تم بتاؤ۔ کیا یہاں ایسا کوئی سسٹم ہے کہ کسی طرح باس کے آفس میں کسی تیز کیمیکل کی گیس چھوڑی جا سکے جس سے جاسوس خانساماں اور باس بے ہوش ہو جائیں۔ وہ دونوں بے ہوش ہو جائیں گے تو ہم وہاں جا کر اس جاسوس خانساماں کو فوراً ہلاک کر دیں گے اور باس کو نکال لیں گے"...... ڈیوس نے کہا۔

"میرے پاس بے ہوش کرنے والی وی کراس گیس کا ایک سلنڈر ہے۔ یہ گیس اگر کمرے میں پھیلا دی جائے تو کمرے میں ایک تو کیا بیس افراد بھی ہوں تو وہ بھی فوراً بے ہوش ہو جائیں گے"...... دوسری طرف سے مرفی نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تم وہ سلنڈر مجھے دے دو۔ میں باس کے آفس کے سائیڈ والے کمرے میں جاؤں گا۔ اس کمرے کا اور باس کے آفس کا باتھ روم اٹیچ ہے۔ وہاں ایک روشن دان کھلا ہوا ہے۔ میں اس روشن دان سے وہاں گیس چھوڑ دوں گا جس سے باس اور جاسوس خانساماں دونوں بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر میں اس جاسوس خانساماں کو عبرتناک موت ماروں گا۔ ایسی موت کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے گی"...... ڈیوس نے غرا کر کہا۔

"گیس سلنڈر نائن تھری سیکشن میں ہے۔ میں خود جا کر لے آتا ہوں۔ تم دس منٹ تک میرے پاس آ جانا۔ میں سلنڈر تمہیں دے دوں گا"...... مرفی نے کہا۔

''دس منٹ۔ اوہ۔ اس دوران تو وہ باس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اس نے اگر باس کو ہلاک کر دیا تو''...... ڈیوس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں وہ سلنڈر اپنے پاس رکھ لیتا۔ لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ نائن تھری سیکشن والے اس گیس سے باہر سپرے کرتے ہیں تاکہ زہریلے حشرات الارض عمارت سے دور رہیں''...... مرفی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سلنڈر منگواؤ۔ میں دس منٹ بعد تمہارے پاس آ تا ہوں۔ میں اب دعا ہی کر سکتا ہوں کہ اس دوران جاسوس خانساماں باس کو کوئی نقصان نہ پہنچائے''...... ڈیوس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے مرفی نے کہا تو ڈیوس نے رابطہ ختم کر دیا۔ پھر ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ ایک لمبی نالی والے سلنڈر کے ساتھ ایک کمرے کے باتھ روم میں تھا۔ اس نے گیس ماسک لگا لیا تھا اور نالی اٹھا کر دوسرے باتھ روم کے روشن دان میں ڈال کر دوسری طرف کر دی تھی۔ پھر اس نے سلنڈر کا ہینڈل کھینچ تو دوسری طرف پریشر سے گیس نکلنے کی آواز سنائی دی۔ ڈیوس نے باس کے کمرے میں باتھ روم کے راستے بے ہوشی کی گیس پھیلا دی اور پھر اس نے سلنڈر بند کر کے نالی روشن دان سے باہر کھینچ لی۔ پھر وہ باتھ روم سے نکلا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا اور مختلف راستوں سے دوڑتا ہوا باس کے آفس کے دروازے پر آ گیا۔ وہاں چار سیاہ پوش مسلح افراد پہلے سے موجود تھے۔ ان چاروں نے گیس ماسک پہن رکھے تھے۔ ڈیوس نے ہی انہیں گیس ماسک پہن کر یہاں آنے کا کہا تھا۔ ڈیوس کے اشارے پر دو سیاہ پوش آگے بڑھے اور انہوں نے دروازے پر زور زور سے کاندھے مارنے شروع کر دیئے۔ لکڑی کا دروازہ چند ہی لمحوں میں ٹوٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ جیسے ہی دروازہ ٹوٹا ڈیوس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکالا اور اچھل کر کمرے میں آ گیا۔ کمرے کے وسط میں سیاہ پوش جاسوس خانساماں گرا ہوا تھا اور ایک طرف گریگ الٹا ہوا تھا۔

''ہونہہ۔ بڑا جاسوس بنا پھرتا تھا۔ خانساماں کہیں کا''...... ڈیوس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے سلیمان کے قریب آ کر مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ شعلے نکلے اور سلیمان کے جسم میں گھستے چلے گئے۔ سلیمان کا جسم اس طرح سے اچھل رہا تھا۔ جیسے اسے کرنٹ لگ رہا ہو۔ اس کا جسم مکھیوں کا چھتہ بنتا جا رہا تھا اور اس کے جسم سے خون فواروں کی طرح اچھلنے لگا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے ڈیوس کی جانب دیکھا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

تین کاریں نہایت تیز رفتاری سے آر کالونی میں داخل ہوئیں اور ستائیس نمبر کوٹھی کے قریب سے گزرتی ہوئیں تیزی سے آگے جا کر ایک سائیڈ گلی میں مڑتی چلی گئیں۔ گلی میں داخل ہوتے ہی کاریں رکیں اور ان کاروں میں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے ساتھ جولیا تھی۔ چیف نے جولیا کو ہدایات دی تھیں کہ وہ ممبران کو لے کر فوراً فورٹ روڈ کی طرف آر کالونی کی کوٹھی نمبر ستائیس پر پہنچ جائیں۔ چیف نے جولیا کو بتایا تھا کہ وائٹ سٹار اس کوٹھی میں موجود ہیں۔ چیف نے جولیا کو یہ بھی ہدایات دی تھیں کہ وہ ممبران کے ساتھ مسلح ہو کر اس کوٹھی پر جا کر ریڈ کریں۔ اس کوٹھی میں نہ صرف وائٹ سٹار کے تمام ایجنٹ موجود تھے بلکہ پاکیشیا کے آثار قدیمہ کے پروفیسر حیدر سلطان کی بیٹی نبیلہ بھی وہاں موجود تھی جسے یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے ہی

اغوا کر لیا گیا تھا۔

یہ رپورٹ جولیا نے ہی چیف کو دی تھی کہ نبیلہ کو یونیورسٹی سے اغوا کیا گیا ہے۔ اس نے عمران کی دی ہوئی تصویروں کے ذریعے نبیلہ اور تبریز کا پتہ چلا لیا تھا۔ نبیلہ تو یونیورسٹی کی باقاعدہ سٹوڈنٹ تھی اور حفاظت کے پیش نظر اسے چار مسلح گارڈز کی نگرانی میں یونیورسٹی بھیجا جاتا تھا اور وہی مسلح افراد اسے واپس اس کی رہائش گاہ پہنچاتے تھے۔ جولیا جب یونیورسٹی پہنچی تو اس وقت تک چند سیاہ پوش نبیلہ کو وہاں سے اغوا کر کے لے جا چکے تھے۔ جولیا نے جائے واردات کا جائزہ لیا تو اسے وہاں ایک کارڈ ملا تھا جس پر سفید رنگ کے تین ستارے بنے ہوئے تھے۔ چیف کے کہنے کے مطابق وہ کارڈ وائٹ سٹار کا مخصوص کارڈ تھا جو جلد بازی میں ان سے وہاں گر گیا تھا ورنہ وہ کہیں اپنا نشان نہیں چھوڑتے تھے۔ بہرحال کارڈ ملنے پر تصدیق ہو گئی تھی کہ نبیلہ کو وائٹ سٹار ایجنسی والوں نے ہی اغوا کیا ہے۔

دوسری تصویر سے جولیا کو پتہ چلا کہ وہ تبریز کی تصویر ہے جو اسی یونیورسٹی سے تعلق رکھتا تھا اور سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا چیئرمین تھا۔ اس کے بارے میں جولیا کو یہ بھی پتہ چلا کہ وہ سٹوڈنٹ سے بڑھ کر بدمعاش تھا اور پوری یونیورسٹی میں اس کی دھاک تھی۔ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس اسے تبریز بھائی کہتے تھے اور اس کا نام سن کر ہی سہم جاتے تھے۔ تبریز یونیورسٹی میں ہر قسم کے غیر قانونی کام کرتا

تھا۔ اس کا یونیورسٹی میں اس قدر ہولڈ تھا کہ کسی میں بھی اس کے
خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ مزید معلومات حاصل
کرنے پر جولیا کو پتہ چلا کہ تبریز کو بھی نبیلہ کے اغوا کا معلوم ہو گیا
تھا اور وہ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر ان اغوا کنندگان کے پیچھے گیا
تھا۔ جولیا نے یہ ساری رپورٹ چیف کو دے دی۔ اس نے چیف کو
تبریز کا سیل فون نمبر بھی دیا تھا۔

عمران اس وقت دانش منزل میں موجود تھا۔ اس نے فوراً سم
کارڈ ٹریکنگ سسٹم سے یہ پتہ چلا لیا کہ تبریز اس وقت کہاں ہے۔
ٹریکنگ سسٹم کے ذریعے اسے آر کالونی کی کوٹھی نمبر ستائیس کا پتہ
چلا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر سیکرٹ سروس کے ممبران کو وہاں
بھیج دیا تھا۔ ادھر ٹائیگر نے بھی عمران کو رپورٹ دی تھی کہ ریڈ کلب
کی تباہی کے ذمے دار وائٹ سٹار ہیں جنہوں نے ریڈ کلب سے ڈائمنڈ
لائٹ کا فارمولا حاصل کرنے کے بعد اس کلب کو تباہ کر دیا تھا اور
اس تباہی کا ذمہ دار میک براؤن تھا۔ ٹائیگر نے مسلسل بھاگ دوڑ
سے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ کلب کی تباہی کے باوجود کلب کا مالک
و منیجر تھامسن میکلین وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور
وہ سلیمان کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ٹائیگر کی رپورٹ کے مطابق
تھامسن میکلین، سلیمان کو ایک اسٹیمر میں ڈال کر کافرستان کی طرف
لے گیا تھا اور سلیمان اب کافرستان میں تھا۔ وہ کافرستان کے کس
حصے میں تھا اور تھامسن میکلین اسے وہاں کیوں لے گیا تھا ٹائیگر

اب اس سلسلے میں کام کر رہا تھا۔

عمران کے لئے زیادہ اہمیت وائٹ سٹار کی تھی۔ وہ ہر صورت
میں ان خطرناک ایجنٹوں تک پہنچ کر انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔
ملک پہلے ہی شدید بحران کا شکار تھا اور آئے دن خوفناک دھماکوں
میں بے گناہ انسانوں کی جانیں ضائع ہوتی رہتی تھیں اور جس طرح
وائٹ سٹار کے ایجنٹوں نے ریڈ کلب تباہ کیا تھا اسے دیکھ کر عمران
کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کے ارادے بے حد خوفناک ہیں اور جلد
سے جلد اگر انہیں نہ روکا گیا تو ملک میں ایسی اور تباہیاں آ سکتی ہیں
اس لئے عمران بے حد سنجیدہ تھا۔ سلیمان زندہ تھا اس کے لئے یہی
کافی تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ پہلے وہ وائٹ سٹار کے ایجنٹوں سے
نپٹ لے اس کے بعد وہ سلیمان کے معاملے کی طرف توجہ دے گا۔
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کاروں سے اپنا اسلحہ نکال کر تیزی
سے کوٹھی کے گرد پھیل گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران بھی وہاں پہنچ
گیا۔ اسے دیکھ کر جولیا ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے
اس کے پاس آ گئی۔

"تم ابھی یہاں ہو۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم ساتھیوں کو لے کر
کوٹھی میں گھس چکی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہم ابھی یہاں پہنچے ہیں"...... جولیا نے کہا۔ عمران نے ادھر
ادھر دیکھا اور پھر اس نے صفدر کو اشارہ کر کے اپنے پاس بلا لیا جو
ایک درخت کی اوٹ سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''جولیا۔ تم ساتھیوں سمیت یہیں رکو۔ میں صفدر کے ساتھ اندر جاتا ہوں۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں تمہیں کاشن دے دوں گا۔ پھر تم فوراً کوٹھی پر حملہ کر دینا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ صفدر''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں کوٹھی کے عقب کی طرف چلے گئے۔ وہ ملحقہ کوٹھی کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے مطلوبہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئے۔ پھر چند لمحوں تک ماحول کا جائزہ لینے کے بعد اچانک عمران اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پائیں باغ کی چھوٹی دیوار کے اوپر موجود تھے۔ پھر اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ دونوں چند لمحوں تک دیوار کے قریب دبکے رہے اور پھر عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ صفدر نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

''کوٹھی تو بالکل خالی معلوم ہوتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں احتیاط سے چلتے ہوئے رہائشی حصے کی طرف آ گئے۔ کوٹھی واقعی خالی معلوم ہو رہی تھی۔ انہوں نے تمام کمرے چھان مارے مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ البتہ کوٹھی کی حالت دیکھ کر یہ ضرور پتہ چلا تھا کہ اسے چھوڑے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے۔ وہاں سے جانے والے افراتفری کے عالم میں وہاں سے نکلے تھے۔ کوٹھی کا سامان تو وہیں موجود تھا

لیکن ضرورت کا سامان وہ ساتھ لے گئے تھے اور ان لوگوں کا تعلق چونکہ وائٹ سٹار سے تھا اس لئے وہ اپنے پیچھے کوئی نشان چھوڑ کر نہیں گئے تھے۔ وہاں نہ ہی نیلیہ تھی اور نہ تبریز اور اس کے ساتھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کوٹھی کے تمام تہہ خانے بھی چھان مارے تھے۔

''سب کو یہیں بلا لو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر سر ہلا کر وہاں سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے سبھی ساتھی وہاں تھے۔ عمران ایک تہہ خانے کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اس تہہ خانے میں قدموں کے بے شمار نشانات تھے۔ نشان بے حد مدہم تھے لیکن عمران کی تیز نظروں سے وہ بھلا کیسے چھپے رہ سکتے تھے۔ نشان ایک دیوار کے پاس آئے تھے اور وہاں سے واپسی کے کوئی نشان نہیں تھے۔ عمران اس دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔

''وہ لوگ اس دیوار کے پیچھے کسی سرنگ کے راستے یہاں سے نکلے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ پھر اس دیوار کو ہٹانے کا یہاں کوئی نہ کوئی میکنزم ضرور ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''میکنزم تلاش کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تنویر۔ بم مار کر اس دیوار کو اڑا دو۔ جلدی۔ وہ لوگ ابھی دور نہیں گئے ہوں گے''۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا تو تنویر سر ہلا کر آگے آ گیا۔ اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال لیا۔ عمران

ساتھیوں کو لے کر سیڑھیوں کی طرف آ گیا تو تنویر نے پیچھے ہٹ کر بم دیوار پر مار دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور دیوار میں ایک خاصا بڑا شگاف پڑ گیا۔ دھماکے سے تہہ خانہ لرز اٹھا تھا۔ جب گرد و غبار چھٹا تو وہ سب اندر آ گئے۔ ٹوٹی ہوئی دیوار کی دوسری طرف انہیں ایک سرنگ دکھائی دی۔ سرنگ میں اندھیرا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی فوراً سرنگ میں آ گئے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ٹارچیں روشن کر لی تھیں جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔

سرنگ خاصی طویل معلوم ہو رہی تھی اور وہاں باقاعدہ گاڑیوں کے ٹائروں کے نشان نظر آ رہے تھے۔ کافی دور تک چلنے کے بعد آخر انہیں سرنگ کا دوسرا سرا نظر آ گیا۔ آگے ایک دیوار تھی جس سے سرنگ بند کی گئی تھی۔ وہ سب دیوار کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے دیوار کی سائیڈ پر ایک ابھار سا دکھائی دیا۔

"ہوشیار"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دیوار کا ابھار پریس کر دیا۔ اسی لمحے دیوار بے آواز سمٹتی چلی گئی۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا۔ کمرہ خالی تھا اور وہاں سامان نام کی بھی کوئی چیز نہیں تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کمرے میں آ گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں آئے ان کے عقب میں دیوار خودبخود بند ہوتی چلی گئی۔ وہ تیزی سے دیوار کی دوسری طرف دوڑے مگر اتنی دیر میں راستہ مکمل طور پر بند ہو گیا تھا۔

پریشانی کے عالم میں ٹارچوں کی روشنی دیواروں پر ڈالنے لگے مگر وہاں انہیں کوئی دروازہ اور کوئی روشن دان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔ یہاں نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی اور نہ کوئی روشن دان"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں چوہے دان میں پھنسایا گیا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چوہے دان۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا اور ساتھ ہی زور دار قہقہوں کی آواز سنائی دی۔

"تم خود میرے جال میں آ پھنسے ہو"...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"بھ۔ بھ۔ بھوت۔ آواز آ رہی ہے اور آدمی غائب۔ یہ۔ یہ یقیناً کوئی بھوت ہے"...... عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بھوت ہوں۔ میں تم سب کو کھا جاؤں گا۔ سب کا خون پی جاؤں گا"...... آواز سنائی دی۔

"نہ۔ نہ۔ نہ بھائی بھوت۔ میرا خون نہ پینا۔ میرا خون بے حد کڑوا ہے۔ تنویر بھائی کا خون پی لو۔ اس کا خون بے حد شیریں ہے۔ تمہیں بازار سے چینی بھی نہیں لانی پڑے گی"...... عمران نے اس انداز میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں

سے گھورنے لگا۔ اس لمحے سامنے کی دیوار درمیان سے شق ہوئی اور دونوں سائیڈوں میں سمٹتی چلی گئی اور انہیں دیوار کی دوسری طرف دس نقاب پوش مشین گنیں لئے کھڑے دکھائی دیئے۔

"اپنا اسلحہ گرا دو۔ ورنہ بھون دیئے جاؤ گے"...... وہی آواز سنائی دی اور عمران کے اشارے پر انہوں نے اپنا اسلحہ گرا دیا۔ عمران نے بھی اپنا ریوالور جیب سے نکال کر وہاں پھینک دیا۔ انہیں غیر مسلح ہوتے دیکھ کر نقاب پوش آگے بڑھے اور انہوں نے تمام ممبران کے گرد گھیرا ڈال دیا۔

"تلاشی لو ان سب کی"...... بھاری آواز سنائی دی اور ایک نقاب پوش آگے بڑھا اور باری باری ان کی تلاشی لینے لگا۔ پھر ان کے پاس مزید کچھ نہ پا کر وہ انہیں دھکیلتے ہوئے آگے لے گئے۔ مختلف راہنوں اور راہداریوں سے گزرنے کے بعد نقاب پوش انہیں ایک کمرے کے دروازے کے پاس لے آئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"تم یہیں رکو اور باقی سب اس کمرے میں چلے جائیں"۔ ایک نقاب پوش نے پہلے عمران اور پھر باقی افراد سے کہا۔

"کک۔ کک۔ کیوں بھائی۔ مجھے ان سب سے الگ کیوں کر رہے ہو۔ ایک کو چھوڑ کر میں ان سب کا بھائی بند ہوں"...... عمران نے کہا۔

"خاموش رہو۔ بگ باس نے تمہیں الگ بند کرنے کا حکم دیا

ہے"...... نقاب پوش نے کہا۔

"الگ۔ ارے۔ ارے۔ کیا کہا۔ میرے ساتھ کوئی نہیں ہو گا"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم سب چلو اندر۔ جلدی"...... نقاب پوش نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ ایک آدھ تو میرے ساتھ رہنے دو۔ اور کوئی نہیں تو اس لڑکی کو ہی میرے ساتھ لے چلو۔ میں اس سے علیحدگی ں اپنے دل کی بات کہہ دوں گا جو میں آج تک کسی کی موجودگی ں نہیں کہہ سکا"...... عمران نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہم بگ باس کے حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ نمبر ری، نمبر سکس۔ اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ"...... نقاب ش نے کہا تو دو نقاب پوش عمران کے قریب آ گئے۔

"چلو"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"چلو بھائی۔ ایک طرف ظالم بھائی ہے جو بہن سے بات رنے نہیں دیتا، دوسری طرف تم جیسی حسین نقاب پوش حسینائیں ۔ مجھے میرے ہونے والے بچوں کی اماں سے دور لے جا رہی ں۔ اللہ ہی اس کی تمہیں سزا دے گا"...... عمران نے کہا تو نقاب ش اسے دھکیلتے ہوئے دوسری طرف لے گئے اور اسے لے جا کر ب الگ چھوٹے کمرے میں بند کر دیا۔ عمران نے کمرے کا جائزہ ۔ کمرے کی دیواریں ٹھوس اور سپاٹ تھیں۔ اس کمرے میں بھی

کوئی کھڑکی اور روشن دان نہیں تھا۔ اکلوتا دروازہ تھا جو اب بند ہو
چکا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔

"اس کرسی پر بیٹھ جاؤ عمران"...... اچانک کمرے میں وہی
بھاری آواز گونجی اور عمران چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"کک۔ کک۔ کون"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے غیبی آواز سن کر وہ خوفزدہ ہو رہا ہو۔

"بگ ماسٹر"...... آواز دوبارہ سنائی دی۔

"کون بگ ماسٹر۔ کس کا بگ ماسٹر۔ کس نے بنایا ہے تمہیں
بگ ماسٹر اور کیوں بنایا ہے بگ ماسٹر اور تم کس سکول کے ماسٹر
ہو"...... عمران نے بگ ماسٹر کی گردان کرتے ہوئے کہا۔

"کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ پھر سب بتا دوں گا"...... آواز سنائی دی۔

"نہ بابا۔ مجھے کرسی پر بیٹھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ دیکھنے میں
کرسی پلاسٹک کی دکھائی دی رہی ہے مگر یہ جدید سائنسی زمانہ ہے
تمہارا کیا بھروسہ کہ تم اس کرسی میں بجلی کی رو دوڑا دو۔ اگر میں
گیا تو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نہیں۔ تم ابھی نہیں مر سکتے"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ملک الموت سے تمہاری رشتہ داری ہے یا اسے
نے اپنے پاس روک رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم کرسی پر بیٹھو"...... بگ ماسٹر نے اس بار قدرے سخت
میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ اتنا سخت لہجہ۔ یار۔ ایک تو تم پہلے ہی
دکھائی نہیں دے رہے صرف تمہاری آواز آ رہی ہے اب سخت لہجے
میں بول کر میرا دل کیوں دہلا رہے ہو۔ میں بے حد کمزور دل کا
مالک ہوں۔ بے ہوش ہو گیا تو تمہارے دادا پردادا بھی مجھے ہوش
میں نہیں لا سکیں گے"...... عمران نے کہا۔ وہ بھلا آسانی سے کہاں
باز آنے والا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جب تک تم کرسی پر نہیں بیٹھو گے میں تم سے کوئی
بات نہیں کروں گا"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"نہ کرو۔ مجھے کیا۔ تم میری روٹھی ہوئی بیوی تو ہو نہیں جو میں
تمہیں مناتا پھروں"...... عمران نے کہا تو بگ ماسٹر کی غراہٹ سنائی
دی جیسے عمران کا مذاق سن کر اسے غصہ آ رہا ہو۔

"ہیلو مسٹر غیبی مخلوق۔ کہاں ہو"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا لیکن اس بار بگ ماسٹر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ارے۔ تم تو سچ مچ ناراض ہو گئے ہو۔ ہیلو۔ ہیلو"...... عمران
نے کہا لیکن جواب ندارد۔

"ٹھیک ہے۔ نئیں بولنا تے جا کھسماں نوں کھا"...... عمران نے
بڑی بوڑھیوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا اور برے برے منہ بناتا ہوا
کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا اسی لمحے چھت سے روشنی
نکلی اور دائرے کی شکل میں پھیل کر عمران پر پڑنے لگی۔

"ارے باپ رے۔ اتنی روشنی"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے

ہوئے کہا۔

"سنو عمران"...... اچانک اسے ایک بار پھر بگ ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"نہیں سنتا۔ بولو کیا کرلو گے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میرا تعلق وائٹ سٹار سے ہے۔ ایکریمیا کی وائٹ سٹار ایجنسی سے"...... بگ ماسٹر نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ پھر"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اسے کوئی حیرت نہ ہوئی ہو۔

"میں وائٹ سٹار ایجنسی کا بگ ماسٹر ہوں"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"ویری گڈ۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ تالی بجاؤں تمہارے لئے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں"...... بیگ چیف نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں"...... عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم جانتے ہو۔ اوہ۔ کیا جانتے ہو"...... اس بار بگ ماسٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم پاکیشیا کس لئے آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کس لئے آیا ہوں۔ بتاؤ"...... بگ ماسٹر نے تیز لہجے میں

کہا۔

"مجھے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید کر کے اور پلاسٹک کی کرسی پر بٹھا کر یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا تعلق وائٹ سٹار ایجنسی سے ہے اور تم ایجنسی کے بگ ماسٹر ہو"...... عمران نے کہا تو بگ ماسٹر ایک بار پھر غرا اٹھا۔

"تمہیں احمقانہ باتوں کے سوا اور کیا آتا ہے"...... بگ ماسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"بہت کچھ آتا ہے۔ میں ہنس بھی سکتا ہوں، رو بھی سکتا ہوں، مجھے گانا، گانا بھی آتا ہے، ناچنا بھی آتا ہے اور نچانا بھی۔ اس کے علاوہ"...... عمران کی زبان چرخے کی طرح چلنے لگی۔

"بس۔ بس۔ پتہ چل گیا۔ تمہیں واقعی سب کچھ آتا ہے"۔ بگ ماسٹر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"پتہ چل گیا نا۔ گڈ۔ گڈ۔ ویری گڈ"...... عمران نے چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہو کر کہا۔

"میں یہاں پاکیشیا کا تختہ الٹنے کے لئے آیا ہوں"...... بگ ماسٹر نے اچانک کہا تو عمران دل ہی دل میں بری طرح سے چونک اٹھا لیکن اس نے چہرے پر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہونے دیا۔

"کون سا تختہ۔ اگر تمہیں تختہ الٹنے کا اتنا ہی شوق ہے تو مجھے پہلے ہی بتا دیتے۔ میں دو چار تختے ساتھ لے آتا"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہاری حکومت کا تختہ الٹنے کی بات کر رہا ہوں"...... بگ

ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ سرکاری تختہ۔ لیکن یہ سن لو سرکاری تختہ بے حد بھاری ہے۔ اسے تم اکیلے نہیں الٹا سکو گے۔ اس کے لئے تمہیں اپنے ساتھ بے شمار مزدور بھی لانے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں سچ مچ پاکیشیا پر قبضہ کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اس کے لئے ایکریمیا نے مجھے حتمی منظوری دے دی ہے۔ پاکیشیا پر قبضہ کرنے کے لئے میں یہاں اکیلا نہیں ہوں۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ پچھلے دو ماہ سے مسلسل بہادرستان میں نیٹو فورسز کے ساتھ ایکریمیا کی فورس میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اب تک ایکریمیا کی ایک لاکھ فوج بہادرستان پہنچ چکی ہے جس کی تعداد میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ساری فورس ڈیونڈر لائن پر جمع کی جا رہی ہے۔ یہ ساری فوج بہادرستان کے لئے نہیں بلکہ پاکیشیا کے لئے بھیجی گئی ہے''...... اس بار بگ ماسٹر نے رکے بغیر کہا۔

''کیوں۔ بہادرستان سے لڑتے لڑتے تھک گئے ہو جو اب پاکیشیائی فورس سے جوتے کھانے آ گئے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہمارا ارادہ خاموشی سے راتوں رات پاکیشیا میں گھسنے کا ہے۔ ساری فورس پاکیشیا میں داخل ہو جائے گی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی۔ یہاں تک کہ جنگی سامان کا بہت بڑا ذخیرہ بھی

پاکیشیا منتقل ہو جائے گا اور پھر ہماری فورس ہر طرف پھیل جائے گی۔ ادھر سرحدوں پر فوج کا کنٹرول ہو گا اور ادھر میں اور میرے ساتھی دارالحکومت پر قبضہ کر لیں گے۔ اس طرح پاکیشیا چند ہی دنوں میں ہماری مٹھی میں آ جائے گا''...... بگ ماسٹر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہماری فورسز نے تو واقعی چوڑیاں پہن رکھی ہیں اور وہ غفلت کی نیند سوتے ہیں کہ بہادرستان کی سرحدوں سے آسانی سے تمہاری فوج پاکیشیا میں داخل ہو جائے گی اور ہم ان کے گلوں میں ہار پہنانے کے لئے تیار بیٹھے ہوں گے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہی تو تمہیں سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ایکریمی فورس سرحدی فورسز کی نظروں میں آئے بغیر پاکیشیا میں داخل ہو گی۔ وہ بھی ہزاروں کی تعداد میں۔ سرحدی فورسز ہمیشہ سامنے نظر رکھتی ہے۔ اپنا ملک اور اپنی قوم کی وجہ سے وہ عقب کا سوچتی بھی نہیں۔ ہماری فورس جب عقب سے ان پر حملہ کریں گی تو انہیں خود کو سنبھالنے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔ ایک بار ڈیونڈر لائن پر ہمارا قبضہ ہو گیا تو پھر ہم لاکھوں کی تعداد میں وہاں سے آ سکتے ہیں۔ ایک ایک کر کے تمام سرحدوں پر ہم اپنا کنٹرول سنبھال لیں گے۔ پھر ہمارے آدمی خاموشی سے تمہاری فوج میں شامل ہو جائیں گے اور اندر ہی اندر تمہاری فوج کو اس طرح سے ختم کر دیں گے کہ وہ سر اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہیں گے۔ ان سب کے لئے ہم نے مربوط پلاننگ

کر رکھی ہے۔ بس ہمارے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ
ہم اپنی فوج کو خاموشی سے ڈیونڈر لائن کے اس پار لے آئیں۔
اس کے بعد ہمارا کام آسان ہو جائے گا‘‘...... بگ ماسٹر نے کہا۔

’’اور فوج کو اس بار خاموشی سے لانے کے لئے تم کیا کرو
گے۔ کیا سب جادو کر کے ہماری فورس سے چھپ کر اس پار آ ئیں
گے‘‘...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

’’ہماری اطلاع کے مطابق ڈیونڈر لائن کے ارد گرد پہاڑوں
کے نیچے ایک بہت بڑی اور طویل سرنگ موجود ہے جو صدیوں پرانی
ہے۔ صدیوں پرانی ہونے کے باوجود سرنگ انتہائی صاف ستھری
ہے اور یہ سرنگ اس قدر کشادہ ہے کہ اس میں دو بڑے ٹینک ایک
ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ سرنگ کا ایک دہانہ بہادرستان میں ہے
اور دوسرا دہانہ پاکیشیا میں۔ اس سرنگ کے بارے میں ہمیں معلوم
ہوا ہے کہ یہ کم از کم بیس کلومیٹر تک پاکیشیا کے اندر آگے چلی جاتی
ہے۔ کہاں جاتی ہے اور پاکیشیا میں اس کا دہانہ کہاں ہے یہ ہمیں
ابھی معلوم نہیں ہے لیکن ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ یہاں ایک
طویل سرنگ موجود ہے جس سے ہم اپنی بڑی فوج کو پاکیشیا میں لا
سکتے ہیں اور ایک بار ہماری فوج اس طرف آ گئی تو پاکیشیا ہمارا ہو
گا۔ صرف ہمارا۔ ہم پاکیشیا میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کریں گے
اور یہاں اپنی مرضی کے فوجی اڈے بھی بنائیں گے۔ ایسے اڈے
جن سے ہم نہ صرف شوگران بلکہ روسیاہ کو بھی اپنے ٹارگٹ میں

لے سکتے ہیں۔ روسیاہ پر تو کسی حد تک ہم حاوی ہو چکے ہیں لیکن
ہمارے لئے شوگران سب سے بڑا خطرہ ہے۔ شوگران کی سائنسی
ٹیکنالوجی کیا ہے اور کیسی ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔
وہ نہایت خاموشی اور رازداری سے اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے
ہیں اور ان کی سائنسی ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی دیکھ کر ہمیں مستقبل
کی فکر ہے کہ ایک روز شوگران پوری دنیا کے لئے خطرہ بن جائے گا
اور ایسی سائنسی ٹیکنالوجی لے کر سامنے آئے گا جس کے سامنے سپر
پاورز کے سر بھی جھک جائیں گے اور شوگران دنیا پر سپریم پاور کے
طور پر راج کرے گا اس لئے ہم اندر ہی اندر اس کا سدباب کرنا
چاہتے ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ایسے فوجی
اڈے ہوں جہاں سے ہم شوگران پر نہ صرف نظر رکھ سکیں بلکہ وقت
آنے پر اس کے خلاف جارحانہ کارروائی بھی کر سکیں اور ایسے اڈے
ہمیں صرف اور صرف پاکیشیا میں ہی دستیاب ہو سکتے ہیں۔ پاکیشیا
پر ہماری شروع سے ہی نظر تھی۔ ہم نے پاکیشیا پر کنٹرول کرنے کے
لئے متعدد بار کوششیں کی ہیں۔ ہم نے یہاں چند اڈے بھی بنائے
ہیں لیکن شوگران تک رسائی کے لئے ہمارے وہ اڈے ناکافی ہیں
اس لئے ہمیں ایسے مخصوص سپاٹس کی ضرورت ہے جہاں ہم میزائل
اسٹیشن بنا سکیں اور شوگران پر ڈائریکٹ حملے کر سکیں اور اس کے لئے
ظاہر ہے پاکیشیا حکومت ہمیں اجازت دینے سے رہی کیونکہ پاکیشیا
شوگران کو اپنا بہت بڑا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتا ہے۔ اگر ہمیں پاکیشیا

فوجی اڈے بنانے کی اجازت دے دیتا تو اب تک ہم شوگران پہ
موت بن کر مسلط ہو چکے ہوتے لیکن ایسا نہیں ہو سکا اور شوگران
ترقی کی منزلیں عبور کرتا چلا گیا لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے۔
اگر ہم پاکیشیا پر قبضہ کر لیں تو ہم اب بھی شوگران پر مسلط ہو سکتے
ہیں اور شوگران کو سپریم پاور بننے سے روک سکتے ہیں"...... بگ
ماسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تو تم شوگران پر اپنی برتری جمانے کے لئے پاکیشیا پر قبضہ کرنا
چاہتے ہو"...... عمران نے اس بار غرا کر کہا۔ اس گھناؤنی سازش کا
سن کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"ہاں"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"تمہارے یہ مذموم ارادے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے مسٹر
بگ ماسٹر۔ ایکریمی فوج ہم پر سامنے سے وار کرے یا چھپ کر
پیچھے سے ہماری فوج ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے
تیار رہتی ہے۔ ہماری فوج کے ساتھ ساتھ ہماری قوم کا بچہ بچہ اپنے
ملک کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ وقت آنے پر پوری قوم تم لوگوں
کے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی اور پھر تمہاری ایک لاکھ فوج ہو یا دس
لاکھ انہیں پاکیشیا سے بھاگنے کے لئے کوئی راستہ بھی نہیں ملے گا۔ تم
ہماری قوم کو نہیں جانتے۔ اپنے وطن اور مذہب کی حفاظت کے لئے
ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہیں۔ ہم تمہاری طرح
بزدل نہیں ہیں جو چھپ کر اور پیچھے سے وار کرتے ہیں۔ تم کسی بھی

شہر، کسی بھی قصبے اور کسی بھی گاؤں میں جا کر دیکھ لو ہماری قوم کا بچہ
بچہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیتا ہے اور وقت آنے پر
کسی کے سامنے بھی شیر کی طرح پنجے پھیلا کر کھڑا ہو سکتا ہے۔
تمہارے لئے اس پر قبضہ کرنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن"...... عمران
نے کہا۔

"اور میں اس ناممکن کو ممکن کرنے یہاں آیا ہوں۔ ہمیں یہاں
سب سے بڑا خطرہ تم سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اس لئے
ہم یہاں خاموشی سے آئے تھے اور خاموشی سے ہی کام کر رہے
تھے۔ ہمارے لئے سب سے بڑا کام اس سرنگ کی تلاش کا تھا
جہاں سے ایکریمی فوج کو یہاں آنا تھا۔ ہم نے بڑی بڑی
کمپیوٹرائزڈ مشینوں کا استعمال کیا تھا لیکن ہمیں اس سرنگ کا کوئی
سراغ نہیں مل سکا تھا۔ یہاں تک کہ بہادرستان میں بھی ہم اس
سرنگ کا دہانہ تلاش نہیں کر سکے تھے۔ ایک تو سرنگ زمین کے اندر
اور پہاڑوں کے نیچے اس تکنیک سے بنی ہوئی ہے جسے کسی بھی
طرح اوپر سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا یہ کہ اس سرنگ میں
ایسے پتھروں اور چٹانوں کو کاٹ کر لگایا گیا ہے جنہیں کوئی مشین اور
کوئی کمپیوٹر چیک نہیں کر سکتا۔ اس سرنگ کے بارے میں ہمیں
بہادرستان کی پرانی تاریخی کتابوں سے پتہ چلا تھا۔ سرنگ کے
بارے میں ان کتابوں میں کوئی سراغ کوئی نشاندہی نہیں تھی۔ صرف
اتنا پتہ چلا تھا کہ ان اطراف میں ایک طویل اور کشادہ سرنگ موجود

ہے جسے پرانے زمانے کے بادشاہ شدید گرمیوں اور شدید سردیوں میں اندر ہی اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے تھے اور اس سرنگ کے راستے کئی بادشاہوں نے دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے تخت الٹے تھے اور وہ ایک دوسرے کی ریاستوں پر قابض ہو جاتے تھے۔ پھر ایک دور میں اس سرنگ کے دونوں دہانوں کو بند کر دیا گیا اور اس دور کے بادشاہ نے ان تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا جنہیں اس سرنگ کے بارے میں ذرا سی بھی معلومات حاصل تھیں۔

تاریخی کتابوں کے مطابق سرنگ پچھلے دو سو سالوں سے بند ہے۔ اس سرنگ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ان سرنگوں میں کئی بادشاہوں کے تاریخی خزانے موجود ہیں۔ ان خزانوں کی تلاش کے لئے بے شمار لوگوں نے اس سرنگ کی تلاش کا بیڑا اٹھایا تھا لیکن کسی کو بھی اس سرنگ کا پتہ نہیں چلا تھا حالانکہ اس سرنگ کی تلاش کے لئے پہاڑوں اور چھوٹی موٹی پہاڑیوں کو بھی ڈائنامائیٹ سے تباہ کیا گیا تھا۔ پھر چند ماہ قبل ایکریمیا کے ایک قدیم معلومات پر مبنی شائع ہونے والے ایک رسالے میں پاکیشیا کے ایک آثار قدیمہ کے ماہر پروفیسر حیدر سلطان کا ایک مقالہ شائع ہوا۔ اس نے اس مقالے میں اپنی عام تحقیقات کا بتایا تھا لیکن ساتھ ہی اس نے نہایت مبہم انداز میں اس تاریخی سرنگ کا بھی ذکر کیا تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ اس نے تاریخی سرنگ کا سراغ لگا لیا ہے اور بہت جلد وہ اس سرنگ کے بارے میں پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرے گا

ر بہت جلد پاکیشیا کی تاریخی سرنگ اوپن کر لی جائے گی۔ گو یہ
م سی خبر تھی لیکن اس خبر نے ایکریمیا کو بری طرح سے چونکا دیا
۔ چنانچہ ہمیں فوری طور پر یہاں بھیج دیا گیا کہ ہم فوراً پروفیسر
ر سلطان کو تلاش کریں اور جیسے بھی ممکن ہو ہم اس سے تاریخی
نگ کے بارے میں معلومات حاصل کریں لیکن جب ہم یہاں
ئے تو ہمیں پتہ چلا کہ پروفیسر حیدر سلطان ہارٹ اٹیک کی وجہ
ے ہلاک ہو گیا ہے لیکن ہمیں انفارمیشن ملی تھی کہ مرتے ہوئے
فیسر حیدر سلطان نے تاریخی سرنگ کا راز اپنی بیٹی نبیلہ کو بتا دیا
۔ اس سرنگ کے بارے میں پاکیشیا بھی دلچسپی لے رہا تھا تاکہ
نگ میں موجود خزانوں پر قبضہ کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں پاکیشیا
اعلیٰ حکام نے نبیلہ سے بہت پوچھ گچھ کی اور اسے کئی ماہ اس
گھر میں نظر بند رکھا گیا لیکن نبیلہ اس بات سے منکر رہی کہ اس
باپ نے اسے کسی سرنگ کا راز بتایا ہے۔

جب نبیلہ سے کچھ معلوم نہیں ہوا تو اسے آزاد کر دیا گیا۔ نبیلہ
ل یونیورسٹی کی طالبہ تھی۔ حکام کو شک تھا کہ نبیلہ اس سرنگ کے
ے میں جانتی ہے لیکن وہ بتا نہیں رہی اس لئے اس کی ہر وقت
انی کی جاتی تھی اور اس کی حفاظت کے لئے ہر وقت اس کے
ھ چار مسلح گارڈ رکھے جاتے تھے جو اسے یونیورسٹی تک لاتے
اور واپس اس کی رہائش گاہ تک پہنچاتے تھے۔ ہمیں بھی شک
کہ گارڈز کے ساتھ پاکیشیائی ایجنسیاں بھی نبیلہ کے پیچھے ہیں

اس لئے ہم اس پر ڈائریکٹ ہاتھ نہیں ڈال سکتے تھے۔ حکومت سے کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس تاریخی سرنگ کو سیکورٹی رسک کے تحت چھپانے کے لئے نبیلہ کو ہلاک کر دیں اس لئے ہم نے یونیورسٹی کے ایک طالب علم تبریز سے رابطہ کیا جس کا یونیورسٹی میں مکمل ہونا تھا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ نبیلہ اور تبریز ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔ ہم نے تبریز کے ذریعے نبیلہ تک پہنچنے کا پروگرام بنایا تھا۔ تبریز دولت کا رسیا تھا۔ اس نے ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ پروگرام یہ تھا کہ وہ چند روز میں نبیلہ کو اس کے باڈی گارڈز سے الگ کر کے ہمارے حوالے کر دے گا۔ اس ٹاسک کے لئے میک براؤن اور رہوڈس کام کر رہے تھے لیکن نجانے تم لوگوں کو ان کے بارے میں کیسے پتہ چل گیا اور تم نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا۔ تمہیں یہ تو معلوم ہی ہو گا کہ وائٹ سٹار اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے اپنی جان کی بازیاں تک لگا دیتی ہیں۔ انہیں جہاں بھی گرفتاری اور راز کھلنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ فوراً ایجنسی اور اپنے ملک کے مفاد کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔

رہوڈس اور میک براؤن نے بھی یہی کیا تھا۔ یہاں میں تمہیں ایک اور بات بھی بتا دوں وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کے جسموں میں میں نے ایسی ڈیوائسز لگا رکھی ہیں جن سے نہ صرف ان کو میں باقاعدہ چیک کر سکتا ہوں بلکہ ضرورت پڑنے پر اس ڈیوائس کو بلاسٹ کر کے انہیں ہلاک بھی کر سکتا ہوں اور جب بھی میرا کوئی

ایجنٹ ہلاک ہوتا ہے تو وہ ڈیوائس فوراً آف ہو جاتی ہے جس سے مجھے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ میرا کون سا ساتھی، کون سا ایجنٹ ختم ہو گیا ہے''۔۔۔۔۔۔ بگ ماسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

میک براؤن اور رہوڈس کی ہلاکت کے بعد اس نے صفدر کو میک براؤن بنانے کا فیصلہ کیا تھا اور اس نے صفدر کو باقاعدہ میک براؤن کا میک اپ بھی کر دیا تھا۔ صفدر میک براؤن کے روپ میں اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں بگ ماسٹر نے اسے آنے کا حکم دیا تھا لیکن اسے وہاں کوئی پک کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔ نہ دوبارہ ٹرانسمیٹر پر بگ ماسٹر نے میک براؤن سے رابطہ کیا تھا۔ اب عمران کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ ایسا کیوں ہوا تھا۔ میک براؤن کے ہلاک ہوتے ہی اس کے جسم میں موجود ڈیوائس آف ہو گئی تھی جس سے بگ ماسٹر کو ان دونوں کی ہلاکت کی تصدیق ہو گئی تھی اس لئے صفدر کو وہاں کوئی لینے نہیں آیا تھا اور جان بوجھ کر نظرانداز کر دیا گیا تھا۔

''ہمیں یہاں قید کرنے کا کیا مقصد ہے''۔۔۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ہماری راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تم اور تمہارے ساتھی تھے۔ ہماری کوشش تو یہ تھی کہ ہم یہاں خاموشی سے کام کرتے رہیں لیکن رہوڈس اور میک براؤن کے سامنے آنے سے ہمارا راز کھل گیا تھا اور تم لوگ ہمارے خلاف

کبھی بھی حرکت میں آ سکتے تھے اس لئے ہم نے باقی تمام کام چھوڑ کر تم لوگوں کے خلاف کام کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن پھر تم وہاں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آ گئے۔ تمہارے آنے سے پہلے نیشنل یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ تبریز بھی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ نبیلہ یہاں ہے۔ وہ یہاں نبیلہ کو چھڑانے کے لئے آیا تھا۔ اس نے یہاں نہایت اودھم مچایا تھا لیکن آخر کار ہم نے اسے دبوچ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ یہاں دھماکے اور زبردست فائرنگ ہوئی تھی اس لئے یہاں کوئی بھی آ سکتا تھا اس لئے ہم نے فوری طور پر اس کوٹھی کو خالی کر دیا اور خفیہ راستے سے یہاں دوسری کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ جب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرنگ میں داخل ہوئے تو ہمیں فوراً تم لوگوں کا پتہ چل گیا تھا اس لئے یہاں پہلے ہی سے تمہارا انتظام کر لیا گیا تھا''...... بگ ماسٹر نے کہا۔

''اور یہ ڈائمنڈ لائٹ کا کیا چکر ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ریڈ کلب کی تباہی میں بھی میک براؤن کا ہی ہاتھ تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہمارا ارادہ پاکیشیائی فوج میں گھس کر انہیں مختلف طریقوں سے مفلوج اور ہلاک کرنے کا تھا لیکن اس کے لئے ہمیں طویل پراسس کرنا تھا۔ پھر ہمیں یہاں آ کر معلوم ہوا کہ اسرائیل کا ایک نیٹ ورک پہلے سے ہی یہاں موجود ہے جو پاکیشیا کی نسلوں کی تباہی

کے لئے کام کر رہا تھا۔ اس سینڈیکیٹ کا باس تھامسن میکلین تھا جس نے ایک نہایت زود اثر اور خطرناک نشیلا فلیور تیار کیا تھا۔ پاکیشیا میں ان دنوں منی حقے کی شکل میں شیشہ پینے کا رواج قائم ہو رہا ہے جسے ہر خاص و عام مختلف فلیور کے طور پر بڑی رغبت سے استعمال کرتا ہے۔ تھامسن میکلین نے اس نشے کو فلیور میں تبدیل کر دیا تھا جسے اس نے ڈائمنڈ لائٹ کا نام دیا تھا۔ اس نشے سے انسانی صحت کے ساتھ ساتھ انسانی دماغ پر بھی گہرے اور منفی اثرات پیدا ہو جاتے تھے جس سے چند ہی دنوں میں وہ انسان ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو جاتا تھا اور اپنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے اسے باقاعدگی سے اس فلیور کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس فلیور یا نشے کی سب سے خطرناک بات یہ تھی کہ اگر اس میں ڈی ایس نامی ایک کیمیکل کی مقدار بڑھا دی جائے تو نشہ دوچند ہو جاتا ہے اور تیز نشہ استعمال کرنے والے کو ہلکا نشہ بے حد نقصان پہنچاتا ہے۔ تیز نشہ استعمال کرنے والے کو چوبیس سے چھتیس گھنٹوں میں ہر حال میں ڈائمنڈ لائٹ پلس استعمال کرنا پڑتا ہے ورنہ اس کے اعصاب بری طرح سے متاثر ہوتے ہیں۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ اندر ہی اندر رگیں کٹ جاتی ہیں اور جسم کے سارے مسام کھل جاتے ہیں جہاں سے خون فواروں کی طرح پھوٹ نکلتا ہے اور وہ انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس مخصوص فلیور کا ہمیں پتہ چلا تو ہمیں اپنے مشن کے لئے یہ نشہ بے حد اہمیت کا

حال معلوم ہوا۔ ہم نے فوری طور پر اس نشے اوراس کے اصل
فارمولے کے حصول کے لئے کوششیں شروع کر دیں اور پھر میک
براؤن کو ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا مل گیا اور فارمولا حاصل کرتے ہی
اس نے تھامسن میکلین کو اس کے کلب سمیت اڑا دیا۔ ہم اس فلیور
کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ اس فلیور کو اگر
پاکیشائی فورس میں پھیلا دیا جاتا تو پاکیشائی فورس نہ صرف ذہنی
طور پر کمزور ہو جاتی بلکہ اعصابی طور پر بھی ختم ہو جاتی۔ اس فارمولے
میں ہمیں ایک اور خاص کیمیکل ملانا تھا جس سے فلیور کی خاصیت
اور بڑھ جاتی۔ پھر ہوتا یہ کہ ایک آدمی شیشہ استعمال کرتا اور اس
فلیور کا دھواں جہاں جہاں جاتا وہاں موجود تمام انسانوں کے دماغ
اس فلیور کے عادی ہو جاتے اور سگریٹ کو بھی ہاتھ نہ لگانے والا
آدمی اس فلیور کے استعمال پر مجبور ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ پاکیشیا
فوج تو کیا ہم ڈائمنڈ لائٹ کا خوفناک زہر پاکیشیا کی پوری قوم
سانسوں میں بھر دیتے اور پھر اس ملک کی غیور اور محب وطن عوام
کیا حال ہوتا یہ تم بہتر سوچ سکتے ہو"...... بگ ماسٹر نے طنزیہ انداز
میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

بگ ماسٹر، عمران کے دماغ پر ایک ایک کر کے ضربیں لگا رہا
جسے سن کر عمران کے دل و دماغ میں آگ کا طوفان اٹھ کھڑا
تھا۔ یہودی تو پہلے ہی پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے خواب
دیکھتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ اب ایکریمی بھی مل گئے تھے

نہ صرف پاکیشیا پر قبضہ کرنا چاہتے تھے بلکہ پاکیشیا کی فوج اورعوام کو
ڈائمنڈ لائٹ کی شکل میں اندھیروں کے سمندر میں دھکیل دینا چاہتے
تھے اور ان کی یہ سازش اس قدر گھناؤنی اور بھیانک تھی کہ عمران کا
رواں رواں کھڑا ہو گیا تھا۔ غصے اور نفرت کی شدت سے اس کی
آنکھیں انگاروں کی طرح سلگ رہی تھیں۔ اس نے دل ہی دل
میں فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ اس وقت تک چین نہیں لے گا جب
تک کہ وہ وائٹ سٹار کو مکمل طور پر ختم نہیں کر دیتا۔ اسے ڈائمنڈ
لائٹ کے اصل مصرف کا بھی علم ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے اسے یہ بھی
بتایا تھا کہ تھامسن میکلین، سلیمان کو لے کر کافرستان فرار ہو گیا ہے
اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کے خاتمے کے
بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافرستان بھی جائے گا اور وہاں جا
کر نہ صرف تھامسن میکلین کو تلاش کرے گا بلکہ اس کے سارے
سیٹ اپ اور سینڈیکیٹ کو تہس نہس کر دے گا۔

"وہ لڑکی کہاں ہے"...... عمران نے خود کو سنبھالتے ہوئے نارمل
انداز میں پوچھا۔

"وہ ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم اس پر کوئی ٹارچر نہیں کرنا
چاہتے اس لئے ہم نے اسے الگ قید کر رکھا ہے۔ وہ ہمارے لئے
بے حد اہم ہے۔ میں نے ایکریمیا سے برین سکین کرنے والی ایک
مشین منگوائی ہے جو بہت جلد یہاں پہنچ جائے گی اور پھر ہم اس
لڑکی کے دماغ سے تمام باتیں نکال لیں گے جو اس کے شعور اور

لاشعور میں ہوں گی۔اس طرح ہمیں آسانی سے پتہ چل جائے
کہ اس کے دماغ میں تاریخی سرنگ کا کیا راز ہے"...... بگ
نے کہا۔
"بہت خوب۔ اب یہ بھی بتا دو کہ تم نے مجھے یہ سب کچھ
خاص طور پر اپنے مشن کے بارے میں کیوں بتایا ہے۔ وائٹ
کے ایجنٹس تو اپنا راز چھپانے کے لئے موت قبول کر لیتے ہیں
زبان نہیں کھولتے"......عمران نے مشکوک انداز میں کہا۔
"عمران۔ میں اصول پسند آدمی ہوں۔ میں نے تمہیں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کا اصولی فیصلہ کر لیا ہے
لئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنے سے پہلے میں تمہیں
سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا۔ میری اور تمہاری باتیں تمہارے سا
بھی سن رہے ہیں۔ ہلاک ہونے کے بعد انہیں بھی یہ حیرت نہیں
رہے گی کہ وہ انجانے میں ہلاک کر دیئے گئے تھے"...... بگ
نے کہا۔
"اوہ۔ تو اب تم اور تمہارے ساتھی ہمیں ہلاک کر دو گے"۔عم
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"میرے ساتھی نہیں۔ تم سب کو میں ہلاک کروں گا۔ تمہا
ساتھیوں کو جس کمرے میں بند کیا گیا ہے اس کمرے میں
کھڑکی اور روشن دان نہیں ہے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند کر دیا
ہے جو ایئر ٹائٹ ہے۔ میں ایک بٹن پریس کروں گا اور اس کمر

میں زہریلی گیس بھر دوں گا۔ وہ لاکھ اپنے سانس روک لیں مگر اس
گیس کے اثر سے نہیں بچ سکیں گے۔ زہریلی گیس چند ہی لمحوں
میں انہیں ہلاک کر دے گی اور پھر میں اسی کمرے میں ان کی
لاشیں جلا کر راکھ کر دوں گا۔ اس طرح ان کا نام و نشان بھی باقی
نہیں رہے گا"...... بگ ماسٹر نے کہا۔
"اور میرے ساتھ کیا کرو گے"......عمران نے اطمینان بھرے
لہجے میں کہا۔
"گھبراؤ نہیں۔ تمہارے لئے بھی میں نے یہاں انتظام کر رکھا
ہے۔ تمہیں بھی تمہاری شایان شان موت ملے گی"...... بگ ماسٹر
نے ہنس کر کہا۔
"اچھا۔ کیا میری ہلاکت کے لئے یہاں بینڈ باجے بجیں گے"۔
عمران نے کہا۔
"یہ کمرہ بھی سیلڈ ہے۔ تم اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتے۔
کمرے کے فرش اور دیواروں پر لوہے کی چادریں ہیں۔ ان لوہے کی
چادروں کے پیچھے پاور ہیٹر لگے ہوئے ہیں۔ میں ان پاور ہیٹروں کو
آن کروں گا تو لوہے کی چادریں چند ہی لمحوں میں گرم ہو کر سرخ
ہو جائیں گی۔ پھر تمہارے پاس اتنی ہی زندگی ہو گی جب تک پلاسٹک
کی کرسی پگھل نہیں جاتی"...... بگ ماسٹر نے سفاکی سے کہا۔
"ارے باپ رے۔ یہ اچھی شایان شان موت ہے۔ تم تو مجھے
زندہ جلانے کا پروگرام بنا رہے ہو"......عمران نے کہا اور اس بار

بگ ماسٹر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"تمہیں کسی اور طریقے سے ہلاک کرنے کا میں کوئی رسک نہیں لے سکتا کیونکہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ تم سب یقینی موت سے بھی بچ نکلتے ہو۔ تمہاری لاشیں بھوتوں کی طرح زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ نہ تمہاری لاشیں رہیں گی اور نہ تمہارے بچ نکلنے کا کوئی امکان رہے گا"...... بگ ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی نہ رہے گا بانس اور نہ بجے کی بانسری"...... عمران نے آہ بھر کر کہا۔

"ہاں۔ بالکل"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تو پھر اپنا پروگرام شروع کرو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے"...... عمران نے سکون بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا"...... اس بار بگ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک فلم میں، میں نے ایک ڈائیلاگ سنا تھا جو کسی بے چارے شاعر نے کہا ہے۔ کہو تو عرض کروں"...... عمران نے کہا۔

"بکو"...... بگ ماسٹر نے منہ بنا کر کہا۔

"شعر کہنے کو بکنا نہیں کہتے عرض کرنا کہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بولو۔ میں سن رہا ہوں"...... بگ ماسٹر نے اسی انداز میں کہا۔

"تو دل تھام کر سنو کہ اب میری باری ہے آئی۔ فرض کیا ہے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے عرض کیا ہے۔ موت سے کب اور کس کی رشتہ داری ہے، آج تیری تو کل پھر تیری باری ہے"...... عمران نے اچھلے بھلے شعر کی جڑ مارتے ہوئے کہا۔

"میری نہیں تمہاری"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی تو یہی کہا ہے کہ تمہاری باری ہے"۔ عمران نے فوراً کہا۔

"تم سے تو بات کرنی ہی فضول ہے"...... بگ ماسٹر نے جھلا کر کہا۔

"تو مت کرو بات۔ میں نے کون سا تمہیں بات کرنے کے لئے ٹھیکہ دے رکھا ہے"...... عمران نے کہا اور دیواروں سے اچانک کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں جیسے سپیکر آف کر دیئے گئے ہوں۔

"ارے۔ اتنی جلدی بھاگ گئے۔ ابھی تو میں نے ایک شعر سنایا ہے۔ پوری قوالی تو ابھی باقی ہے۔ مگر میں قوالی کیسے سنا سکتا ہوں۔ تم نے میرے ہمنواؤں کو الگ بند کر دیا ہے۔ اب یہ اچھا تو نہیں لگے گا کہ میں یہاں بیٹھا قوالی کروں اور وہ وہاں تالیاں پیٹتے رہیں"...... عمران نے کہا لیکن بگ ماسٹر نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی دیکھ کر عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور پھر ڈیوس تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔ کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھا ہوا گریگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"باس۔ پاکیشیا سے کال ہے"...... ڈیوس نے گریگ سے مخاطب ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے۔ کس کی کال ہے"...... گریگ نے چونک کر کہا۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ وہ وائٹ سٹار کا بگ ماسٹر ہے اور اس نے ریڈ کلب کو تباہ کر دیا تھا۔ تھامسن میکلین کے پاس جو ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا تھا وہ اس کے پاس ہے اور وہ اسی سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... ڈیوس نے کہا۔

"اوہ۔ لاؤ میری بات کراؤ اس سے"...... گریگ نے کہا تو ڈیوس نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر اسے دے دیا۔

"تم جاؤ"...... گریگ نے کہا تو ڈیوس سر ہلا کر آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ییس۔ گریٹ باس سپیکنگ۔ اوور"...... گریگ نے اپنے لہجے میں بھاری پن پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"بگ ماسٹر بول رہا ہوں۔ میرا تعلق وائٹ سٹار ایجنسی سے ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرخت آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... گریگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی ہیں مسٹر گریگ۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق کس سینڈیکیٹ سے ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے کہا۔

"تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ اوور"...... گریگ نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے ہی تمہارے آدمی تھامسن میکلین کو ٹریس کیا تھا۔ اس کے کلب سے میرے ہی ایک ایجنٹ نے تمہارا ڈائمنڈ لائٹ والا فارمولا حاصل کیا تھا۔ فارمولا حاصل کرتے ہی اس ایجنٹ نے ریڈ کلب اڑا دیا تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے کہا۔

"کیا تم نے مجھے یہ سب بتانے کے لئے کال کی ہے۔ اوور"۔ گریگ نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میں تم سے سودا کرنا چاہتا ہوں۔ اوور"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"کیسا سودا۔ اوور"...... گریگ نے چونک کر کہا۔

"ڈائمنڈ لائٹ کے فارمولے کا سودا۔ اوور"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم اس فارمولے کو مجھے واپس کرنا چاہتے ہو۔ اوور"...... گریگ نے کہا۔

"زیادہ بننے کی کوشش مت کرو گریگ۔ تم جانتے ہو میرے پاس جو فارمولا ہے وہ ادھورا ہے۔ وہ ڈائمنڈ لائٹ کا اصل فارمولا نہیں ہے۔ اس فارمولے میں بنیادی کیمیکلز کا طریقہ ہے۔ ان کیمیکلز کی مکسنگ اور کوانٹٹی کے بارے میں فارمولے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو تم کیا سمجھتے تھے میں اس قدر اہم فارمولا تھامسن میکلین جیسے آدمی کے پاس رکھ چھوڑوں گا۔ اوور"...... گریگ نے منہ بنا کر کہا۔

"دیکھو گریگ۔ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ میں نے اپنے ذرائع سے تمہارا اصل نام اور تمہارے ہیڈکوارٹر کی ٹرانسمیٹر کی فریکونسی تک ٹریس کر لی ہے تو میرے لئے تمہارے ہیڈکوارٹر اور تم تک پہنچنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ اوور"...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔ اوور"...... گریگ نے غرا کر کہا۔

"کہنا نہیں۔ میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔ تمہارا اور میرا مقصد ایک ہی ہے۔ ہم دونوں پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم جس طریقہ کار کے تحت چل رہے ہو اس سے پاکیشیا کو تباہ ہوتے ہوتے بہت وقت لگ جائے گا۔ میں اس وقت پاکیشیا میں ہوں اور میں جس پلاننگ پر عمل کر رہا ہوں اس سے پاکیشیا بہت جلد ختم ہو جائے گا لیکن اس کے لئے مجھے تمہارا ڈائمنڈ لائٹ والا فارمولا بے حد پسند آیا ہے۔ اس لئے جو میں کام لے سکتا ہوں وہ تم نہیں لے سکتے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم ڈائمنڈ لائٹ کا فارمولا مجھے دے دو۔ اس کے لئے میں تمہیں منہ مانگی رقم دینے کے لئے تیار ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا پلاننگ ہے تمہاری اور تم ڈائمنڈ لائٹ سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ اوور"...... گریگ نے دلچسپی لینے والے انداز میں کہا۔

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ تم فارمولے کی قیمت بولو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے کہا۔

"سوری۔ میرا فارمولا انمول ہے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں لگ سکتی۔ تم اپنا سودا اپنے پاس رکھو۔ اوور"...... گریگ نے کہا۔

"سوچ لو۔ میں نے تمہاری ٹرانسمیٹر فریکونسی ٹریس کرا لی ہے۔ اس ٹرانسمیٹر کی فریکونسی اور رینج سے میں یہ بھی پتہ لگا سکتا ہوں کہ

تمہارا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور تم کہاں چھپے ہوئے ہو۔ میں فارمولا تو حاصل کر لوں گا لیکن پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہارا ہیڈکوارٹر۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

’’دھمکی دے رہے ہو۔ اوور‘‘...... گریگ نے جواباً غرا کر کہا۔

’’میں صرف دھمکیاں نہیں دیتا۔ جو کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں۔ میں تمہیں سوچنے کے لئے وقت دے سکتا ہوں۔ ایک روز، دو روز بس اس سے زیادہ نہیں۔ دو روز کے بعد میں تمہیں دوبارہ کال کروں گا۔ اگر تمہارا جواب ہاں میں ہوا تو ٹھیک ورنہ میری ایجنسی حرکت میں آ جائے گی اور پھر جو کچھ ہو گا اس کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ اوور اینڈ آل‘‘...... دوسری طرف سے بگ ماسٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور گریگ کا جواب سنے بغیر اس نے رابطہ ختم کر دیا اور گریگ حیرت سے ٹرانسمیٹر کو گھورنے لگا۔ چند لمحے وہ ٹرانسمیٹر کو گھورتا رہا۔ اس لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ڈیوس گھبرائے ہوئے انداز میں اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

’’غضب ہو گیا باس۔ کسی نے ہیڈکوارٹر کا مین کنٹرول روم تباہ کر دیا ہے‘‘...... ڈیوس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو گریگ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

’’یہ کیسے ہوا‘‘...... گریگ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

’’مم۔ مم۔ میں نہیں جانتا باس۔ آپ نے مجھے سیکشن تھری میں

ئمنڈ لائٹ کے نئے سیمپل لانے کے لئے بھیجا تھا۔ میں وہیں تھا۔ ں سیکشن کے ٹرانسمیٹر پر کال آئی تھی اور ٹرانسمیٹر میں نے آپ کو دیا تھا۔ اب میں کنٹرول روم میں گیا تو وہاں تباہی مچی ہوئی تھی۔ ام سکرینیں اور مشینیں تباہ ہو چکی ہیں جیسے وہاں بم مارے گئے ں‘‘...... ڈیوس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ کس نے کیا ہو گا یہ سب۔ کون غدار ہے یہاں‘‘۔ گریگ نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

’’مم۔ مم۔ میں نہیں جانتا باس۔ اور ایک بری خبر اور ہے‘‘۔ س نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

’’کیا۔ جلدی بتاؤ‘‘...... گریگ نے غضبناک انداز میں کہا۔

’’باس۔ کنٹرول روم سے ملحقہ راہداری میں بیس سے چالیس ک جو کمرے ہیں ان کمروں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کمروں میں جھانک کر دیکھا تو کمرے کے مکینوں کی وہاں شیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے ر اس زون کے تمام افراد کا تعلق سپر لیبارٹری سے تھا جو ڈائمنڈ ٹ کی مکسنگ مشینوں کو کنٹرول کرتے ہیں‘‘...... ڈیوس نے کہا۔

’’بیس افراد کو ان کے کمروں میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے ہیڈکوارٹر میں کون گھس آیا ہے جس نے یہ سب کیا ہے‘‘...... گریگ نے حیرت اور انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میں نے تمام رومز کی سیکورٹی کو الرٹ کر دیا ہے باس۔ وہ

ہیڈکوارٹر میں پھیل کر اس نامعلوم دشمن کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ جو
کوئی بھی ہوگا بہت جلد پکڑا جائے گا"...... ڈیوس نے کہا۔

"آخر ہمارا یہ نیا دشمن کون ہوسکتا ہے۔ اس جاسوس خانساماں کو
تم نے بے ہوشی کی ہی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا
اس کی لاش بھی تم نے فوراً برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دی تھی۔ پھر
یہ سب کیسے ہوگیا"...... گریگ نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود بھی سمجھ نہیں آ رہا باس۔ میں نے تو"...... ڈیوس کہتے
کہتے رک گیا اور پھر وہ یکلخت چونک کر گریگ کی طرف دیکھنے لگا
دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑتی نظر آئیں۔

"کیا ہوا۔ تم اس طرح میری طرف کیا دیکھ رہے ہو"......
گریگ نے حیرت سے پوچھا۔

"تت۔ تت۔ تم۔ یہ سب تم نے کیا ہے"...... ڈیوس نے
ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے
مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ گریگ کی طرف کر دیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو ڈیوس۔ گن نیچے کرو۔ میں گریگ ہوں۔
تمہارا باس۔ باس پر گن تاننے کا مطلب جانتے ہو تم"...... گریگ
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم باس نہیں ہو۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو ورنہ"...... ڈیوس نے
غراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو"...... گریگ نے
غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اسی لمحے
ڈیوس نے ٹریگر دبا دیا۔ زور دار دھماکے سے ایک شعلہ سا نکلا اور
گریگ کو اپنے کان کے پاس سے زائیں کی تیز آواز سنائی دی۔
گولی اس کے کان کے بالکل قریب سے گزر کر پیچھے دیوار میں جا
لگی تھی۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ اس بار گولی ٹھیک تمہارے سر میں گھس
جائے گی"...... ڈیوس نے حلق کے بل غرا کر کہا تو گریگ کے ہاتھ
بے اختیار اوپر اٹھتے چلے گئے۔

"تم بہت غلط کر رہے ہو ڈیوس۔ تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے
گا"...... گریگ نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

"بکواس بند کرو اور میز کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آ جاؤ۔
جلدی"...... ڈیوس نے تیز لہجے میں کہا اور گریگ اسے گھورتا ہوا میز
کے پیچھے سے نکل آیا۔ پھر اچانک گریگ اس طرح سے چونکا جیسے
اس نے ڈیوس کے عقب میں کسی کو دیکھا ہو۔ اسے چونکتے ہوئے
دیکھ کر ڈیوس بجلی کی سی تیزی سے مڑا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ ڈیوس
غصے سے گریگ کی طرف پلٹا ہی تھا کہ کوئی چیز اڑتی ہوئی پوری
قوت سے اس کے سر سے ٹکرائی۔ ڈیوس کے منہ سے ایک زور دار
چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر گیا۔

گریگ اسے چکمہ دینے کے لئے جان بوجھ کر چونکا تھا۔ جیسے

ہی ڈیوس اس کے جھانسے میں آیا اور دوسری طرف پلٹا گریگ نے بڑی پھرتی سے میز پر پڑا ہوا بھاری پیپر ویٹ اٹھا کر اسے کھینچ مارا تھا۔ ڈیوس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اب بھلا گریگ اسے کہاں موقع دینے والا تھا۔ وہ ایک ہی چھلانگ میں اس کے قریب آ گیا اور اس کی ٹانگ چلی اور ڈیوس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ گریگ کی دوسری لات چلی اور ڈیوس بری طرح سے چیختا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

”خس کم جہاں پاک۔ لگتا ہے اس پاپی نے مجھے سچ مچ پہچان ہی لیا تھا“...... اچانک گریگ کے منہ سے بدلی ہوئی آواز نکلی۔ یہ آواز سلیمان کے سوا اور کس کی ہو سکتی تھی۔ گریگ اسے لے کر جب اپنے مخصوص دفتر میں گیا تھا تو سلیمان نے اسے فوراً چھوڑ دیا تھا اور خنجر ایک طرف پھینک کر اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا تھا جو اسے گونگے کے کمرے سے ملا تھا۔

گریگ اس کے سامنے کھڑا اسے غصے سے گھور رہا تھا۔ سلیمان کمرے کا جائزہ لے رہا تھا تو اسے وہاں چار سی سی کیمرے دکھائی دیئے۔ اس نے ان کیمروں کو گولیاں مار کر ناکارہ بنا دیا تاکہ اس کی کمرے میں پوزیشن کوئی چیک نہ کر سکے۔ پھر سلیمان نے گریگ کو دوسری طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ سائیلنسر لگے ریوالور کی وجہ سے گریگ فوراً دوسری طرف مڑ گیا تھا۔ سلیمان دبے قدموں اس کی طرف بڑھا اور پھر اس نے گریگ کے سر پر ریوالور کا دستہ مار

دیا۔ گریگ کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ لہرا کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سلیمان کی دوسری ضرب نے اسے فوراً ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا۔

گریگ کو بے ہوش کرنے کے بعد سلیمان نے وقت ضائع کیے بغیر گریگ کا لباس اتار کر خود پہن لیا اور اپنا سیاہ لباس اتار کر گریگ کو پہنا دیا۔ اس نے گریگ کے آفس کی تلاشی لی تو توقع کے مطابق اسے ایک الماری میں میک اپ باکس مل گیا۔ میک اپ باکس دیکھ کر سلیمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ میک اپ باکس لے کر گریگ کے پاس آ گیا اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ وہ نہایت ماہرانہ انداز میں اپنا میک اپ کر رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں وہ گریگ کے رنگ و روپ میں تھا۔ اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے کر وہ گریگ پر جھک گیا اور اس نے گریگ پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے سامنے سلیمان موجود تھا۔ وہ اس ہیڈ کوارٹر میں بدستور بلیک ماسٹر کے ہی میک اپ میں رہا تھا۔

گریگ کا میک اپ کرنے کے بعد سلیمان نے اس کے منہ پر نقاب بھی چڑھا دیا تھا۔ ابھی سلیمان، گریگ کو ہلاک کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا۔ اس نے بوکھلا کر اپنا سانس روکنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ سانس کے ذریعے گیس کے اثرات اس کے دماغ میں چڑھ

گئے تھے۔ وہ لہرایا اور بے ہوش ہو کر وہیں گر گیا تھا۔ جب اسے
ہوش آیا تو وہ ایک آرام دہ بستر پر تھا۔ اس کے سر پر ڈیوس کھڑا
تھا۔ ڈیوس کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے سلیمان پریشان ہو گیا تھا
لیکن جب ڈیوس نے اسے باس مخاطب کر کے اس کی خیریت
دریافت کی تو سلیمان کو سکون آ گیا۔ ڈیوس نے اسے نہیں پہچانا
تھا۔ ڈیوس نے اسے بتایا کہ چونکہ اس کی جان کو خطرہ تھا اس لئے
اس نے باتھ روم کے روشن دان سے اس کے آفس میں بے ہوشی
کی گیس پھیلائی تھی تا کہ اس کے ساتھ جاسوس خانساماں بھی بے
ہوش ہو جائے اور یہی ہوا تھا۔

ڈیوس نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی
اس نے بے ہوش جاسوس خانساماں کو گولیاں مار کر چھلنی کر دیا تھا
اور پھر اس نے وقت ضائع کئے بغیر جاسوس خانساماں کی لاش برقی
بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی تھی۔ اس کی باتیں سن کر سلیمان کانپ
اٹھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے بروقت گریگ کو بے ہوش
کر کے اس کا لباس پہن کر اس کا میک اپ نہ کیا ہوتا تو اب تک
ڈیوس کے ہاتھوں وہ ہلاک ہو گیا ہوتا اور اس گریگ کی جگہ برقی
بھٹی میں اس کی لاش کی راکھ ہوتی۔ گریگ کی آواز نکالنا سلیمان
کے لئے مشکل تو تھا لیکن اس نے گیس کے اثر کی وجہ سے گلا
خراب ہونے کا بہانہ بنا کر کام چلا لیا تھا اور اس پر ڈیوس نے بھی
کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ سلیمان، گریگ کا روپ دھار کر ہیڈکوارٹر

معائنہ کرتا رہا تھا۔ وہ ہیڈکوارٹر کے ایک ایک حصے میں گیا تھا۔
ں نے وہ فیکٹری بھی دیکھی جہاں ڈائمنڈ لائٹ اصل شکل میں تیار
لیا جاتا تھا اور اس کی پیکنگ کی جاتی تھی۔ سلیمان چونکہ گریگ
کے میک اپ میں تھا اس لئے وہ اب کہیں بھی جا سکتا تھا۔
گریگ کا سینڈیکیٹ بہت بڑا تھا۔ ہیڈکوارٹر میں سیکورٹی سخت
ی اور وہاں مختلف سیکشن بنے ہوئے تھے جہاں بے شمار افراد تھے
ینڈیکیٹ کے لئے کام کرتے تھے۔ اس ہیڈکوارٹر میں اسلحے کا
ت بڑا ذخیرہ بھی تھا جسے دیکھ کر سلیمان کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔
ں اسلحے کو دیکھ کر سلیمان کو ایسا لگ رہا تھا جیسے گریگ ڈائمنڈ لائٹ
یلانے کے ساتھ ساتھ کسی ملک پر حملہ کرنے کی تیاری بھی کر رہا
ھ۔ سلیمان نے ہیڈکوارٹر کے باہر کا بھی جائزہ لیا تھا۔ ہیڈکوارٹر
ی گھنے جنگلوں میں بنایا گیا تھا اور باہر بھی سیکورٹی کا سخت انتظام
۔ سلیمان کے لئے مشکل یہ تھی کہ اس کی حرکات و سکنات کو
ڈکوارٹر کے کنٹرول روم سے کبھی بھی چیک کیا جا سکتا تھا اور اس
نٹرول روم کا انچارج ڈیوس تھا جو ہیڈکوارٹر کے ایک ایک حصے پر
ر رکھتا تھا۔

سلیمان نے ڈیوس کو ایک سیکشن میں بھیج دیا تھا اور اس نے
ٹرول روم میں جا کر مشین گن کے برسٹ مار کر نہ صرف کنٹرول
م کی تمام سکرینیں توڑ دی تھیں بلکہ دو پلاسٹک بموں سے اس نے
ینوں کے بھی پرزے اڑا دیئے تھے۔ کنٹرول روم سے ملحقہ گیلری

میں بے شمار کمرے تھے جہاں ڈائمنڈ لائٹ کو تیار کرنے والے
مخصوص افراد موجود تھے۔ سلیمان کے پاس سائیلنسر لگا ریوالور تھا
اس نے ایک ایک کمرے میں جا کر ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک
کر دیا تھا۔ کمرے میں موجود افراد اسے باس سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے
تھے اور اس کے سامنے کوئی مزاحمت نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی
کہ انہیں گولیاں مارنے میں سلیمان کو کوئی تردد نہ ہوتا تھا۔ وہ چونکہ
اس ہیڈکوارٹر میں اکیلا تھا اس لئے وہ سوچ سمجھ کر اقدام کر رہا تھا
وہ اس ہیڈکوارٹر کے افراد کو ایک ایک کر کے اور اطمینان سے ہلاک
کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی پر اس کی اصلیت ظاہر نہ ہو اور پھر وہ
ہیڈکوارٹر کو فیکٹری سمیت تباہ کر کے یہاں سے نکل جاتا۔

تمام کام وہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا۔ ڈیوس
سمیت وہاں موجود تمام افراد ان کارروائیوں کو ہیڈکوارٹر میں نئے
اور انجان دشمن کی کارروائیاں سمجھ رہے تھے اور سلیمان یہی چاہتا
لیکن اب جس طرح ڈیوس چونکا تھا اور اس نے سلیمان پر گن تان
لی تھی سلیمان کو سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ اس سے ایسی کون سی
ہوئی ہے کہ ڈیوس نے اسے پہچان لیا تھا۔ ڈیوس اس کے قدموں
کے پاس بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کا مشین پسٹل اب سلیمان کے
ہاتھوں میں تھا اور سلیمان سوچ رہا تھا کہ وہ اسے ہلاک کر دے
زندہ رہنے دے۔ ڈیوس اس کا نمبر ٹو تھا اور ہیڈکوارٹر سے لے
باہر تک کے تمام کام وہی سرانجام دیتا تھا۔ ڈیوس سے بات چ

کرنے سے سلیمان کو یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ تھامسن میکلین اور
اسے پاکیشیا سے یہاں لانے کا سارا انتظام بھی ڈیوس نے ہی کیا
تھا اور ڈیوس ہی وہ آدمی تھا جو اسے واپس پاکیشیا پہنچا سکتا تھا۔

سلیمان کے پاس اختیار تھا۔ وہ اب اس ہیڈکوارٹر کو آسانی سے
تباہ کر سکتا تھا لیکن ہیڈکوارٹر کو تباہ کر کے وہ کہاں جاتا۔ وہ کافرستان
کے دور دراز کے جنگلوں میں تھا جہاں سے نکل کر اس کے لئے
پاکیشیا پہنچنا بے حد مشکل تھا اس لئے وہ ڈیوس کو ہر حال میں زندہ
رکھنا چاہتا تھا لیکن اب ڈیوس نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ بے ہوش
تھا لیکن ہوش میں آنے کے بعد وہ اس کا ساتھ دیتا اب یہ تقریباً
ناممکنات میں سے تھا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اچانک اسے کوئی
خیال آیا۔ اس نے مڑ کر مشین پسٹل میز پر رکھا اور دائیں طرف
موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔
الماری کے ایک خانے میں رسی کا بنڈل تھا۔ وہ رسی کا بنڈل لے کر
ڈیوس کے پاس آ گیا اور پھر رسی کھول کر وہ ڈیوس کو باندھنے لگا۔
وہ ڈیوس کو باندھ کر اس سے پاکیشیا جانے کے راستوں اور طریقہ
کار کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کے
پاس ڈیوس سے پوچھ گچھ کرنے کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں رہ گیا تھا۔

ڈیوس کو باندھ کر اس نے آفس کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ
آفس سے ملحقہ کچن میں گھس گیا۔ کچن سے وہ سرخ مرچوں کا ایک
جار لے کر آ گیا اور ڈیوس کے سامنے رکھ کر بڑے اطمینان سے

زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیوس کی ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس روک دیا۔ سانس رکتے ہی ڈیوس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر سلیمان نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ ہوش میں آتے ہی ڈیوس کا چہرہ تکلیف کی وجہ سے بگڑ گیا تھا۔ اس کے سر پر لگنے والے پیپر ویٹ نے اس کا سر پھاڑ دیا تھا اور اس کے سر سے نکلنے والا خون اس کے چہرے پر پھیل گیا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے“...... شعور جاگتے ہی ڈیوس نے بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہاری مزاج پرسی کرنے کے لئے“...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے اصل آواز میں کہا۔

”تمہاری آواز۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا شک صحیح تھا۔ تم۔ تم۔ وہی خانساماں ہو۔ جاسوس خانساماں“...... ڈیوس نے حیرت اور غصے سے کہا۔

”ہاں اور اس جاسوس خانساماں کا نام سلیمان پاشا عرف گریٹ بانکے میاں ہے“...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو دس بارہ منٹ میں باس کے آفس میں بے ہوشی کی گیس پھیلا دی تھی۔ اتنے کم وقت

میں تم نے باس کا میک اپ کیسے کر لیا اور تمہارے جسم پر باس کا لباس بھی تھا“...... ڈیوس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے لئے دس بارہ منٹ ہی بہت تھے۔ میں جو کام کرتا ہوں اسی تیزی سے کرتا ہوں۔ میرا صاحب مجھے ایک منٹ میں چائے بنا کر لانے کا حکم دیتا ہے تو میں پندرہ سے بیس سیکنڈوں میں گرم گرم چائے کا کپ اس کے سامنے لا کر رکھ دیتا ہوں کیونکہ ان کے لئے میں نے پہلے ہی چائے بنا کر فلاسک میں رکھی ہوتی ہے۔ اس طرح میں صاحب کے ناشتے اور کھانے پینے کے لوازمات بھی پہلے سے تیار کر کے فریزر میں رکھ دیتا ہوں۔ ادھر صاحب آواز دیتا ہے ادھر ناشتہ اور کھانا ان کی ٹیبل پر ہوتا ہے۔ مجھے بس ایک دو منٹ کے لئے ناشتہ اور کھانا مائیکرو ویو اوون میں ہی رکھنا پڑتا ہے اور صاحب یہ سمجھتا ہے کہ میں سارے کام جھٹ پٹ کرنا جانتا ہوں اور اسے فریش چائے، فریش ناشتہ اور فریش کھانا ملتا ہے“۔ سلیمان نے بے تکی ہانکتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تمہارے دھوکے میں باس کو میں نے اپنے ہی ہاتھوں گولیاں مار دی تھیں۔ کاش مجھے پتہ ہوتا کہ وہ تم نہیں باس تھے تو میں تمہیں اس وقت ختم کر دیتا“...... ڈیوس نے غراتے ہوئے کہا۔

”اپنی اپنی قسمت ہے پیارے۔ جس کی موت جس کے ہاتھوں لکھی ہوتی ہے اسے ہی ملتی ہے۔ گریگ کی موت تمہارے ہاتھوں لکھی گئی تھی اس لئے تم نے اسے مار دیا۔ اب تمہاری موت میرے

ہاتھوں کی لکیریوں میں ہے‘‘...... سلیمان نے کہا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو‘‘...... ڈیوس نے چونک کر کہا۔

’’نہیں۔ میں تمہیں زندہ رکھ کر تمہارا اچار بنا کر کھانا چاہتا ہوں‘‘۔ سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

’’نہیں۔ تم مجھے ہلاک نہیں کر سکتے‘‘...... ڈیوس نے کہا۔

’’کیوں۔ تمہیں ہلاک کرتے ہوئے مجھے ڈر لگے گا کیا‘‘۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

’’تم پاکیشائی ہو سلیمان۔ تم نے اگر مجھے ہلاک کر دیا تو تم اس ہیڈکوارٹر سے تو نکل جاؤ گے لیکن باہر گھنا اور بہت بڑا جنگل ہے۔ اس جنگل سے نکلنا اور پھر تمہارے لئے واپس پاکیشیا جانا ناممکن ہو گا۔ یہ کام صرف میں کر سکتا ہوں۔ صرف میں‘‘...... ڈیوس نے کہا۔

’’دنیا میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جو نہ ہو سکے۔ اس کے لئے بس ہمت اور محنت درکار ہوتی ہے۔ ہمت اور محنت کرنے والے اب تک چاند پر بھی جا چکے ہیں اور تم میرے پاکیشیا جانے کی بات کر رہے ہو‘‘...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

’’پھر بھی۔ میری مدد کے بغیر تم پاکیشیا نہیں جا سکو گے‘‘۔ ڈیوس نے کہا۔

’’تو کیا تم میری مدد کرو گے‘‘...... سلیمان نے پوچھا۔

’’نہیں۔ کبھی نہیں‘‘...... ڈیوس نے ادھر ادھر سر مار کر کہا۔

’’پھر میں تمہیں زندہ کیوں رکھوں۔ بولو‘‘...... سلیمان نے اسے گھور کر کہا۔ اس بار ڈیوس نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

’’اچھا یہ بتاؤ میں کب سے تمہارے ساتھ ہوں۔ اس سے پہلے تو تمہیں مجھ پر شک نہیں ہوا تھا۔ پھر اب اچانک تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں تمہارا باس گریگ نہیں ہوں‘‘...... سلیمان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’تم نے باس کا کامیاب میک اپ کر رکھا ہے۔ تمہاری آواز باس سے تو نہیں ملتی مگر تمہارا لہجہ باس جیسا ہی تھا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ تمہاری آواز گیس کے اثر کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے لیکن تمہارا اس طرح اچانک مجھے سیکشن تھری میں بھیجنا اور میرے واپس آنے پر کنٹرول روم کا تباہ ہونا اور بیس افراد کی ہلاکت نے مجھے بری طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں نے ان لاشوں کو دیکھا تھا۔ وہ کمروں میں جس طرح ہلاک کئے گئے تھے وہاں مزاحمت کے کوئی آثار نہیں تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی جاننے والا ان کے پاس گیا ہو اور اس نے ان سب کو گولیاں مار دی ہوں۔ ان لاشوں کی آنکھوں میں، میں نے حیرت دیکھی تھی جیسے انہیں یقین ہی نہ آیا ہو کہ آنے والا انہیں گولیاں مار سکتا ہے اور مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ ان کمروں میں یا تو تم جا سکتے ہو یا پھر میں۔ پھر میں نے تمہیں غور سے دیکھا تو مجھے تمہاری دونوں آنکھوں میں فرق نظر آیا۔ تم نے باس جیسی آنکھیں بنانے کے لئے جو لینز لگا رکھے تھے ان میں

سے دائیں آنکھ کا لینز اترا ہوا تھا اور تمہاری بغیر لینز والی آنکھ دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ تم کون ہو"...... ڈیوس نے کہا تو سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے واقعی اس بات کا پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ اس کی آنکھ کا لینز کب اور کیسے اتر گیا اور یہ فرق اس کی پہچان بتانے کے لئے کافی تھا۔

"اوہ۔ تمہارے آنے سے پہلے میں واش روم گیا تھا۔ میں نے ہاتھ منہ دھو کر اپنا چہرہ اور آنکھیں تولیئے سے صاف کی تھیں۔ شاید اس وقت میری آنکھ سے لینز نکل گیا ہو"...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہے تم واقعی بہت چالاک اور خطرناک انسان ہو۔ باس تمہیں جاسوس خانساماں کہتا تھا۔ لیکن تم تربیت یافتہ ایجنٹوں سے کم نہیں ہو"...... ڈیوس نے کہا۔

"تعریف کا شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ میں یہاں سے کیسے نکل سکتا ہوں۔ میں نے یہاں سے نکل کر ہر حال میں پاکیشیا پہنچنا ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"میری مدد کے بغیر تم یہاں سے نہیں جا سکو گے اور میں تمہاری مدد کروں گا نہیں"...... ڈیوس نے کہا۔

"وہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تم ڈھیٹ انسان ہو۔ آسانی سے میری بات مانو گے نہیں اس لئے میں کچن سے یہ جار لے آیا ہوں۔ اس جار میں سرخ پسی ہوئی مرچیں ہیں۔ تمہاری زبان کسی

اور طریقے سے کھلے یا نہ کھلے مگر یہ سرخ مرچیں تمہاری زبان کھولنے کے لئے بے حد معاون ثابت ہوں گی"...... سلیمان نے پسی ہوئی سرخ مرچوں کا جار اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سس۔ سرخ مرچیں۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ تم ان کا کیا کرو گے"...... ڈیوس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... سلیمان نے کہا اور جار کا ڈھکن کھولنے لگا۔ جار کا ڈھکن کھول کر اس نے مرچیں اپنی ہتھیلی پر ڈال لیں اور جار ایک طرف رکھ دیا۔ اس نے سرخ مرچوں سے بھرا ہوا ہاتھ ڈیوس کے چہرے کے سامنے کر دیا۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"...... ڈیوس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اچانک اس کے منہ سے تیز چیخ نکلی اور وہ رسیوں میں بندھا ہونے کے باوجود بری طرح سے تڑپنے لگا۔ سلیمان نے اچانک ہتھیلی پر زور سے پھونک مار دی تھی۔ سرخ مرچوں کا پاؤڈر اڑ کر ڈیوس کے منہ پر جا پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں اور منہ میں مرچیں بھر گئی تھیں اور کچھ مرچیں اس کے سر کے زخم پر بھی پڑی تھیں جس سے اس کے جسم میں آگ سی بھر گئی تھی اور وہ بری طرح سے تڑپتا ہوا چیخ رہا تھا۔

"کیوں۔ لطف آ رہا ہے نا۔ واہ۔ واہ۔ تیکھی مرچوں کا واقعی اپنی ہی لطف ہوتا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"تم۔ تم۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا"...... ڈیوس نے حلق کے

بل چیختے ہوئے کہا۔ گریگ کا آفس چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے سلیمان بے فکر تھا کہ اس کی چیخیں باہر نہیں جا سکتیں۔ سلیمان نے جار سے اور مرچیں نکال لی تھیں۔ ڈیوس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا۔ وہ زور زور سے چھینک رہا تھا۔ سلیمان نے پھونک مار کر اس کے چہرے پر اور مرچیں پھینکیں تو اس کے منہ سے نکلنے والی چیخیں کمرے کی چھت اڑانے لگیں۔ تکلیف کی وجہ سے ڈیوس کا چہرہ بری طرح سے بگڑ گیا تھا اور چھینکیں مار مار کر اس کا حال بد سے بدتر ہوتا جا رہا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ مجھے کچن سے جا کر کوئی چاقو یا چھری لانی چاہئے۔ میں تمہارے جسم پر کٹ لگاؤں گا اور ان زخموں میں مرچوں کے ساتھ نمک بھروں گا تو تمہیں اور زیادہ لطف آ جائے گا“...... سلیمان نے کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں رک جاؤ۔ تم سفاک درندے ہو۔ تم ظالم ہو۔ تم۔ تم“...... ڈیوس نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”اور کوئی القابات دینے ہیں تو وہ بھی دے دو۔ میں تو وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا“...... سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ پلیز۔ رک جاؤ۔ مم۔ مم۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ تت۔ تم جو کہو گے میں تمہاری ہر بات مانوں گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں واپس پاکیشیا پہنچا دوں گا۔ فار گاڈ سیک۔ مجھ پر اور ظلم مت کرو۔ مجھ سے یہ عذاب برداشت نہیں ہو

رہا۔ یہ عذاب بے حد خوفناک ہے۔ بے حد بھیانک“...... ڈیوس نے بری طرح سے تڑپتے ہوئے کہا۔ آخری الفاظ کہتے ہوئے اس کی آواز بے حد کم ہو گئی تھی جیسے مرچوں کے عذاب نے اس کے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہو۔ اس کی چیخیں ختم ہو گئی تھیں اور وہ ساکت ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو گیا ہو۔

”ارے۔ اتنی جلدی ہمت ہار گئے۔ ابھی تو میں نے تم پر صرف سرخ مرچیں ہی پھینکی ہیں۔ میں تو کچن سے سلاخیں گرم کر کے لانے کا سوچ رہا تھا۔ گرم گرم سلاخوں سے تمہاری آنکھیں پھوڑتا، تمہارا جسم داغدار کرتا اور پھر چھری چاقو سے تمہاری ناک کاٹتا، تمہارے دونوں کان کاٹتا اور تمہارے چہرے کا حلیہ بگاڑ دیتا جسے دیکھ کر دوسرے تو کیا تم خود بھی سہم جاتے۔ لیکن تم تو سرخ مرچوں کی بھی تاب نہ لا سکے“...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے اچانک ڈیوس کی ناک اور اس کے منہ سے خون نکلتے دیکھا۔

”خون۔ ارے باپ رے۔ یہ سرخ مرچیں ہیں یا خون“۔ سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔ اس نے ڈیوس کی گردن کی ایک مخصوص رگ کو انگلیوں سے دبا کر دیکھا تو اس کا رنگ اڑ گیا۔ وہ تیزی سے ڈیوس پر جھپٹا اور اس کے دل کی دھڑکن اور اس کی نبضیں چیک کرنے لگا لیکن ڈیوس کا جسم بے جان ہو چکا تھا۔ ڈیوس کے

چہرے پر جو اذیت اور تکلیف کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے ان سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ ہارٹ پیشنٹ تھا اور اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ سرخ مرچوں کی اذیت نے سیدھا اس کے دل پر اثر کیا تھ جو اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا تھا۔

"گئی بھینس پانی میں۔ یہ تو سچ مچ ہلاک ہو گیا ہے۔ اب میں کیا کروں"...... سلیمان نے دھب سے بیٹھتے ہوئے کہا اور اس نے پریشانی کے عالم میں اپنا سر پکڑ لیا اور حسرت بھری نظروں سے ڈیوس کی طرف دیکھنے لگا جیسے ڈیوس کے ساتھ ساتھ اس کی بھی جان نکل گئی ہو۔ ڈیوس ہی وہ واحد انسان تھا جو اسے پاکیشیا پہنچا سکتا تھا لیکن وہ سرخ مرچوں کا عذاب برداشت نہیں کر سکا تھا اور ہلاک ہو گیا تھا۔ اب سلیمان کے لئے اس ہیڈکوارٹر سے نکلنا بے حد مشکل تھا۔ اچانک سلیمان کی نظریں وال کلاک پر پڑیں تو وہ بوکھلا کر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے باپ رے۔ ایک گھنٹہ۔ صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔ اگر میں ایک گھنٹے کے اندر اندر اس ہیڈکوارٹر اور اس جنگل سے نہ نکلا تو ان سب کے ساتھ میں بھی یہیں ہلاک ہو جاؤں گا"...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اسلحے کے ذخیرے میں چند ٹائم بم لگا رکھے تھے جنہیں اس نے چار گھنٹوں پہ فکس کیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ان چار گھنٹوں میں وہ یہاں سے نکل جائے گا اور اس کے جاتے ہی ٹائم بم پھٹ پڑیں گے جس

سے اسلحے کا ذخیرہ تباہ ہو جائے گا اور اس ذخیرے سے نہ صرف ہیڈکوارٹر تباہ ہو جائے گا بلکہ جنگل کا بھی بہت سا حصہ جل کر راکھ بن جائے گا۔

سلیمان نے ٹائم بم جہاں چھپائے تھے انہیں کوئی آسانی سے تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ اسلحہ کے اس ذخیرے تک جانے کا راستہ تو سلیمان جانتا تھا لیکن جس تہہ خانے میں اسلحہ تھا اس کا دروازہ بند تھا اور وہ بند دروازہ صرف کنٹرول روم سے ہی کھولا جا سکتا تھا جسے سلیمان نے تباہ کر دیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اگر سلیمان چاہتا بھی تو وہاں جا کر ان بموں کو ڈی فیوز نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے پاس اب صرف ایک گھنٹے کا وقت تھا۔ اس ایک گھنٹے میں اسے ہر حال میں اس ہیڈکوارٹر سے نکلنا تھا ورنہ اس ہیڈکوارٹر کی خوفناک تباہی سے وہ بھی نہیں بچ سکتا تھا۔

سلیمان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اسے اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے ہیڈکوارٹر سے ہی باہر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ ہیڈکوارٹر سے باہر جا کر اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس کے بارے میں اسے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ پھر اچانک وہ ٹھٹھک گیا۔ اس کے چہرے پر ایک امید افزا روشنی کی چمک ابھر آئی تھی۔ جیسے اسے خوفناک تباہی سے بچ نکلنے کا راستہ مل گیا ہو۔

عمران کی ہدایات پر ٹائیگر پہلے ہی آر کالونی پہنچ گیا تھا۔ اس نے کوٹھی نمبر ستائیس سے کافی فاصلے پر اپنی کار روک دی تھی اور آگے آ کر اس نے کوٹھی کا بغور جائزہ لیا اور درختوں کی طرف آ گیا جو سڑک کے دوسرے کنارے پر بڑی تعداد میں موجود تھے۔ عمران کی ہدایات پر وہ یہاں سیکرٹ سروس کی نگرانی کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر عقب سے انہیں کوئی خطرہ ہو تو وہ ہر صورت میں انہیں اس خطرے سے محفوظ رکھ سکے۔

تھوڑی ہی دیر میں سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں پہنچ گئے۔ وہ تین کاروں میں آئے تھے اور تیزی سے جولیا کی ہدایات پر کوٹھی کے گرد پھیل گئے تھے۔ ٹائیگر دور سے ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ کچھ دیر بعد عمران بھی وہاں پہنچ گیا اور پھر اس نے عمران کو صفدر کے ساتھ کوٹھی کی دوسری طرف جاتے دیکھا۔ سیکرٹ سروس کے

ممبران درختوں کی طرف آ رہے تھے اس لئے ٹائیگر مزید پیچھے ہٹ گیا تھا تاکہ وہ اسے نہ دیکھ سکیں۔ اس طرف گھنے درخت تھے۔ ٹائیگر ایک درخت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اچانک اسے عجیب سا احساس ہوا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ وہاں اکیلا نہ ہو بلکہ اس کے آس پاس کوئی اور بھی ہو۔ اس کی نظریں سرچ لائٹ کی طرح گردش کرنے لگیں۔ اس نے درخت کے پیچھے سے سر نکال کر دوسرے درخت کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے درخت کے پاس اسے ایک سیاہ پوش کا کاندھا دکھائی دیا جو دوسری طرف متوجہ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہو۔ ٹائیگر اسے دیکھ کر فوراً درخت کی اوٹ سے نکلا اور خرگوشوں کی طرح بھاگتا ہوا اس درخت کے پاس آ گیا جس کی دوسری طرف سیاہ پوش تھا۔ پھر اچانک ٹائیگر کے کانوں میں ہلکی سی سرگوشی کی آواز ابھری اور ٹائیگر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اب اس کی تمام تر توجہ اس آواز کی طرف تھی۔

”یس باس۔ وہ سب آ گئے ہیں اور انہوں نے کوٹھی کا محاصرہ کر لیا ہے۔ میں انہیں ٹیلی سکوپ سے بخوبی دیکھ سکتا ہوں۔ اوور“۔ سیاہ پوش کسی کو رپورٹ دے رہا تھا۔ اوور کہنے پر ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔

”ان کی تعداد کتنی ہے۔ اوور“...... ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”گیارہ افراد ہیں باس۔ تین لڑکیاں اور باقی سب مرد ہیں۔ ان میں ایک آدمی ابھی آیا ہے وہ عمران ہے۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”عمران کہاں ہے۔ اوور“...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”وہ ابھی ابھی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ کوٹھی کے عقب کی طرف گیا ہے۔ شاید وہ کوٹھی میں عقبی راستے سے اندر جانا چاہتا ہے۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران ہی ہے۔ اوور“...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”یس باس۔ میں اسے بخوبی پہچانتا ہوں۔ اوور“...... سیاہ پوش نے جواب دیا۔ ٹائیگر کو اس سیاہ پوش پر بے حد غصہ آ رہا تھا جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹ دے رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ فوری طور پر اس سیاہ پوش کو ٹریپ کر لے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹ دے رہا ہے لیکن پھر وہ کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچنے کے لئے رک گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی تر نوالہ نہیں ہیں جو آسانی سے نگلے جا سکیں۔

”وہ سب اندر چلے گئے ہیں۔ شاید اب وہ تہہ خانوں کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ سرنگ تک پہنچ جائیں گے۔

اوور“...... دوسری طرف سے باس نے پوچھا۔

”یس باس۔ عمران بے حد تیز نظریں رکھتا ہے۔ سرنگ اس کی نظروں سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اوور“...... سیاہ پوش نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ کیا ان کا کوئی آدمی باہر کی نگرانی کر رہا ہے۔ اوور“...... دوسری طرف سے باس نے پوچھا۔

”نو باس۔ سب اندر چلے گئے ہیں۔ موقع اچھا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اندر جا کر ان پر مشین گن سے فائرنگ کر دوں۔ وہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا تو ٹائیگر بری طرح سے چونک پڑا۔

”نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آنے دو انہیں۔ میں نے انہیں یہاں ٹریپ کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔ اوور“۔ دوسری طرف سے باس نے کہا تو ٹائیگر غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچنے لگا۔ گویا عمران اور اس کے ساتھی کوٹھی میں محفوظ نہیں تھے۔ انہیں اس کوٹھی میں ٹریپ کیا جا رہا تھا۔ پہلے ٹائیگر نے سوچا کہ وہ عمران کو کال کر کے اسے ساری صورت حال سے آگاہ کر دے مگر پھر وہ خاموش ہو رہا۔ اچانک کوٹھی کے اندر سے ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ہوا میں لہراتی ہوئی یہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور اسے یوں لگا جیسے کسی نے کوٹھی کے اندر ہلکی طاقت کا بم مارا ہو۔

”اوہ۔ لگتا ہے انہیں سرنگ والے راستے کا پتہ چل گیا ہے۔

انہوں نے سرنگ کی دیوار بم مار کر اڑا دی ہے۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا۔

”ہاں۔ وہ لوگ سرنگ میں داخل ہو گئے ہیں۔ بہرحال اگر اب وہاں کوئی نہیں ہے تو تم واپس آ جاؤ۔ اوور“...... دوسری طرف سے باس نے کہا۔

”یس باس۔ میں ابھی پہنچتا ہوں باس۔ اوور“...... سیاہ پوش نے کہا اور دوسری طرف سے باس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹائیگر اب چوکنا ہو گیا تھا۔ سیاہ پوش نے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دوربین گلے سے لٹکا کر اس طرف مڑا تو ٹائیگر اچانک درخت کی آڑ سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ اسے دیکھ کر سیاہ پوش ٹھٹھک گیا۔ اس کے منہ پر نقاب تھا۔ اس نے اچانک جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اسی لمحے ٹائیگر کا ایک زوردار مکا اس کے منہ پر پڑا اور وہ چیخ مار کر الٹ کر گر گیا۔ ابھی وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کی کمر پر لات مار دی اور سیاہ پوش دوسری طرف لڑھک گیا۔

”خبردار۔ اگر منہ سے آواز نکالی یا کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا“...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا تھا۔ سیاہ پوش سر جھٹکتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ نقاب کے پیچھے اس کی سرخ آنکھیں جھانک رہی تھیں۔

”تم کون ہو“...... سیاہ پوش نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے

ہوئے کہا۔

”تمہاری موت“...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سیاہ پوش بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس کی گھومتی ہوئی لات ٹائیگر کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں ٹائیگر نے ریوالور پکڑ رکھا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر سنبھلتا سیاہ پوش نے اچھل کر ایک بھرپور ٹکر ٹائیگر کی ناک پر ماری۔ ٹائیگر کو سیاہ پوش سے اس قدر پھرتی اور مہارت کی توقع نہیں تھی۔ ناک پر ٹکر کھا کر وہ پشت کے بل گر گیا۔ ناک پر شدید ضرب نے اس کا دماغ جھنجھنا کر رکھ دیا تھا اور اس کی ناک سے خون ابل پڑا تھا لیکن اس کے باوجود وہ گرتے ہی کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس نے سیاہ پوش کو ضرب لگانی چاہی لیکن سیاہ پوش فوراً الٹی قلابازی کھا گیا اور ٹائیگر کا وار چوک گیا۔ الٹی قلابازی کھاتے ہی سیاہ پوش ایک بار پھر اچھلا اور اس نے نہایت ماہرانہ انداز میں ٹائیگر کے سینے پر فلائنگ کک مارنی چاہی لیکن ٹائیگر فوراً ایک پاؤں پر گھوم گیا۔ سیاہ پوش اڑتا ہوا اس کے قریب سے گزرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس کے پہلو میں مخصوص انداز میں دونوں ہاتھوں کی ضرب لگا دی اور سیاہ پوش رول ہوتا ہوا دور جا گرا۔

زمین پر گرتے ہی سیاہ پوش بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر وہ زخمی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا ٹائیگر کی طرف آیا۔ اس نے قریب آ کر ٹائیگر کو ڈاج دینے کے لئے دائیں طرف مکا مارا۔ ٹائیگر فوراً

بائیں طرف ہو گیا۔ اسی لمحے سیاہ پوش گھوما اور اس کا دایاں مکا ٹائیگر کے کاندھے پر پڑا۔ ٹائیگر ذرا سا لڑکھڑایا۔ سیاہ پوش نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن ٹائیگر نے فوراً اسے دونوں ہاتھوں پر روک کر اسے اچھال دیا۔ سیاہ پوش کا جسم ہوا میں اٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے قلابازی کھاتے ہوئے یکلخت دونوں ٹانگیں پھیلا کر سیاہ پوش کی کمر پر مار دیں۔ اس بار سیاہ پوش ہوا میں بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا پیچھے درخت کے تنے سے جا ٹکرایا۔ درخت سے ٹکرا کر وہ نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ پھر گر پڑا۔

قلابازی کھا کر ٹائیگر بڑے جارحانہ انداز میں سیاہ پوش کی طرف بڑھا جس کا چہرہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کمر کے بل درخت سے ٹکرایا تھا جس سے شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹ گئے تھے اور اسے اٹھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اپنا ریوالور اٹھایا اور مڑ کر سیاہ پوش کے پاس آ گیا اور اس نے جھک کر ریوالور کی نال سیاہ پوش کے عین سر سے لگا دی۔

''کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ کیا چاہتے ہو''...... سیاہ پوش نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

''میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم اسی طرح پڑے رہو اور میں تم سے جو پوچھوں اس کا مجھے صحیح صحیح جواب دو ورنہ''...... ٹائیگر نے غرا

کر کہا۔

''کیا پوچھنا ہے تمہیں''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''ایک منٹ''...... ٹائیگر نے کہا۔ اس نے سیاہ پوش کے سر سے ریوالور کی نال ہٹائی اور ریوالور کا چیمبر کھول دیا۔ ریوالور میں آٹھ گولیاں تھیں۔ ٹائیگر نے میگزین سے ایک گولی نکالی اور سیاہ پوش کے سامنے پھینک دی۔ پھر اس نے دوسری گولی نکالی اور اسے بھی پھینک دیا۔ اس طرح اس نے ایک ایک کر کے چیمبر سے سات گولیاں نکال لیں۔ پھر اس نے چیمبر بند کیا اور ریوالور کا چیمبر دوسری ہتھیلی پر تیز تیز گھمانے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... سیاہ پوش نے حیرت بھرے لہجے میں اس سے پوچھا۔

''ایک پرانا کھیل ہے۔ تمہارے ساتھ کھیلنے کو دل چاہ رہا ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہے نا۔ میں نے ریوالور سے سات گولیاں نکال لی ہیں۔ اب اس میں صرف ایک گولی باقی ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ دیکھا ہے میں نے''...... سیاہ پوش نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''میں نے چیمبر کو گھما دیا ہے۔ اب میں بھی نہیں جانتا کہ گولی کس خانے میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سے جو پوچھوں تم مجھے اس کا سچ جواب دو۔ اگر تم نے اڑنے یا مجھ سے جھوٹ بولنے کی

کوشش کی تو میں ٹریگر دبا دوں گا۔ اگر تمہاری قسمت اچھی ہوئی تو خانہ خالی ہو گا اور تم فوراً ہلاک ہونے سے بچ جاؤ گے ورنہ دوسری صورت میں پہلا چانس ہی تمہاری موت کا باعث بن جائے گا''۔ ٹائیگر نے درشت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ کھیل بہت خطرناک ہے۔ مم۔ مم۔ میں تمہیں سچ بتا دوں گا''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''گڈ۔ اپنا نام بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرسٹن۔ میرا نام کرسٹن ہے''...... سیاہ پوش نے جواب دیا۔

''تمہارا تعلق وائٹ سٹار سے ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وائٹ سٹار۔ مطلب۔ یہ وائٹ سٹار کیا ہے''...... اس نے حیرانی سے کہا۔ ٹائیگر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے فوراً ٹریگر دبا دیا۔ ٹرچ کی آواز کے ساتھ کرسٹن کو جھٹکا لگا اور اس کی آنکھوں میں خوف آ گیا۔

''مم۔ مم۔ میں۔ میں۔ وہ۔ وہ''...... کرسٹن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں ایک چانس مل گیا ہے کرسٹن۔ ضروری نہیں کہ تمہیں زندگی کا دوسرا چانس بھی مل جائے اس لئے اب جھوٹ مت بولنا۔ میں سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنا جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''مگر میں نہیں جانتا تم کس وائٹ سٹار کی بات کر رہے ہو''۔

اس بار کرسٹن نے سنبھل کر کہا۔ ٹائیگر نے فوراً ٹریگر دبا دیا۔ اس بار پھر خانہ خالی تھا۔ ریوالور سے ٹرچ کی ہی آواز نکلی تھی۔ کرسٹن کو پھر جھٹکا لگا۔

''یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں نے کہا ہے نا میں وائٹ سٹار کے بارے میں نہیں جانتا اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے''۔ کرسٹن نے کہا اور پھر اس کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی۔ اس بار ٹائیگر نے زور سے ریوالور اس کے منہ پر مارا تھا۔ کرسٹن کا نقاب سرخ ہو گیا۔ ریوالور کی زور دار ضرب نے اس کا گال پھاڑ دیا تھا۔

''تم جو مرضی کر لو میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... اس بار کرسٹن نے غرا کر کہا اور اس کا بدلہ ہوا لہجہ سن کر ٹائیگر بری طرح سے چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس سے مزید کوئی بات کرتا اچانک کرسٹن نے تیزی سے منہ چلایا۔ ٹائیگر نے جھپٹ کر اس کا منہ پکڑنا چاہا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ کرسٹن کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اسے کاندھے سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اس کے سر سے نقاب کھینچ لیا۔ وہ غیر ملکی ہی تھا۔ اس کا منہ خون سے بھرا ہوا تھا مگر وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے اس کا منہ کھولا تو اسے اس کے منہ میں کچلا ہوا ایک کیپسول دکھائی دیا۔

''اوہ۔ اس نے زہریلا کیپسول چبایا ہے''...... ٹائیگر نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔ اس نے کرسٹن کو نیچے ڈالا اور پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔ عمران نے اسے وائٹ سٹار کے ایجنٹوں کے بارے میں بتایا تھا کہ ایک تو وہ بے حد سخت جان تھے اور دوسرے ان ایجنٹوں کا اصول تھا کہ اپنے کاز اور اپنی ایجنسی کے بارے میں بتانے سے پہلے ہی خود کو ہلاک کر لیتے تھے۔ خود کو ہلاک کرنے کے لئے وہ کوئی بھی طریقہ اختیار کر سکتے تھے۔ خاص طور پر ان کے دانتوں کے خلاء میں زہریلا کیپسول چھپا ہوا ہوتا تھا جسے چبا کر وہ فوراً خود کو ہلاک کر لیتے تھے۔

اس شخص کا تعلق وائٹ سٹار سے ہی تھا اس لئے وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے باس کو رپورٹ دے رہا تھا۔ پہلے تو وہ ٹائیگر کو جواب دیتا رہا لیکن ٹائیگر نے جیسے ہی اس سے وائٹ سٹار کے بارے میں پوچھا اس نے خود کو ہلاک کر لیا تھا۔ ٹائیگر سوچ رہا تھا کہ اسے کرسٹن کو پہلے بے ہوش کر کے اس کے منہ سے زہریلا کیپسول نکال لینا چاہئے تھا لیکن اب بہرحال کیا ہو سکتا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ کرسٹن کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا۔ کرسٹن کے پاس مشین پسٹل کے علاوہ دوربین، ایک ٹرانسمیٹر اور اس کا والٹ تھا۔ والٹ میں غیر ملکی کرنسی کے ساتھ ایک کارڈ تھا جس پر تین وائٹ سٹار بنے ہوئے تھے۔

ٹائیگر چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کچھ سوچ کر کرسٹن کو جھک کر اٹھایا اور دوسری طرف موجود جھاڑیوں کی طرف لے گیا۔ تھوڑی

دیر بعد جب وہ جھاڑیوں سے نکلا تو اس کے جسم پر کرسٹن کا سیاہ لباس اور نقاب تھا۔ اس نے نقاب سے خون جھاڑیوں سے رگڑ کر صاف کر لیا تھا۔ اس کا قد کرسٹن سے کسی حد تک ملتا تھا اس لئے لباس اسے فٹ آ گیا تھا۔ ٹائیگر نے کرسٹن کا لباس تو پہن لیا تھا لیکن اب وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ باس نے اسے کہاں آنے کے لئے کہا تھا یا اس کوٹھی کے علاوہ ان کا نیا ٹھکانہ کون سا تھا۔ اس کوٹھی میں سرنگ تھی۔ وہ اس سرنگ سے دوسری طرف جا سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر وہ سرنگ کے راستے دوسری طرف گیا تھا تو اسے کسی بھی ویژنل سکرین پر چیک کیا جا سکتا تھا۔ سرنگ کی وہاں موجودگی اس بات کا ثبوت تھا کہ ان کا دوسرا ٹھکانہ آس پاس ہی ہے لیکن کہاں اسے ڈھونڈنے کے لئے ٹائیگر کو وقت لگ سکتا تھا اور اس نے کرسٹن اور باس کی باتیں سنی تھیں۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریپ کیا تھا۔ ٹریپ کرنے کے بعد وہ انہیں نقصان بھی پہنچا سکتے تھے اس لئے ٹائیگر جلد سے جلد وہاں پہنچ کر ان کی مدد کرنا چاہتا تھا۔

ٹائیگر کو اور کچھ نہ سوجھا تو وہ سامنے موجود اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں عمران اور اس کے ساتھی داخل ہوئے تھے۔ ٹائیگر ابھی کوٹھی کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسی لمحے کوٹھی کی دوسری طرف سے اس نے ایک اور سیاہ پوش کو بھاگ کر اس طرف آتے [illegible] پوش کو دیکھ کر ٹائیگر وہیں رک گیا۔

"اوہ کرسٹن۔ تم یہاں ہو۔ میں تمہارے پاس ہی آ رہا تھا"۔ آنے والے نے ٹائیگر کو دیکھ کر اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا"...... ٹائیگر نے کرسٹن کی آواز میں کہا۔ عمران نے اسے آوازیں بدلنے کی اس قدر مشقیں کرائی تھیں کہ اب وہ بھی عمران کی طرح آوازوں کی نقل کرنے کا کافی حد تک ماہر ہو گیا تھا۔

"میں نے دو افراد کو عمارت کی عقبی دیوار سے کود کر اندر جاتے دیکھا ہے۔ وہ دونوں مسلح تھے"...... آنے والے نے کہا۔

"تم اس طرف کیا کر رہے تھے"...... ٹائیگر نے احتیاط سے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ تم نے خود ہی تو مجھے کوٹھی کی عقبی سمت نگرانی کے لئے بھیجا تھا"...... سیاہ پوش نے چونک کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے بھی کئی افراد کو کوٹھی میں جاتے دیکھا ہے۔ وہ سب بھاری اسلحے کے ساتھ آئے ہیں اس لئے میں پریشان ہوں۔ میں نے اس کوٹھی میں ریموٹ کنٹرول بم فکسڈ کر رکھے ہیں۔ وہ لوگ خفیہ سرنگ تک پہنچ چکے تھے اور باس نے کہا کہ اب وہ انہیں خود سنبھال لے گا۔ میں ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا کہ اگر باس نے انہیں ٹریپ ہی کرنا تھا تو انہوں نے ہمیں ان کی نگرانی کا حکم کیوں دیا تھا"...... ٹائیگر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ تو ہے۔ تو کیا باس نے ان سب کو ٹریپ کر لیا

ہے"...... سیاہ پوش نے پوچھا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"پھر ہمیں اب کیا کرنا ہے"...... سیاہ پوش نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ باس نے ہمیں واپس بلایا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر چلیں"...... سیاہ پوش نے کہا تو ٹائیگر کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ قدرت نے خود ہی اسے امداد فراہم کر دی تھی اور اس کی مدد کے لئے اس سیاہ پوش کو وہاں بھیج دیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ چل پڑا۔ سیاہ پوش اسے مین کوٹھی کی عقبی طرف لے گیا اور چار پانچ کوٹھیاں چھوڑ کر دوسری رو میں موجود ایک کوٹھی کے دروازے پر آ گیا۔ اس کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔ دوسرے سیاہ پوش نے آگے بڑھ کر سائیڈ دیوار پر کال بیل کا بٹن پریس کیا تو اندر مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ اس لمحے گیٹ کا ذیلی دروازہ خودکار طریقے سے کھل گیا اور سیاہ پوش اندر داخل ہو گیا۔ سامنے بڑا لان تھا۔ وہاں چار پانچ سیاہ پوش موجود تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"کرسٹن۔ تمہیں باس نے اپنے کمرے میں بلایا ہے"...... ایک سیاہ پوش نے آگے آ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔ باس نے رپورٹ مانگنے کے لئے بلایا ہو گا۔ ہو سکتا ہے وہ تم سے بھی کچھ پوچھ لے"...... ٹائیگر نے اپنے ساتھ آنے والے سیاہ پوش سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔ ٹائیگر چونکہ اس عمارت کا محل وقوع نہیں جانتا تھا اس لئے وہ اسے ساتھ لے جا رہا تھا تاکہ اسے باس کے کمرے تک پہنچنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔ رہائشی حصے میں داخل ہو کر وہ ایک راہداری میں آ گئے اور پھر مختلف راستوں سے گزرتا ہوا سیاہ پوش ایک کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی باس کا کمرہ ہے۔ کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اور اندر سے کسی کی بات کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

"تم یہیں رکو۔ باس نے کہا تو میں تمہیں بلا لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو سیاہ پوش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کافی بڑا کمرہ تھا جہاں سامنے والی دیوار کے پاس ایک بڑی سی مشین پڑی ہوئی تھی۔ اس مشین کے اوپر ایک بڑی سی سکرین تھی۔ سکرین روشن تھی۔ اس منظر میں ایک چھوٹا سا کمرہ دکھائی دیا۔ کمرے کے درمیان میں پلاسٹک کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی اور کرسی کے اوپر تیز روشنی پھیل کر دائرے کی شکل میں پڑ رہی تھی۔ اس کرسی پر عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو صحیح سلامت دیکھ کر ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

مشین کے پاس ایک سیاہ پوش کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک مائیک تھا اور وہ سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے عمران سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے قدموں کی آہٹ سن کر سیاہ پوش نے چ

کی طرف دیکھا اور پھر اس نے اشارے سے اسے یہیں رکنے کے لئے کہا اور مائیک پر عمران سے باتیں کرنے لگا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کا مژدہ سنا رہا تھا۔ پھر عمران کی احمقانہ باتیں سن کر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین سے یکلخت کمرے کا منظر غائب ہو گیا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر دوسرے کمرے کا منظر نمودار ہو گیا۔ اس کمرے میں سیکرٹ سروس کے ممبران دکھائی دے رہے تھے جو نہایت پریشانی کے عالم میں کمرے کی دیواروں پر ہاتھ مار رہے تھے جیسے کمرے سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کر رہے ہوں مگر کمرے کی دیواریں بے حد سپاٹ اور ٹھوس تھیں۔

"تم لوگ کچھ بھی کر لو لیکن تم اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکو گے"...... سیاہ پوش نے مائیک میں کہا اور کمرے میں موجود ممبران چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

"کون ہو تم۔ ہمارے سامنے آ کر بات کرو"...... جولیا نے آگے بڑھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بگ ماسٹر ہوں۔ وائٹ سٹار کا بگ ماسٹر۔ کیا تم نے میری اور اپنے ساتھی عمران کی باتیں نہیں سنیں"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"ہاں سنی ہیں ہم نے تمہاری باتیں۔ لیکن یاد رکھو جب تک ہم زندہ ہیں تم اپنے کسی بھی مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو

گئے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوں مس جولیانا۔ نبیلہ میری قید میں ہے۔ بہت جلد میں اس کا دماغ سکین کر لوں گا اور جیسے ہی مجھے اس کے دماغ سے خفیہ تاریخی سرنگ کے بارے میں معلوم ہو گا میں اپنا گریٹ مشن فوراً شروع کر دوں گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ گریٹ مشن شروع ہونے تک تم میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ میں نے تم سب کی موت کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ تم سب ابھی اور اسی وقت اسی کمرے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے''...... بگ ماسٹر نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا ہاتھ فوراً جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے ریوالور کا دستہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ابھی جیب سے ریوالور نہیں نکالا تھا۔

''ہماری موت کا خواب دیکھنے والے تم سے بڑے ایجنٹ ہمارے ہاتھوں جہنم واصل ہو چکے ہیں مسٹر بگ ماسٹر۔ تم ہمیں یہاں زہریلی گیس پھیلا کر ہلاک کرنا چاہتے ہو لیکن سن لو۔ تم یہاں جس قدر مرضی زہریلی گیس پھیلا دو اس کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ ہم نے یہاں آنے سے پہلے ایسی گولیاں کھا لی تھیں جن کی وجہ سے ہم پر نہ کسی زہریلی گیس کا کوئی اثر ہو گا اور نہ ہی ہم بے ہوش ہوں گے''...... جولیا نے کہا۔ اس کے بولنے کے انداز سے ہی ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ جولیا بگ ماسٹر کو ڈاج دینے کی کوشش کر رہی

ہے۔

''اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو''...... بگ ماسٹر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو زہریلی گیس پھیلا کر چیک کر لو۔ ہم میں سے کسی کے قدم بھی نہیں لڑکھڑائیں گے''...... جولیا نے بے حد مضبوط لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ۔ اگر تم پر گیس کا اثر نہیں ہو سکتا تو پھر مجھے کمرے میں گیس پھیلانے کا کیا فائدہ''...... بگ ماسٹر نے غصیلے لہجے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس نے ہاتھ مار کر ایک بٹن پریس کیا تو سکرین سے اس کمرے کا منظر بھی غائب ہو گیا اور بگ ماسٹر نے مائیک مشین پر رکھ دیا اور پھر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔

''کرسٹن۔ سنا تم نے۔ ان سب نے اینٹی گیس ٹیبلٹ نگل رکھی ہیں جن کی وجہ سے ان پر نہ بے ہوشی کی گیس کا کوئی اثر ہو سکتا ہے اور نہ زہریلی گیس کا''...... بگ ماسٹر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''میں ان سب کو ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ تم فوراً جاؤ اور ان سب کو یہاں لے آؤ۔ میں اب ان سب کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گا۔ ان پر زہریلی گیس کا اثر نہیں ہو گا لیکن اس کے جسم فولادی نہیں ہیں کہ ان پر گولیوں کا بھی اثر نہ ہو۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور ان سب کو یہاں لا کر میرے سامنے قطار میں کھڑا کر دو۔ جاؤ۔ فوراً''...... بگ ماسٹر نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر

یس باس کہہ کر مڑا اور تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ دوسرا نقاب پوش بدستور باہر کھڑا تھا۔

''آؤ۔ ہمیں ان قیدیوں کو یہاں لانا ہے۔ باس نے ان سب کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مارنے کا فیصلہ کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو سیاہ پوش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ایک طرف چل پڑا۔ ٹائیگر نے بھی اس کی تقلید میں قدم اٹھا دیئے۔

''بولو۔ اب خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ جواب دو۔ کہاں ہو تم''...... جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ دیواروں سے اچانک بگ ماسٹر کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔

''میرا خیال ہے کہ اس نے سپیکر آف کر دیئے ہیں''...... صفدر نے عبرانی زبان میں کہا۔

''ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ وہ کسی بھی لمحے یہاں زہریلی گیس چھوڑ سکتا ہے۔ مس جولیا نے اسے اینٹی گولیوں کا کہہ کر ڈاج دینے کی کوشش تو کی ہے لیکن وہ یقین کرے گا یہ ممکن نہیں لگتا''...... تنویر نے بھی اسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اگر اس نے واقعی یہاں زہریلی گیس پھیلا دی تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں''...... کراسٹی نے پوچھا۔

''سب دیواروں پر نظر رکھیں۔ کہیں سے بھی گیس نکلتی دکھائی

دے یا ہلکی سی بھی بو محسوس ہو تو فوراً سانس روک لینا۔ جب تک ممکن ہو گا ہمیں سانس روکے رکھنا ہو گا تاکہ اس گیس کا ہم پر کم سے کم اثر ہو“...... جولیا نے کہا۔

”لیکن بگ ماسٹر نے کہا تھا کہ ہم جس قدر مرضی سانس روک لیں ہم اس زہریلی گیس سے نہیں بچ سکیں گے“...... چوہان نے کہا۔

”جو بھی ہو۔ ہمیں کوشش تو بہرحال کرنی ہو گی“...... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ وہ ہمیں دیکھ بھی رہا ہے اور ہماری آوازیں بھی سن رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اسے آپ کی بات پر یقین آ گیا ہو کہ ہم نے اینٹی گولیاں نگل رکھی ہیں اور وہ یہاں واقعی زہریلی گیس نہ پھیلائے۔ لیکن آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ ہمیں ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں ہلاک کرنے کا وہ کوئی اور اقدام بھی تو کر سکتا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو“...... جولیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہمارے پاس سائنسی ہتھیار موجود ہیں۔ ہمیں ان کا استعمال کر کے یہاں سے نکلنا چاہئے۔ میرے پاس مائیکرو بلاسٹر ہیں۔ اس سے ہم اور کچھ نہیں تو اس کمرے کی ایک آدھ دیوار ضرور توڑ سکتے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ لیکن اس نے دیکھ لیا تو“...... جولیا نے کہا۔

”اس کی نظروں سے بچنے کے لئے میرے پاس بھی ایک چیز موجود ہے“...... صفدر نے کہا۔ وہ سب کوڈ میں باتیں کر رہے تھے تاکہ بگ ماسٹر ان کی باتیں سن بھی لے تو اسے سمجھ نہ آ سکے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

”کون سی چیز“...... صالحہ نے پوچھا۔

”میرے ایک جوتے کی ایڑی میں کرومو نائم نامی ایک کیمیکل بھرا ہوا ہے۔ میں جیسے ہی ایڑی زور سے زمین پر ماروں گا ہلکا سا دھماکہ ہو گا اور کمرہ کثیف دھوئیں سے بھر جائے گا۔ اس دھوئیں میں بگ ماسٹر کے یہاں لگے ہوئے تمام خفیہ کیمرے ناکام ہو جائیں گے۔ پھر کیپٹن شکیل ایک مائیکرو بلاسٹر دیوار سے لگا دے اور دیوار توڑ دے۔ باقی سب بھی اپنے اپنے سائنسی ہتھیار نکال لیں تاکہ باہر جاتے ہی ہم ان کا استعمال کر سکیں“...... صفدر نے کہا۔

”یہ ٹھیک ہے۔ کیپٹن شکیل۔ مائیکرو بلاسٹر کہاں ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میری ریسٹ واچ میں ہے۔ ریسٹ واچ کا اوپر والا ڈائل پریس کرنے سے کھل جاتا ہے۔ اس کے نیچے عام گھڑیوں میں استعمال ہونے والا سیلوں جیسے مائیکرو بلاسٹر ہیں جنہیں انگلی اور انگوٹھے سے پریس کر کے پھینکا جائے تو زور دار دھماکہ ہوتا ہے“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم سب کے پاس کیا ہے"...... جولیا نے اپنے سر سے کلپ اتارتے ہوئے پوچھا۔ اس کے کلپ سے تیز فلیش ہوتا تھا جس سے سامنے موجود دس سے زائد افراد کی آنکھیں چندھیا سکتی تھیں۔ اس کے ساتھی اسے اپنے سائنسی ہتھیاروں کے بارے میں بتانے لگے جو دیکھنے میں بے ضرر سے تھے لیکن ان سے وہ بڑے بڑے کام لے سکتے تھے۔

"اوکے۔ جب کمرے میں دھواں بھر جائے گا تو تم سب اپنے ہتھیار نکال لینا اور کیپٹن شکیل۔ تم سامنے والی دیوار اڑا دو۔ جیسے ہی دھماکہ ہو گا اور دیوار ٹوٹے گی ہم ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر باہر نکل جائیں گے اور ہم سائنسی ہتھیار وہیں استعمال کریں گے جہاں ان کے استعمال کی ضرورت ہو گی۔ کلیئر"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... ان سب نے ایک ساتھ جواب دیا۔

"اوکے۔ صفدر۔ میں تین تک گنوں گی تم ایڑی زمین پر مار دینا۔ جیسے ہی کمرے میں دھواں پھیلے گا کیپٹن شکیل کے سوا سب عقبی کونوں سے لگ جائیں گے تاکہ مائیکرو بلاسٹر کے دھماکے سے کسی کو کوئی نقصان نہ ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ایک"...... جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے ایک ہی کہا تھا کہ اچانک سامنے کمرے کا دروازہ کھل گیا اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور دس مشین

گن بردار اندر آ گئے۔ انہیں دیکھ کر جولیا نے اشارے سے انہیں ہر قسم کی کارروائی سے روک دیا۔ نقاب پوشوں نے ان سب کو گھیر لیا۔

"چلو۔ تم سب کو باس نے بلایا ہے"...... ایک نقاب پوش نے آگے آ کر جولیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بے حد کرخت لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس سیاہ پوش نے جولیا کو آئی کوڈ میں ایک پیغام دیا تھا جسے جولیا نے فوراً سمجھ لیا تھا۔

"یہ عمران کا شاگرد ٹائیگر ہے۔ ہمیں اس کے ساتھ جانا ہے"۔ جولیا نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ ایسی تھی کہ سب نے اس کی آواز سن لی تھی۔

"شٹ اپ۔ یہ تم کس زبان میں بات کر رہی ہو"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر دوسرے مشین گن برداروں کے سامنے جولیا پر برستے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ چلو"...... جولیا نے جیسے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ وہ سب مشین گن برداروں کے گھیرے میں کمرے سے نکلے اور مختلف کمروں اور راستوں سے ہوتے ہوئے ایک دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔

"اندر چلو"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا اور وہ سب ایک ایک کر کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ سامنے بڑی سی مشین تھی جس کے

سامنے ایک لمبا تڑنگا سیاہ پوش موجود تھا۔ ان کے اندر آتے ہی مشین گن بردار بھی اندر آ گئے۔ ٹائیگر نے ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ قطار میں کھڑا کر دیا تھا۔ مشین گن بردار ان کے پیچھے تھا۔ بگ ماسٹر سامنے کرسی پر بیٹھا ان سب کو تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

”کرسٹن“...... بگ ماسٹر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مشین گن مجھے دو“...... بگ ماسٹر نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا اور مشین گن بگ ماسٹر کو دے دی۔ اسے اطمینان سے مشین گن بگ ماسٹر کو دیتے دیکھ کر جولیا کی آنکھوں میں الجھن لہرانے لگی۔ وہ سوچنے لگی کہ اگر یہ سچ مچ ٹائیگر ہے تو اس نے مشین گن بگ ماسٹر کو کیوں دے دی ہے۔ یہی سوال باقی سب کی آنکھوں میں بھی تھا۔ وہ حیرت سے نقاب پوش ٹائیگر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بگ ماسٹر مشین گن لے کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے سامنے آ گیا۔

”تو تم سب نے زہریلی گیسوں سے بچنے کے لئے اینٹی گولیاں نگل رکھی ہیں“...... بگ ماسٹر نے جولیا کے سامنے آ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”پھر تو تم سب نے یقیناً ایسی گولیاں بھی نگل رکھی ہوں گی

جس سے تمہارے جسم اس قدر ہارڈ ہو گئے ہوں گے کہ تم پر جتنی مرضی گولیاں برسائی جائیں لیکن تم پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو گا“۔ بگ ماسٹر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”تم ہمیں ہلاک کیوں کرنا چاہتے ہو“...... جولیا نے بے خوفی سے کہا۔

”کیوں۔ کمرے میں تم نے میری اور اپنے ساتھی عمران کی باتیں نہیں سنی تھیں۔ ویسے بھی میں تم سب کو اپنے تمام راز بتا چکا ہوں اس لئے میں تم میں سے کسی کو بھی زندہ چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا“...... بگ ماسٹر نے کہا۔

”کیوں۔ ڈرتے ہو ہم سے“...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”میں اصول پسند ہوں۔ ایک بار جو فیصلہ کر لیتا ہوں اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ سمجھی تم“...... بگ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

”اصول پسند ہو تو اس طرح تم ہمیں بزدلوں کی طرح کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ ہمارے سروں پر دس مسلح افراد مسلط ہیں اور تم بھی مشین گن لئے ہمارے سامنے کھڑے ہو“...... جولیا نے کہا۔

”تو تم کیا چاہتی ہو۔ کیا میں ان سب کو یہاں سے بھیج دوں“۔ بگ ماسٹر نے کہا۔

”نہیں۔ تم مشین گن پھینک دو اور بہادروں کی طرح ہم سے لڑو“...... جولیا نے کہا۔

”میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے لڑکی کہ میں تم جیسوں

سے لڑ کر اپنا وقت برباد کروں۔ میرا مقصد تم سب کی ہلاکت سے ہے اور میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا“...... بگ ماسٹر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔ ساتھ ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ جولیا نے سامنے کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے آئی کوڈ سے ایک مخصوص اشارہ کیا جسے جولیا سمیت اس کے ساتھیوں نے بھی بخوبی سمجھ لیا۔ بگ ماسٹر نے سامنے آ کر مشین گن ان کی طرف کر دی۔

”تم سب ان کے پیچھے سے ہٹ جاؤ“...... بگ ماسٹر نے مجب اِن کے پیچھے کھڑے سیاہ پوش ساتھیوں سے کہا تو وہ تیزی سے ایک طرف ہٹتے چلے گئے۔ اسی لمحے بگ ماسٹر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا لیکن مشین گن سے گولیاں نکلنے کی بجائے کھٹ کھٹ کر تیز آوازیں سنائی دیں تو بگ ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”مشین گن خالی ہے۔ کیا مطلب“...... بگ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور غصے سے ٹائیگر کی طرف مڑا جو اس کے نزدیک ہی کھڑا تھا۔ جیسے ہی وہ ٹائیگر کی طرف مڑا ٹائیگر نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور تیزی سے نکال کر اس کے سر سے لگا دیا۔

”میں نے ہی مشین گن کا میگزین خالی کیا تھا مسٹر بگ ماسٹر“...... ٹائیگر نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ اس نے جیسے ہی ریوالور بگ ماسٹر کے سر سے لگایا وہاں موجود مسلح افراد بری طرح سے چونک پڑے اور انہوں نے فوراً مشین گنوں کا رخ ٹائیگر کی

طرف کر دیا لیکن ٹائیگر، بگ ماسٹر کی سائیڈ میں ایسی پوزیشن میں کھڑا ہوا تھا کہ اگر ان میں سے کوئی بھی مشین گن چلاتا تو سب سے پہلے اس کا نشانہ بگ ماسٹر بنتا۔

”تو تم ان کے ساتھی ہو“...... بگ ماسٹر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیوں جیسی غراہٹ تھی۔

”ہاں“...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”کرسٹن کہاں ہے“...... بگ ماسٹر نے پوچھا۔

”وہ بزدل تھا۔ اس نے میرا مقابلہ کرنے کی بجائے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا کر خود کو ہلاک کر دیا تھا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ بزدل نہیں تھا۔ اپنے کاز اور وائٹ سٹار ایجنسی کی بقاء کے لئے اس نے بہادری سے اپنی جان دی ہے۔ وائٹ سٹار کا ایک ایک ایجنٹ اپنے کاز کے لئے جان دے بھی سکتا ہے اور جان لے بھی سکتا ہے“...... بگ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

”فی الحال تو تم میرے نشانے پر ہو۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ سب اپنا اسلحہ گرا دیں ورنہ“...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ان میں سے کوئی اسلحہ نہیں گرائے گا۔ کاز کے لئے اگر میرے ساتھی اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں تو میں بھی ان کا ہی چیف ہوں“...... بگ ماسٹر نے کہا۔

"کیا مطلب"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"تم سب میری زندگی کی پرواہ مت کرو۔ اڑا دو ان سب کو"...... بگ ماسٹر نے ٹائیگر کے ریوالور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کا حکم سنتے ہی ان سب نے مشین گنوں کا رخ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ یکلخت مشین گن کی تڑتڑاہٹوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

کرسی سے اٹھتے ہی عمران تیزی سے اس دیوار کی طرف آیا جس میں دروازہ تھا۔ گو اب دیوار میں دروازہ دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن عمران اس دروازے والے حصے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے تیزی سے کلائی سے ریسٹ واچ اتاری۔ اس نے گھڑی کو پلٹا اور گھڑی کا نچلا حصہ دو انگلیوں سے گھما کر کھولنے لگا۔ جیسے ہی گھڑی کا نچلا حصہ الگ ہوا عمران نے گھڑی کی مشینری کے ایک حصے میں لگی ہوئی باریک سی پتی باہر نکال لی۔ اس نے پتی کو اپنی ایک انگلی کے سرے پر رکھا اور انگلی کے ساتھ پتی کو تیزی سے دیوار پر رگڑنے لگا۔ وہ جیسے جیسے پتی دیوار پر رگڑ رہا تھا پتی گرم ہوتی جا رہی تھی۔ عمران کی انگلی جلنے لگی تھی لیکن اس نے ہاتھ نہ روکا اور تیزی سے پتی دیوار پر رگڑتا رہا۔ پھر اس نے دیوار سے انگلی ہٹائی تو پتی دیوار سے چپک چکی تھی۔ اس پتی کا پہلے سلور رنگ تھا

لیکن دیوار سے رگڑنے پر پتی کا رنگ بدل گیا تھا۔ اب پتی میں ہلکی ہلکی سرخی جھلک رہی تھی۔

پتی دیوار پر چپکے دیکھ کر عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے گھڑی کے ڈائل پر انگوٹھا رکھا اور دوسری انگلی گھڑی کے نیچے رکھ کر اسے پکڑا اور گھڑی کا رخ دیوار کی طرف کر دیا۔ وہ سامنے والی دیوار سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس کی نظریں مسلسل سامنے دیوار پر چپکی ہوئی سرخ پتی پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے دونوں انگلیوں سے گھڑی کو پریس کیا تو اچانک گھڑی کی سائیڈ سے باریک روشنی کی ایک لکیر سی نکلی اور سیدھی اس سرخ پتی سے جا ٹکرائی۔ جیسے ہی روشنی پتی سے ٹکرائی پتی یکلخت اور زیادہ سرخ ہو گئی اور اس سے دھواں سا نکلنے لگا۔ پھر پتی سے یوں چنگاریاں پھوٹنے لگیں جیسے الیکٹرک راڈ سے ویلڈنگ کرتے ہوئے چنگاریاں پھوٹتی ہیں۔ اسی لمحے تیز جھماکا ہوا اور عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ جھماکے سے اس قدر تیز روشنی پیدا ہوئی تھی جیسے یکلخت وہاں کئی ہزار واٹ والے بلب روشن ہو گئے ہوں۔ پھر جیسے ہی روشنی ختم ہوئی سامنے دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ دکھائی دیا۔ روشن دان جیسا سوراخ جو اتنا بڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی آسانی سے باہر نکل سکتا تھا۔

جیسے ہی دیوار میں سوراخ ہوا عمران نے گھڑی سے نکلنے والی روشنی بند کی اور گھڑی فوراً جیب میں ڈال لی۔ پھر اس نے لباس کی

خفیہ جیب سے ایک بیرنگ بال جیسا چھوٹا سا شیشے کا بال نکالا اور اسے دیوار کے سوراخ سے فوراً باہر پھینک دیا۔ کرسٹل بال جیسے ہی دوسری طرف گرا ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور سوراخ سے نیلا دھواں سا پھیلتا دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً سانس روک لیا کیونکہ دھواں اس سوراخ سے اندر آ رہا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنی دائیں ٹانگ کی جراب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک منی پسٹل تھا۔ یہ منی پسٹل اتنا چھوٹا تھا کہ اسے آسانی سے ایک ہاتھ میں چھپایا جا سکتا تھا۔ پسٹل کی نالی باریک تھی اور اس پر ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ عمران نے پسٹل لیا اور تیزی سے سامنے دیوار کی طرف دوڑ پڑا۔ دوڑتے دوڑتے وہ یکلخت اچھلا۔ اس کا جسم تیرے کی طرح سیدھا ہوا اور وہ دیوار کے سوراخ سے نکلتا چلا گیا۔ دوسری طرف آتے ہی اس نے اپنا جسم موڑا اور قلابازی کھاتے ہوئے زمین پر آ گیا۔ زمین پر آتے ہی وہ دائیں پہلو کے بل زمین پر گرا اور گھومتا ہوا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بدستور اپنا سانس روک رکھا تھا۔

اس طرف کمرے میں بدستور نیلا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ وہاں دو نقاب پوش گرے پڑے تھے۔ وہ شاید اس کمرے کی نگرانی کر رہے تھے۔ دیوار میں ہونے والے سوراخ کو وہ ابھی سمجھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ عمران نے کرسٹل بال پھینک کر وہاں نیلا دھواں پھیلا دیا تھا جس سے وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ عمران نے

ادھر ادھر دیکھا اور تیزی سے سامنے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر راہداری میں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ منی پسٹل لئے باہر آ گیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا اور تیزی سے دائیں طرف بھاگتا چلا گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کی فکر تھی جنہیں ہلاک کرنے کے لئے بگ ماسٹر ان کے کمرے میں زہریلی گیس چھوڑنے والا تھا۔ اس سے پہلے کہ بگ ماسٹر انہیں زہریلی گیس سے ہلاک کرتا عمران انہیں ہر حال میں اس کمرے سے آزاد کرا لینا چاہتا تھا۔

راہداری میں اسے ایک بند کمرہ دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً منی پسٹل کا رخ اس دروازے کی طرف کیا اور بٹن دبا دیا۔ منی پسٹل سے سرخ روشنی سی نکل کر دروازے پر پڑی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کمرے کا دروازہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ دروازہ ٹوٹتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اندر آ گیا۔ سامنے دو غیر ملکی دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ غیر ملکیوں نے نقاب نہیں لگا رکھے تھے۔ ان کی مشین گنیں سامنے میز پر پڑی تھیں۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر عمران کو اندر آتے دیکھ کر انہیں جیسے ہوش آ گیا۔ وہ مڑ کر تیزی سے مشین گنوں کی طرف جھپٹے اسی لمحے عمران نے منی پسٹل کا بٹن دبا دیا۔ سرخ روشنی باری باری ان دونوں پر پڑی اور دھماکے سے ان کے جسم پھٹ کر وہاں بکھرتے چلے گئے۔ ان دونوں کو ہلاک کرتے ہی

عمران پلٹ کر تیزی سے باہر نکل آیا۔ راہداری میں آتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اچانک ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش مشین گن لئے اچھل کر باہر آ گیا۔ عمران کو دیکھ کر اس نے مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ عمران کے مشین پسٹل سے سرخ روشنی نکل کر اس پر پڑی اور اس کا جسم کسی بم کی طرح پھٹ گیا۔

عمران کے چہرے پر انتہائی سختی اور زہریلا پن تھا۔ بگ ماسٹر نے اسے جو کچھ بتایا تھا اسے سن کر اس کے دل و دماغ میں آگ کا طوفان سا برپا ہو گیا تھا۔ بگ ماسٹر پاکیشیا کے ساتھ پاکیشیا کی عوام اور فوج کا بھی دشمن تھا۔ اس کے قبضے میں نبیلہ نامی لڑکی تھی جو خفیہ اور تاریخی سرنگ کا راستہ جانتی تھی۔ اگر وہ لڑکی اسے اس سرنگ کا پتہ بتا دیتی تو پاکیشیا میں ایکریمیا فوج گھس آتی اور ادھر بگ ماسٹر حکومت کا تختہ الٹ دیتا۔ فوج میں گھس کر وہ فوجیوں کو ڈائمنڈ لائٹ جیسے تباہ کن نشے میں مبتلا کر دیتے اور پاکیشیائی فوج کی طاقت ان کے حوصلے اور ان کا عزم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔ اس فوج میں ایکریمی فوج شامل ہو جاتی اور پھر پاکیشیا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا تسلط قائم ہو جاتا۔

پاکیشیا کی سالمیت اور مفاد کے لئے عمران کبھی سمجھوتا نہیں کرتا تھا۔ خاص طور پر وہ ایسے ملک دشمن عناصر کو نہیں چھوڑتا تھا جن کے عزائم بھیانک ہونے کے ساتھ ساتھ جارحانہ بھی ہوں۔ ایسے مجرموں کے لئے عمران سفاک درندہ بن جاتا تھا اور عمران جب

درندے کے روپ میں آتا تھا تو دشمنوں اور مجرموں کو اس طرح سے چیر پھاڑ ڈالتا تھا کہ ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا تھا۔ سیاہ پوش کے ہلاک ہوتے ہی عمران برق رفتاری سے آگے بڑھا اور اس نے اس کی گری ہوئی ایک مشین گن اٹھا لی۔ اس نے کمرے کی دیوار سے لگ کر مشین گن کا رخ کمرے کی طرف کیا اور مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور اندر سے یکے بعد دیگرے دو چیخیں سنائی دیں۔

عمران نے سیدھا ہو کر زور سے دروازے پر پاؤں مارا اور اچھل کر اندر آ گیا۔ سامنے فرش پر دو سیاہ پوش زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے ایک بار پھر ان پر فائرنگ کھول دی۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور سیاہ پوشوں کے پھڑکتے ہوئے جسم ساکت ہو گئے۔ جس طرح سیاہ پوش اس کمرے سے نکلا تھا عمران کو یقین تھا کہ اس کے ساتھی اس کمرے میں نہیں ہوں گے اسی لئے اس نے اندر بے دریغ فائرنگ کی تھی۔

ان دونوں کو ہلاک کر کے وہ کمرے سے نکلا تو اچانک اسے سامنے سے بھاگتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ساتھ ہی تڑتڑاہٹ ہوئی اور کئی گولیاں اس کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔ عمران فوراً زمین پر گرا۔ اس کا جسم کسی لٹو کی طرح گھوم کر اس طرف مڑا جس طرف سے فائرنگ ہوئی تھی۔ اس طرف سے دو مشین گن بردار بھاگے چلے آ رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ

گرے ہوئے عمران پر فائرنگ کرتے عمران کی مشین گن نے شعلے اگلے اور وہ اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ عمران اٹھا اور ایک بار پھر راہداری میں بھاگنے لگا۔ کمروں کے دروازے کھل رہے تھے اور مسلح افراد وہاں سے نکل نکل کر باہر آ رہے تھے لیکن عمران انہیں مشین گنیں سیدھی کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ وہ مشین گن کے ساتھ ساتھ منی پسٹل بھی استعمال کر رہا تھا جس سے ان مسلح افراد کے ایک لمحے میں ٹکڑے بکھر جاتے تھے۔ عمران عمارت کے ہر حصے میں بھاگتا پھر رہا تھا۔ مشین گن کا میگزین خالی ہوتے ہی وہ خالی مشین گن ایک طرف پھینک دیتا تھا اور اس کی جگہ دوسری مشین گن اٹھا لیتا تھا۔

کوٹھی کی راہداریاں اور تمام کمرے ساؤنڈ پروف تھے اس لئے فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں انہی کمروں میں جاتی تھیں جن کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ عمران ان کمروں میں موجود غیر ملکیوں کو ہلاک کرتا جا رہا تھا جن کمروں کے دروازے بند ہوتے تھے وہ منی پسٹل سے شعاع مار کر ان دروازوں کے ٹکڑے کر دیتا تھا اور فوراً اندر گھس جاتا تھا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر گھسا اسے وہاں عجیب و غریب مشینوں اور ان کی تاروں کا جال سا نظر آیا۔ بے شمار تاریں اوپر اور دائیں بائیں کی دیواروں سے نکل کر اس کمرے میں آ رہی تھیں اور وہاں موجود دوسری مشینوں میں جا رہی تھیں۔ ایک مشین پر نظر پڑتے ہی عمران

بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس مشین کو دیکھنے لگا۔ چند لمحے وہ غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا اور اس نے غصے میں آ کر اس مشین کے ساتھ لگی تاروں کو زور زور سے جھٹکے دے کر توڑنا شروع کر دیا۔ تاریں ٹوٹتے ہی مشین پر لگے بلب بجھتے چلے گئے اور مشین بند ہو گئی۔ عمران نے غصے سے دوسری مشینوں کی طرف دیکھا پھر سر جھٹک کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ کمرے سے نکل کر وہ ایک اور راہداری میں آیا اور مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں آ گیا جس کی شمالی دیوار کھلی ہوئی تھی اور نیچے سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کھلی ہوئی دیوار کی طرف بڑھا اور سائیڈ سے لگ گیا۔ اس نے ذرا سا سر نکال کر دیکھا تو اسے وہاں سیڑھیاں دکھائی دیں۔ نیچے ایک ہال نما کمرہ تھا۔

عمران نے لیزر پسٹل جیب میں ڈالا اور دیوار کے ساتھ لگ کر نہایت احتیاط سے جھکے جھکے انداز میں سیڑھیاں اترنے لگا۔ اسے کمرے کے دائیں طرف سے آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ دیوار سے لگا سیڑھیاں اتر رہا تھا اور جب وہ آخری سیڑھی پر آیا تو ایک بار پھر دیوار سے چپک گیا۔ اس نے چند لمحے توقف کیا اور پھر تھوڑا سا سر نکال کر دوسری طرف دیکھا تو اسے وہاں اپنے ساتھی قطاروں میں کھڑے دکھائی دیئے۔ سیڑھیوں سے ذرا فاصلے پر دس سیاہ پوش کھڑے تھے جن کی مشین گنوں کا رخ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

ممبران کی بجائے ایک طرف کھڑے دو سیاہ پوشوں کی طرف تھا جن میں سے ایک سیاہ پوش نے دوسرے سیاہ پوش کے سر سے سائیلنسر لگے ریوالور کی نال لگا رکھی تھی۔

"تو تم ان کے ساتھی ہو"...... غیر مسلح سیاہ پوش نے ریوالور والے سیاہ پوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں"...... دوسرے سیاہ پوش نے کہا اور اس کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ وہ ٹائیگر تھا۔

"کرسٹن کہاں ہے"...... بگ ماسٹر نے پوچھا۔

"وہ بزدل تھا۔ اس نے میرا مقابلہ کرنے کی بجائے دانتوں میں چھپا ہوا کیپسول چبا کر خود کو ہلاک کر لیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ بزدل نہیں تھا۔ اپنے کاز اور وائٹ سٹار ایجنسی کی بقاء کے لئے اس نے بہادری سے اپنی جان دی ہے۔ وائٹ سٹار کا ایک ایک ایجنٹ اپنے کاز کے لئے جان دے بھی سکتا ہے اور جان لے بھی سکتا ہے"...... بگ ماسٹر نے غرا کر کہا۔

"فی الحال تو تم میرے نشانے پر ہو۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ سب اپنا اسلحہ گرا دیں۔ ورنہ"...... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ ان میں سے کوئی اسلحہ نہیں گرائے گا۔ کاز کے لئے اگر میرے ساتھی اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں تو میں بھی ان کا ہی

ماسٹر ہوں''...... بگ ماسٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''تم سب میری زندگی کی پرواہ مت کرو۔ اڑا دو ان سب کو''...... بگ ماسٹر نے ٹائیگر کے ریوالور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے سیاہ پوش ساتھیوں سے مخاطب ہو کر انتہائی تیز لہجے میں کہا اور اس کا حکم سنتے ہی سیاہ پوشوں نے مشین گنوں کے رخ سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف موڑ لئے۔ اب عمران کے لئے وہاں رکے رہنا خطرناک تھا۔ جیسے ہی سیاہ پوش سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف مڑے عمران اچھل کر نیچے آ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور پھر مشین گن کی مخصوص تڑتڑاہٹوں کی آوازوں کے ساتھ ہی سیاہ پوش چیختے ہوئے اچھل اچھل کر نیچے گرتے چلے گئے۔

عمران نے مشین گن کا برسٹ نیم دائرے کی شکل میں مارا تھا۔ اس نے اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ اس کی گولیوں کا نشانہ اس کے ساتھی نہ بنیں۔ سیکرٹ سروس کے ممبران ویسے بھی فائرنگ ہوتے ہی ادھر ادھر چھلانگیں مار چکے تھے۔ چند ہی لمحوں میں دس کے دس مسلح افراد وہاں تڑپتے نظر آئے۔ بگ ماسٹر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے ساتھیوں اور عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر ٹائیگر اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان آ گیا۔

''اوہ۔ عمران تم۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو''...... جولیا نے

اسے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تم ہارڈ روم سے باہر کیسے آ گئے''...... بگ ماسٹر نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ڈم ڈم جادوگر کا شاگرد خاص ہوں۔ اس نے مجھے بند کمروں سے نکلنے کا گر سکھا رکھا ہے۔ ادھر میں نے آنکھیں بند کیں اور جب کھولیں تو میں ہارڈ روم سے باہر تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ تم۔ تم۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تم سب کو ہلاک کر دوں گا''...... بگ ماسٹر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کی ٹانگ چلی اور ٹائیگر جو عمران کی طرف متوجہ تھا بری طرح سے لڑکھڑاتا ہوا عمران سے آ ٹکرایا اور وہ دونوں سنبھلتے سنبھلتے گر پڑے۔ بگ ماسٹر نے ٹائیگر کے سینے میں ٹانگ ماری تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے بگ ماسٹر بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر مشین کی طرف جھپٹا اور اس نے مشین کے ایک بٹن پر زور سے ہاتھ مار دیا۔ یہ دیکھ کر تنویر اچھلا اور پوری قوت سے بگ ماسٹر سے آ ٹکرایا۔ اس کا سر بگ ماسٹر کے عین سینے پر پڑا اور بگ ماسٹر اچھل کر زمین پر گرا اور چکنے فرش پر گھسٹتا ہوا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے اچانک سرر سرر کی تیز آوازیں سنائی دیں اور دیواروں پر یکلخت فولادی چادریں گرتی چلی گئیں۔ بڑی فولادی چادر نے سیڑھیوں والا

راستہ بھی بند کر دیا تھا۔ اب ان کے چاروں طرف سپاٹ فولادی دیواریں تھیں۔ اچانک مشین پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور کمرے میں تیز خطرے کا سائرن بج اٹھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... کراسٹی نے بوکھلا کر کہا اور کمرہ یکلخت تیز قہقہوں سے گونج اٹھا۔ وہ سب تیزی سے بگ ماسٹر کی طرف مڑے۔ بگ ماسٹر زمین پر گرا زور زور سے ہنس رہا تھا۔

"میں جانتا تھا کہ تم لوگ یا پاکیشیا کی کوئی بھی ایجنسی کبھی بھی یہاں پہنچ سکتی ہے۔ میں نے ان سب کے خاتمے کا یہاں مکمل بندوبست کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود اصول کے تحت میں نے اپنا اور اپنے کاز کا بچاؤ کرنا ہے اس لئے میں نے اس عمارت میں انتہائی طاقتور ڈائنامائیٹ لگا رکھے تھے تاکہ خطرے کی صورت میں ان ڈائنامائیٹ کو تباہ کر کے اس عمارت کو تباہ کیا جا سکے۔ اپنے مشن کو بچانے اور گرفتاری دینے سے بہتر ہم موت کو گلے لگانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم سب بازی مار چکے ہو۔ تم لوگوں نے اس کوٹھی میں کایا پلٹ دی ہے۔ اب شاید ہی اس عمارت میں میرا کوئی ساتھی زندہ ہو۔ میرا مشن ختم ہو چکا ہے۔ میں اپنے مقصد میں ناکام ہو چکا ہوں لیکن میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو مشن ناکام ہونے پر مایوس ہو کر گردنیں جھکا لیتے ہیں۔ میرے اس مشن کو ختم کرنے کے ذمہ دار تم ہو۔ تم سب۔ اپنی ایجنسی کے اصولوں کے تحت اب مجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں

ہے کیونکہ وائٹ سٹار ایجنسی مشن کی کامیابیوں کے لئے بھی زندگیاں ختم کرتی ہیں اور مشن کی ناکامی پر بھی۔ میرا وقت پورا ہو گیا ہے۔ میں جا رہا ہوں مگر اس بار میں اکیلا نہیں جاؤں گا تم سب کو میرے ساتھ ہی مرنا ہو گا۔ میں نے بٹن پریس کر کے اس کمرے کو سیلڈ کر دیا ہے۔ اس کمرے کے سیلڈ ہوتے ہی ڈائنامائیٹ سسٹم آن ہو گیا ہے۔ اب بس چند لمحوں کی بات ہے پھر یہاں خوفناک تباہی آ جائے گی۔ ایسی تباہی جس سے نہ میں بچ سکوں گا اور نہ تم۔ میں اپنے اصل مشن میں تو ناکام ہو گیا ہوں لیکن میرے لئے یہی بہت بڑی کامیابی ہے کہ میں اپنے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس خطرناک انسان عمران کو بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ تم سب کی ہلاکت بھی میرے لئے کامیابی ہے۔ بہت بڑی کامیابی۔ بس اس سائرن کے بند ہونے کی دیر ہے پھر یہاں ایک ہولناک دھماکہ ہو گا اور پھر۔ ہا۔ ہا۔ ہا"...... بگ ماسٹر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ اس کی بات سن کر تنویر غضبناک انداز میں بگ ماسٹر کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ تنویر۔ یہ پاگل ہے۔ اس لئے پاگلوں کی طرح یہ ہنس رہا ہے۔ ہنسنے دو اسے کیونکہ بعد میں اسے ہنسنے کا تو کیا رونے کا بھی موقع نہیں ملے گا"...... عمران نے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور تنویر وہیں رک گیا۔

"لیکن عمران۔ یہ کہہ رہا ہے اس نے اس کوٹھی میں ڈائنامائیٹ

لگا رکھے ہیں اور اس نے یہ کمرہ بھی سیلڈ کر دیا ہے"...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا۔ اچھا ہے ایک ساتھ ہی مریں۔ قبر بھی ہماری مشترکہ ہو گی اور ہم جنت میں بھی ایک ساتھ جائیں گے۔ جنت میں اگر حوریں تم سے زیادہ حسین ہوئیں تو میں بخوشی تنویر کے حق میں دستبردار ہو جاؤں گا اور"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"یہ تم کیا فضول بک رہے ہو۔ ہماری زندگیاں خطرے میں ہیں۔ کچھ کرو عمران ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اب کیا کر سکتا ہوں۔ اس کمبخت مارے نے ڈائنامائیٹ بلاسٹنگ سسٹم آن کر دیا ہے۔ تم سے کچھ ہو سکتا ہے تو کر لو۔ ویسے بھی میں تھک گیا ہوں۔ مشین گن چلا کر میں نے ایک ساتھ دس دس آدمیوں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا اتنا کافی نہیں ہے۔ اگر میں انہیں ہلاک نہ کرتا تو ان کی جگہ اس طرح تم سب پڑے ہوتے۔ بگ ماسٹر صاحب نے تو ٹائیگر کے ریوالور کی بھی پرواہ نہیں کی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں۔ اس نے اسی مشین سے بلاسٹنگ سسٹم آن کیا ہے۔ میں اسے ابھی بند کر دیتا ہوں"...... صفدر نے مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک بار بلاسٹنگ سسٹم آن

ہو جائے تو اسے آف کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ تم سب مرو گے۔ میرے ساتھ مرو گے"...... بگ ماسٹر نے ہذیانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا غرا کر رہ گئی۔ اس نے جھپٹ کر ایک سیاہ پوش کی مشین گن اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے روکتا اس نے بگ ماسٹر پر فائرنگ کر دی۔ بگ ماسٹر کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا اور وہ لٹو کی طرح گھومتا ہوا گرا اور ساکت ہو گیا۔

"اب لگاؤ قہقہے۔ اٹھو۔ لگاؤ زور زور سے قہقہے۔ لگاؤ"...... جولیا نے اس کی لاش پر ایک اور برسٹ مارتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل مشین کے مختلف بٹن پریس کر رہے تھے لیکن نہ مشین آف ہو رہی تھی اور نہ ہی بجنے والا خطرے کا سائرن آف ہو رہا تھا۔ صدیقی، چوہان اور باقی سب دیواریں چیک کر رہے تھے لیکن فولادی دیواریں بے حد ٹھوس اور موٹی تھیں۔ پھر اچانک بجتا ہوا سائرن خود بخود آف ہو گیا اور کمرے میں یکلخت موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ سائرن بند ہوتے ہی ان سب کی جیسے سانسیں بھی رک گئی تھیں۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی زور دار دھماکہ ہو گا اور اس عمارت کے ساتھ ساتھ ان سب کے بھی ٹکڑے اڑ جائیں گے اور وہ سب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس عمارت کے ملبے میں ہی دفن ہو جائیں گے۔

"ارے۔ کیا ہوا۔ تم سب تو یوں خاموش ہو گئے ہو جیسے تم

سب کو ایک ساتھ کسی سانپ نے سونگھ لیا ہو''...... اچانک عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے چہرے پر اب بھی اطمینان تھا۔

''یہ سائرن''...... جولیا کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

''سائرن۔ کون سا سائرن۔ کہاں ہے سائرن''...... عمران نے احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ بگ ماسٹر نے تو کہا تھا کہ سائرن بند ہوتے ہی یہاں دھماکہ ہو جائے گا اور''...... صفدر نے اسی انداز میں کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ تو تم سب دھماکہ ہونے کا انتظار کر رہے ہو۔ سائرن بند ہو گا تو دھماکہ ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ کرو انتظار۔ اگر دھماکہ ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ میں نے بھی عرصہ ہوا کسی دھماکے کی آواز نہیں سنی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ دھماکہ نہیں ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ عمران کا اطمینان دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی اطمینان آ گیا تھا۔

''عمران صاحب کا اطمینان دیکھ کر تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ ویسے بھی بگ ماسٹر نے کہا تھا کہ سائرن بند ہوتے ہی دھماکہ ہو جائے گا۔ سائرن بند ہے۔ اگر دھماکہ ہونا ہوتا تو اب تک ہو گیا ہوتا''...... چوہان نے کہا۔

''لیکن دھماکہ ہوا کیوں نہیں۔ کیا عمران صاحب نے یہاں

آنے سے پہلے ڈائنامائیٹ ہٹا دیئے تھے''...... کراشی نے کہا۔

''ارے۔ توبہ کرو۔ ڈائنامائیٹس دیکھ کر تو میری ویسے ہی جان نکل جاتی ہے اور مجھے کیا معلوم اس بگ ماسٹر کے بچے نے عمارت میں کہاں کہاں ڈائنامائیٹس لگا رکھے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''پھر پھرر''...... عمران نے کہا۔

''کیا بکواس ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''میرا مطلب ہے ہم ان سب کو یہاں چھوڑ کر پھرر ہو جاتے ہیں۔ انہیں یہاں چھوٹے موٹے دھماکے کا انتظار کرنے دو ہم باہر جا کر ایک دوسرے سے شادی کر کے بڑا دھماکہ کر دیتے ہیں۔ بڑے دھماکے پر تو تنویر کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیوں تنویر''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''بکو مت۔ جواب دو۔ دھماکہ کیوں نہیں ہوا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے کیا معلوم۔ جا کر دھماکے سے پوچھ لو کہ وہ اب تک ہوا کیوں نہیں۔ ویسے اگر ہو جاتا تو اچھا ہی ہوتا''...... عمران نے کہا اور وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا اچھا ہوتا''...... جولیا نے کہا۔

''کک۔ کک۔ کچھ نہیں۔ مم۔ مم۔ اس دھماکے کا کوئی اچھا سا نام ہی رکھ لیتا۔ لیکن شادی سے پہلے دھماکہ کیسے ہو سکتا ہے''۔

عمران نے کہا اور وہ سب ہنسنے لگے۔ عمران شادی کے بعد ہونے
والے بچے کو دھماکے سے منسوب کر رہا تھا۔

"اب تم سیدھی طرح کچھ بتاؤ گے یا اسی طرح اوٹ پٹانگ
ہانکتے رہو گے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں۔ شادی کیسے ہوتی ہے یا دھماکہ ہونے کے بارے
میں بتاؤں"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا کا
چہرہ سرخ ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی بے اختیار ہنس دیئے تھے۔

"عمران مذاق کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ تم اپنی حد کراس کر
رہے ہو"...... تنویر نے غرا کر کہا۔

"کراس۔ کمال ہے۔ میں اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں اور حد
کراس بھی کر گیا۔ حیرت ہے"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز
آنے والوں میں سے تھا۔

"عمران صاحب پلیز۔ اب بتا بھی دیں کہ بگ ماسٹر کا
ڈائنامائیٹ سسٹم کیسے فیل ہو گیا ہے"...... کراسٹی نے کہا۔

"اب تم اتنے لاڈ سے پوچھ رہی ہو تو چلو میں تمہیں بتا دیتا
ہوں مگر کسی کو بتانا نہیں۔ ایک کمرے میں اس کوٹھی کا کنٹرولنگ
سسٹم لگا ہوا تھا۔ کوٹھی میں لگی ہوئی تمام مشینوں کو اس کنٹرول روم
سے ہی کنٹرول کیا جاتا تھا۔ وہاں ایک ریڈ پاور مشین لگی ہوئی تھی۔
اس مشین سے ایک ساتھ بے شمار ڈائنامائیٹس کو چارج کر کے
بلاسٹ کیا جا سکتا تھا۔ میں نے اس مشین کی ساری تاریں توڑ دی

تھیں اور مشین آف کر دی تھی اس لئے بگ ماسٹر نے جب یہاں
بلاسٹنگ سسٹم کو آن کیا تو یہاں سائرن بج اٹھے تھے لیکن مین
بلاسٹنگ سسٹم آف تھا اس لئے ڈائنامائیٹس چارج نہیں ہوئے
تھے۔ اب جب ڈائنامائیٹس چارج ہی نہیں ہوئے تھے تو دھماکہ
کیسے ہو سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ سب
طویل سانسیں لے کر رہ گئے۔

"لیکن۔ بگ ماسٹر نے یہاں بلاسٹنگ سسٹم کیوں نصب کیا تھا۔
ایسی مشینیں تو بڑے بڑے پہاڑوں کو ڈائنامائیٹس سے بلاسٹ
کرنے کے لئے لگائی جاتی ہیں تاکہ دور دور رکھے ہوئے ڈائنامائیٹس
ایک ساتھ چارج ہو کر بلاسٹ ہوں اور وہ بھی بغیر کسی وقفے سے"۔
جولیا نے کہا۔

"وائٹ سٹار ایجنسی خودکش قسم کی ایجنسی تھی۔ اپنے مفاد کے
لئے یہ لوگ خودکشیاں کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ بگ ماسٹر
نے یہاں بھی ایسا سسٹم لگا رکھا تھا کہ اگر اسے اور اس کے ایجنٹوں
کو کوئی خطرہ ہو اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہو تو یہ گرفتار ہونے
کی بجائے خود کو ہی اڑا لیں اور ان کے ساتھ عمارت میں جو بھی
ہوتا وہ بھی اڑ جاتا اور وہ بھی بغیر پروں کے"...... عمران نے کہا۔

"وائٹ سٹار ایجنسی کا تو خاتمہ ہو گیا ہے۔ مگر ان کا مشن"۔
صفدر نے کہا۔

"ان کے ساتھ ہی ان کا مشن بھی ختم ہو گیا ہے۔ ابھی بگ

ماسٹر نے نبیلہ سے اس خفیہ تاریخی سرنگ کا پتہ نہیں چلایا تھا۔ اس کا ذہن سکین کرنے کے لئے اس نے ایکریمیا سے ایک اسکیننگ مشین منگوائی تھی۔ اب وہ نہ مشین آئے گی اور نہ ہی نبیلہ کا ذہن سکین ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تاریخی سرنگ تو موجود ہے۔ یہ ایجنسی ختم ہو گئی تو ان کی جگہ یہاں کوئی اور ایجنسی آ جائے گی۔ ہم کیا ساری عمر ان سے نبیلہ کو بچاتے رہیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''نبیلہ سے اس تاریخی سرنگ کا ہم پتہ لگائیں گے پھر اس سرنگ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔ نہ رہے گی سرنگ نہ ایکریمی فوج کو خفیہ طریقے سے اندر آنے کا راستہ ملے گا۔ سامنے سے آنے کی ان میں ہمت نہیں ہو گی اس لئے انہیں ناکام اور مایوس ہونا ہی پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''گویا کیس ختم''...... جولیا نے کہا۔

''کیس نہیں کھیل۔ کھیل ختم پیسہ ہضم''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''اب ان فولادی دیواروں کو تو ہٹاؤ۔ کیا ساری زندگی یہیں پڑے رہنے کا ارادہ ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کہ ہم یہاں سے ایک ہی بار شادی کر کے اور دو چار دھماکے کر کے ہی نکلیں۔ یہاں باراتی بھی ہیں اور نکاح خواں بھی۔ کیوں صفدر''...... عمران نے کہا اور وہ سب ہنسنے لگے۔

پھر عمران آگے بڑھا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر جیسے ہی اس نے ایک بٹن پریس کیا کمرے کی دیواروں سے فولادی دیواریں ہٹتی چلی گئیں۔ فولادی دیواریں ہٹتے ہی ممبران نے مشین گنیں اٹھائیں اور تہہ خانے سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے کوٹھی میں موجود وائٹ سٹار ایجنسی کے باقی ایجنٹوں کو ہلاک کیا اور ایک کمرے سے ایک نوجوان لڑکی کو نکال کر لے آئے جسے ایک کرسی پر رسیوں سے باندھ کر رکھا گیا تھا۔ وہ نبیلہ تھی۔

کوٹھی کے ایک تہہ خانے میں انہیں اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ بھی ملا جسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔ بگ ماسٹر واقعی وہاں پوری تیاری سے رہ رہا تھا۔ حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے اس نے اس قدر اسلحہ اکٹھا کر رکھا تھا جس سے وہ بڑی سے بڑی فوج کا بھی مقابلہ کر سکتا تھا۔ عمران ان سب کو ہدایات دے کر وہاں سے نکل گیا اور دانش منزل آ گیا۔ دانش منزل آتے ہی اسے ایک اور حیران کن اور نئی خبر سننے کو ملی جسے سنتے ہی وہ رکے بغیر دانش منزل سے نکل گیا اور کچھ ہی دیر میں وہ اپنی سپورٹس کار میں انتہائی برق رفتاری سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر اڑا جا رہا تھا۔

جیسے ہی سلیمان کمرے سے نکل کر باہر گیا زمین پر پڑے ہوئے ڈیوس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سلیمان کا غصہ اور اس کے لڑنے کا انداز دیکھ کر ڈیوس کو اور کچھ نہ سوجھا تھا تو وہ یوں ساکت ہو گیا تھا جیسے ہلاک ہو گیا ہو۔ ڈیوس میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ نہ صرف کافی دیر تک اپنا سانس روک سکتا تھا بلکہ اپنی نبض اور دل کی دھڑکن کو بھی اس انداز میں کنٹرول کر سکتا تھا کہ اسے چیک کرنے والے کو نہ اس کی نبض چلنے کا پتہ چلتا اور نہ ہی دل کی دھڑکن سنائی دیتی تھی۔ سلیمان کو اپنی ہلاکت کا یقین دلانے کے لئے اس نے دانتوں سے اندر سے گال کاٹ کر خون نکالا تھا جو اس کے منہ اور ناک کے راستے باہر آ گیا تھا اور سلیمان نے اسے حقیقتاً مردہ تصور کر لیا تھا۔

سلیمان نے باہر جاتے جاتے کچھ سوچا تھا اور پھر وہ واپس آ گیا تھا۔ باس کے کمرے میں ایک فیکس مشین تھی۔ سلیمان نے باس کی ٹیبل پر ایک پیڈ پر جلدی جلدی کچھ لکھا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پیپر فیکس مشین میں ڈال دیا تھا۔ سلیمان کے پاس ایک مشین پسٹل تھا اس لئے ڈیوس اسے اٹھ کر فیکس کرنے سے روک نہیں سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اب وہ اٹھا تو سلیمان اسے گولی مار دے گا۔ وہ نیم وا آنکھوں سے یہ ساری کارروائی دیکھتا رہا۔ فیکس کرتے ہی سلیمان مشین پسٹل لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے چند لمحوں بعد ڈیوس اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔

”تم یہاں سے کبھی باہر نہیں جا سکو گے جاسوس خانساماں۔ تم ایک بار ہیڈکوارٹر سے باہر جاؤ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں“...... ڈیوس نے غضبناک لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

راہداری میں آ کر وہ نہایت تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ مختلف راستوں اور کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک پورٹیبل مشین رکھی ہوئی تھی۔ اس مشین پر بڑا سا غلاف پڑا ہوا تھا۔ ڈیوس نے مشین سے غلاف اتار کر ایک طرف پھینکا اور دیوار کے پاس لگے ہوئے ایک سوئچ کو آن کیا تو اچانک مشین میں جیسے جان سی پڑ گئی۔ ڈیوس

پلٹ کر مشین کی طرف آیا اور اس کے سامنے ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشین کے نچلے خانے سے ایک کی بورڈ نکالا اور مشین پر لگی ہوئی ایک سکرین کا بٹن پریس کر دیا۔ سکرین روشن تو ہوگئی تھی مگر اس پر کوئی منظر نہیں تھا۔ بلینک سکرین دیکھ کر ڈیوس نے مشین کے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگیں۔

سکرین پر ٹائپنگ کے الفاظ ابھر آئے۔ ڈیوس کی انگلیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔ پھر اس نے انٹر بٹن پریس کیا تو سکرین سے ٹائپنگ کے الفاظ غائب ہو گئے اور سائیڈ میں ایک ونڈو سی بن گئی۔ ونڈو میں عمارت کا بیرونی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ ڈیوس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو ونڈو سکرین پر پھیلتی چلی گئی اور منظر واضح ہو گیا۔ اس منظر میں اسے جاسوس خانساماں بیرونی گیٹ کے پاس ایک بڑی جیپ میں بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ جیپ تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور گیٹ آہستہ آہستہ دونوں سائیڈوں کی طرف کھل رہا تھا۔ شاید سلیمان نے باہر موجود افراد کو گریگ بن کر احکامات دیئے تھے اس لئے سب اس کے حکم پر عمل کر رہے تھے کیونکہ بیرونی دروازہ گریگ کے سوا کوئی نہیں کھلوا سکتا تھا۔

"اب تم بچ کر نہیں جاؤ گے جاسوس خانساماں۔ تم نے ہیڈکوارٹر کا مین کنٹرول روم تباہ کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ تم نے یہاں سب کچھ ختم کر دیا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ ہم نے یہاں خصوصی راکٹ لانچ

مشین بھی لگا رکھی تھی تاکہ اگر باہر سے ہیڈکوارٹر پر کسی حملے کا امکان ہو تو اس مشین سے اس حملے کو روکا جا سکے"...... ڈیوس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ مشین کے ایک ڈائل پر تھا جسے وہ نہایت آہستہ آہستہ گھما رہا تھا۔ ڈائل کی حرکت کے ساتھ سکرین کا منظر بھی حرکت کر رہا تھا اور گیٹ سے باہر نکلتی ہوئی جیپ بدستور سکرین پر نظر آ رہی تھی۔

گیٹ سے نکلتے ہی جیپ ایک سیدھی لیکن کچی سڑک کی طرف بڑھنے لگی۔ سامنے درختوں کا جھنڈ تھا۔ اس طرف بھی کچی سڑک تھی۔ وہاں چاروں اطراف مسلح افراد موجود تھے۔ جیپ ان کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ جیپ میں چونکہ ان کا باس گریگ تھا اس لئے وہ بھلا اسے کیسے روک سکتے تھے۔ پھر جیپ درختوں کے جھنڈ میں آ گئی اور کچی سڑک پر اتر کر جنگل میں بڑھتی چلی گئی۔ جنگل کا راستہ خراب تھا۔ کچی سڑک تنگ بھی تھی اور ٹوٹی پھوٹی بھی اس لئے جیپ بری طرح سے اچھلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن اس کے باوجود سلیمان جیپ اڑائے لئے جا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جلد سے جلد اس ہیڈکوارٹر سے دور نکل جانا چاہتا ہو۔

ڈیوس ڈائل گھماتے ہوئے مسلسل اس جیپ کو کلوز کر رہا تھا۔ جیپ جب کافی دور نکل گئی تو ڈیوس نے فوراً دوسرے ہاتھ سے مشین کے دو تین بٹن پریس کئے۔ سکرین پر سرخ رنگ کا ٹارگٹ کراس نمودار ہو گیا۔ جیسے ہی سکرین پر ٹارگٹ کراس نمودار ہوا

ڈیوس نے فوراً مشین کی سائیڈ پر لگے ہوئے ایک ہینڈل کو پکڑا اور اسے زور لگا کر باہر کھینچ لیا۔ پھر اس نے اسی زور سے ہینڈل واپس اندر دبا دیا۔ جیسے ہی ہینڈل اندر دھنسا مشین میں ایک گونج سی پیدا ہوئی اور سکرین پر کراس ٹارگٹ جیسے جلنے بجھنے لگا۔ اسی لمحے سکرین کے اوپر والے حصے میں ایک اور چھوٹی سی ونڈو کھل گئی۔ اس ونڈو میں عمارت کی چھت کا ایک حصہ دکھائی دینے لگا جہاں سے ایک راکٹ لانچر ایک سوراخ سے باہر نکل رہا تھا۔ ڈیوس مسلسل ڈائل گھماتے ہوئے جیپ ٹارگٹ کئے ہوئے تھا۔ جیسے ہی لانچر کا دہانہ باہر آیا ڈیوس نے مشین پر لگا ہوا ایک سرخ بٹن پریس کر دیا۔ اچانک لانچر سے ایک شعلہ سا نکلا اور دوسرے لمحے ایک منی راکٹ نکل کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

"اب تم چھٹی کرو۔ جاسوس خانساماں" ...... ڈیوس نے حلق کے بل غرا کر کہا۔ اس کی نظریں مسلسل جیپ پر تھیں۔ جیپ میں بیٹھا ہوا سلیمان تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا گھنے جنگل میں داخل ہو گیا تھا۔ وہ بار بار سر گھما کر ادھر ادھر اور عقب میں دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک ڈیوس نے اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار دیکھے۔ اسی لمحے اچانک راکٹ اڑتا ہوا آیا اور جیپ کے پچھلے حصے سے ٹکرا گیا۔ آگ کا شعلہ سا بلند ہوا اور سکرین پر جیپ کے ٹکڑے اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"وہ مارا۔ بڑا بنتا تھا جاسوس خانساماں۔ ہونہہ" ...... ڈیوس نے

مسرت بھرے لہجے میں نعرہ مارتے ہوئے کہا۔ سکرین پر اسے آگ ہی آگ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ چند لمحے آگ دیکھتا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ ڈائل گھمایا تو سکرین کا منظر حرکت کرنے لگا اور دوسرے لمحے ڈیوس بری طرح سے چونک پڑا۔ جہاں جیپ کا ڈھانچہ جل رہا تھا اس سے کچھ فاصلے پر سلیمان جھاڑیوں کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا۔

"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ۔ یہ کیسے بچ گیا" ...... ڈیوس کے منہ سے انتہائی حیرت بھری آواز نکلی۔ اسی لمحے اس نے سلیمان کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف بھاگنے لگا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں بچ سکتا۔ منی میزائل نے جیپ کے پرخچے اڑا دیئے ہیں اور یہ۔ یہ زندہ ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ کیسے ہو گیا یہ" ...... ڈیوس کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا۔ وہ خونخوار نظروں سے بھاگتے ہوئے سلیمان کو دیکھنے لگا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے اس نے میزائل دیکھ کر چلتی ہوئی جیپ سے چھلانگ لگا دی تھی" ...... ڈیوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے سکرین پر بھاگتے ہوئے سلیمان کو کراس سے ٹارگٹ کیا اور ایک بار پھر سرخ بٹن پریس کر دیا۔ منی ونڈو میں نظر آنے والے راکٹ میزائل سے ایک بار پھر شعلہ نکلا اور ہوا میں بلند ہو گیا۔ سلیمان جو

تیزی سے جنگل میں بھاگا جا رہا تھا اس نے شاید پھر میزائل کی آواز سن لی تھی۔ وہ جنگل میں درختوں کے پیچھے زگ زیگ انداز میں بھاگنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر ڈیوس نے راکٹ سکرین پر دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سلیمان کو ایک لمبی چھلانگ لگاتے دیکھا۔ میزائل ایک درخت سے ٹکرایا اور درخت دھماکے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

''پھر بچ گیا بدبخت'' ...... ڈیوس غرایا۔ اس نے ڈائل گھما کر ارد گرد کا منظر چیک کیا اور ایک طرف درخت کے عقب میں موجود سلیمان کو دیکھ کر اس نے ایک بار پھر اسے کراس ٹارگٹ میں لینا شروع کر دیا۔ سلیمان اٹھ کر ایک بار پھر بھاگ اٹھا تھا۔ ڈیوس اسے مسلسل فالو کر رہا تھا۔ اچانک بھاگتے بھاگتے سلیمان کا ایک پیر زمین پر کسی چیز سے ٹکرایا اور وہ اچھل کر منہ کے بل سامنے جا گرا۔ اس نے دونوں ہاتھ سامنے کر دیئے تھے جس سے اس کے چہرے کا بھرتہ ہونے سے بچ گیا تھا لیکن دوسری طرف نشیب تھا۔ وہ گر کر خود کو سنبھال نہ سکا اور نشیب میں الٹتا پلٹتا چلا گیا۔ نشیب کی دوسری طرف ایک بڑا سا گڑھا تھا۔ سلیمان الٹتا پلٹتا ہوا اس گڑھے میں جا گرا۔

''بس۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے جاسوس خانساماں''۔ ڈیوس نے غرا کر کہا۔ اس نے گڑھے میں گرے ہوئے سلیمان کو کراس ٹارگٹ میں لیا اور سرخ بٹن پریس کر دیا۔ منی ونڈو میں موجود لانچر سے تیسرا شعلہ نکلا اور تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔ سلیمان گڑھے

میں اٹھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ایک تو گڑھا گہرا تھا اور وہ خاصی بلندی سے لڑھکتا ہوا گرا تھا اس لئے اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور اس کے جسم پر جابجا زخموں کے نشان دکھائی دے رہے تھے۔ گڑھے کی دیواریں خاصی حد تک سپاٹ نظر آ رہی تھیں اور کنارے اتنے اوپر تھے جنہیں سلیمان چھلانگ لگا کر بھی نہیں پکڑ سکتا تھا اس لئے ڈیوس کے چہرے پر بے پناہ اطمینان تھا کہ اس بار میزائل ٹھیک اس گڑھے میں جا کر پھٹے گا اور گڑھے میں موجود سلیمان کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ دوسرے لمحے سکرین پر اسے گڑھے کی طرف جاتا ہوا میزائل دکھائی دیا تو اس کے آنکھیں چمک اٹھیں۔

سلیمان کے پاس وقت بہت کم تھا۔ اس نے گریگ کے آفس سے ایکسٹو کو ایک پیغام لکھ کر فیکس کر دیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو ساری صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ کافرستان کے نارگا جنگلوں میں موجود ہے۔ ان جنگلوں میں موجود وہ ڈائمنڈ لائٹ والوں کا ہیڈکوارٹر تباہ کرنے کا انتظام کر چکا تھا۔

اب وہ ہیڈکوارٹر سے نکل کر جنگلوں میں جا رہا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو یہ بھی بتایا تھا کہ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ وہ ہیڈکوارٹر سے نکل کر وہاں سے جلد از جلد اور دور سے دور جانے کی کوشش کرے گا۔ اگر وہ زندہ بچ گیا تو وہ کسی نہ کسی طرح واپس پاکیشیا پہنچ جائے گا ورنہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی لاش کی تلاش میں ایک بار ضرور نارگا جنگلوں میں بھیجے۔ اس کی آخری خواہش یہی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی لاش یا اس کی لاش

کے بچے کھچے اعضاء پاکیشیا میں ہی لے جا کر دفنائے جائیں۔

سلیمان نے اپنی ریسٹ واچ کا ایک مخصوص سسٹم آن کر رکھا تھا تا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ان جنگلوں میں جب آئیں تو کم از کم انہیں اس کی لاش یا لاش کے ٹکڑے تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ اس ریسٹ واچ میں ایک ایسا پرزہ لگا ہوا تھا جو گھڑی کے ٹوٹنے پھوٹنے کے باوجود کام کرتا رہتا تھا اور عمران کا ٹیگر ٹائپ کے ایک آلے کی مدد سے اس تک آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔ اس پرزے کے آن کرنے کے بارے میں بھی سلیمان نے ایکسٹو کو لکھ دیا تھا۔ وہ چونکہ گریگ کے میک اپ میں تھا اور ہیڈکوارٹر میں موجود سب اسے باس سمجھ رہے تھے اس لئے باہر جانے سے اسے بھلا کون روک سکتا تھا۔ ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ پر ایک کھلی چھت والی جیپ موجود تھی۔ گیٹ کھلوا کر وہ فوراً جیپ میں باہر آ گیا اور پھر وہ جنگلوں میں جیپ دوڑائے لے گیا۔

گھنے درختوں سے گزر کر وہ ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے ایک تیز شور کی آواز سنائی دی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا دوسرے لمحے اس کا رنگ بدل گیا۔ اس نے درختوں میں ایک شعلہ سا اڑتے ہوئے اس طرف آتے دیکھا۔ آگے راستہ تنگ تھا۔ جھاڑیاں اور درختوں کی بہتات تھی۔ شعلہ آن واحد میں ہی نیچے آ گیا۔ اس سے پہلے کہ منی میزائل جیپ سے ٹکراتا سلیمان نے تیزی سے ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ اس طرف گھنی جھاڑیاں تھیں۔ وہ

جھاڑیوں میں گرا ہی تھا کہ منی میزائل ٹھیک جیپ کے پچھلے حصے
سے ٹکرایا اور ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور سلیمان فوراً جھاڑیوں سے
چپک گیا۔ جیپ کے جلتے ہوئے ٹکڑے اس کے اردگرد گرے تھے
اور آگ کے شعلے اس کے اوپر سے گزر گئے تھے۔ دھماکے کی آواز
سن کر اس نے سر اٹھایا اور جیپ کا جلتا ہوا ڈھانچہ دیکھنے لگا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ میں نے تو ڈیوس کو ہلاک کر دیا تھا۔ پھر اب
وہاں ایسا کون آ گیا ہے جس کو میرے بارے میں علم ہو گیا ہے اور
اس نے مجھے اس طرح سے ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے"۔
سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس نے
ہیڈکوارٹر کا مین کنٹرول روم بھی تباہ کر دیا تھا پھر اسے ٹارگٹ کیسے کیا
جا سکتا ہے۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے درختوں کی طرف بھاگنا
شروع کر دیا۔ اسے جس طرح ٹارگٹ کیا گیا تھا اس پر اور حملے بھی
کیے جا سکتے تھے اس لئے وہ فوراً اٹھ کر وہاں سے بھاگ پڑا تھا۔

وہ مختلف درختوں کے گرد زگ زیگ انداز میں بھاگ رہا تھا
تاکہ اگر کوئی اور میزائل آئے تو وہ اس سے بچ سکے۔ ابھی وہ
تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اسے پھر تیز شور سنائی دیا۔ اس نے
بھاگتے بھاگتے پلٹ کر دیکھا تو اسے ایک اور شعلہ اپنی طرف آتا
دکھائی دیا۔ شعلہ جیسے ہی اس کے قریب آیا اس نے فوراً ایک لمبی
چھلانگ لگائی اور ایک بڑے درخت کی آڑ میں چلا گیا۔ میزائل
ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحے پہلے سلیمان موجود تھا۔ زوردار

دھماکہ ہوا اور اردگرد موجود درختوں کے پرخچے اڑ گئے۔ سلیمان
تیزی سے اٹھا اور رکے بغیر دوسری طرف بھاگنے لگا۔ بھاگتے
بھاگتے اچانک اس کا پیر زمین سے ابھرے ہوئے ایک پتھر سے
ٹکرایا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔
وہ ہوا میں اٹھ کر منہ کے بل زمین کی طرف طرف آیا۔ اس نے
فوراً دونوں ہاتھ آگے کر دیئے ورنہ اس کا چہرہ بھرتہ بن جاتا۔

زمین پر گرتے ہی وہ بری طرح سے الٹا پلٹتا چلا گیا۔ اس
طرف نشیب تھا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ
ہو سکا۔ پھر وہ اچھلا اور دوسری طرف موجود ایک گڑھے میں گرتا چلا
گیا۔ گڑھے میں گرتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل
گئیں۔ نیچے ٹھوس زمین پر گر کر اس کی ہڈیاں کڑکڑا کر رہ گئی
تھیں۔ نشیب میں لڑھکتے ہوئے اس کا لباس بھی جگہ جگہ سے پھٹ
گیا تھا اور اس کے چہرے اور ہاتھوں پر جابجا خراشیں آ گئی تھیں۔
وہ دیوار کا سہارا لیتے ہوئے بمشکل اٹھا اور سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا۔

گڑھا تقریباً پندرہ فٹ گہرا تھا اور اس کے کنارے بلندی پر
تھے۔ گڑھے کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ سلیمان اس گڑھے میں کسی
بے بس جانور کی طرح پھنس گیا تھا۔ وہ گڑھے میں سے نکلنے کے
لئے پریشانی کے عالم میں بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔
اسی لمحے ایک تیز شور سنائی دیا۔ اس نے سر اٹھایا تو اسے آسمان پر
شعلے برساتا ہوا ایک اور میزائل آتا دکھائی دیا۔ میزائل کا رخ اس

گڑھے کی طرف ہی تھا۔ میزائل دیکھ کر سلیمان کو اپنے جسم سے
جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ جس طرح گڑھے میں پھنسا ہوا تھا
اس کے پاس وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ میزائل اس گڑھے
میں گرتا اور پھر دھماکے سے سلیمان کے بھی ٹکڑے ہو جاتے۔
میزائل بجلی کی سی تیزی سے نیچے آتا جا رہا تھا اور پھر اس سے پہلے
کہ میزائل گڑھے میں گرتا اچانک سلیمان نے ایک طرف سے سرخ
رنگ کی روشنی کی شعاعیں آ کر اس میزائل سے ٹکراتے دیکھیں۔
زور دار دھماکہ ہوا اور میزائل گڑھے سے باہر پھٹ گیا۔

آگ کا ایک طوفان سا گڑھے کی طرف آیا اور سلیمان فوراً
گڑھے کی دیوار سے چھپکلی کی طرح چپک گیا۔ اچانک اسے زوں
زوں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ وہ سمجھا کہ ایک اور میزائل اس
طرف آ رہا ہے۔ اس نے گھبرا کر اوپر دیکھا تو حیرت سے اس کی
آنکھیں پھیل گئیں۔ گڑھے کے اوپر ایک بڑی اسپیس شپ معلق تھی
جس کا رنگ سرخ تھا۔

"ریڈ اسپیس شپ"...... سلیمان کے منہ سے نکلا اور دوسرے
لمحے اس کا چہرہ حیرت اور مسرت سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس نے
پہچان لیا تھا۔ یہ وہی ریڈ اسپیس شپ تھی جو عمران اور اس کے
ساتھی خلائی مشن فراسکو ہیڈکوارٹر سے لائے تھے۔ اسی لمحے اسپیس
شپ کے نچلے حصے میں ایک دائرہ سا کھلا اور وہاں سے ایک رسی
کی لمبی سیڑھی گر کر نیچے آ گئی اور اس سوراخ میں عمران کا چہرہ

دکھائی دیا۔

"سلیمان۔ رسی کی سیڑھی سے فوراً اوپر آ جاؤ"۔۔۔ عمران نے
چیختے ہوئے کہا اور سلیمان کے جسم میں جیسے سرشاری کی لہریں سی
دوڑ گئیں۔ سیڑھی گڑھے کے اندر آ گئی تھی۔ اس نے فوراً سیڑھی
پکڑی اور تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ اسپیس
شپ کے اندر تھا۔ ریڈ اسپیس شپ عمران لایا تھا۔ سلیمان کے اندر
آتے ہی عمران نے سیڑھی اندر کھینچ لی اور اس اسپیس شپ کا نچلا
خلاء اس نے بند کر دیا۔ اسی لمحے یکے بعد دیگرے کئی میزائل آ کر
ریڈ اسپیس شپ سے ٹکرائے تھے۔ زور دار دھماکوں سے ماحول بری
طرح سے گونج اٹھا تھا لیکن ریڈ اسپیس شپ زیرو لینڈ والوں نے
بنائی ہوئی تھی اس پر بھلا منی میزائلوں کا کیا اثر ہونے والا تھا۔

"تو آپ کو میرا فکس مل گیا تھا"...... سلیمان نے اطمینان سے
ایک سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے جو چوئیشن بتائی تھی فوری طور پر یہاں آ کر
تمہیں اس ریڈ اسپیس شپ سے ہی بچایا جا سکتا تھا۔ تم نے عقلمندی
کی تھی کہ ریسٹ واچ کی سرچ ڈیوائس آن کر لی تھی۔ اس سے میں
تم تک آسانی سے پہنچ گیا تھا۔ میں نے گڑھے میں ایک میزائل
جاتے دیکھا تو میں نے اسے ریڈ اسپیس شپ کی لیزر مار کر وہیں
سے تباہ کر دیا تھا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"عین وقت پر میری جان بچانے کا شکریہ"...... سلیمان نے

کہا۔

"شکریہ میں تم سے بعد میں وصول کروں گا اور وہ بھی سود سمیت۔ پہلے بتاؤ کہ ڈائمنڈ لائٹ کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ میں ریڈ اسپیس شپ سے اسے تباہ کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ہیڈکوارٹر کی تباہی کا بندوبست کر رکھا ہے۔ اسے تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا"۔ سلیمان نے کہا اور اس نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی۔

"تو اب تم خانساماں سے سچ مچ کے جاسوس بن گئے ہو۔ اکیلے تم نے اتنے بڑے سینڈیکیٹ کا مقابلہ کیا ہے۔ ویل ڈن۔ رئیلی ول ڈن۔ تم نے واقعی جاسوس ہونے کا حق ادا کر دیا ہے"۔ عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تو اب میں خانساماں ہونے کے ساتھ ساتھ جاسوس بھی ہوں نا"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک نارگا جنگل میں جیسے قیامت برپا ہو گئی ہو۔ خوفناک اور انتہائی زور دار دھماکوں سے سارا جنگل یوں گونجنے لگا جیسے وہاں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

دھماکے کی رزشنس اس قدر خوفناک تھی کہ ہوا میں معلق ریڈ اسپیس شپ بھی بری طرح سے لہرا گئی تھی۔ عمران نے فوراً اس کا کنٹرول سنبھالا اور اسے لئے تیزی سے بلندی پر لے گیا۔ ریڈ اسپیس شپ کی سکرینوں میں انہیں جنگل میں آگ اور دھویں کی

چھتریاں بلند ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمارت کے ساتھ ساتھ درخت بھی آگ میں اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہر طرف جیسے آگ ہی آگ تھی۔

"تمہارے ٹائم بموں نے کام کر دکھایا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے کام دکھانا ہی تھا۔ میں نے انہیں وہاں لگایا ہی اس لئے تھا"...... سلیمان نے کہا۔

"اگر میں بروقت ریڈ اسپیس شپ لے کر تمہاری مدد کو نہ آ گیا ہوتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"وہی ہوتا جو قسمت میں ہوتا ہے اور وہی ہوا ہے جو قسمت کو منظور تھا"...... سلیمان نے مسکرا کر کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

"میں نے تمہاری جان بچائی ہے۔ اب تو تم مجھے سابقہ تنخواہیں معاف کر دو"...... عمران نے کہا۔

"منہ دھو رکھیں صاحب۔ میں نے ابھی آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔ مجھے اس کا تو جواب دیں"...... سلیمان نے کہا۔

"کیا پوچھنا تھا"...... عمران نے کہا۔

"یہی کہ اب آپ مجھے مانتے ہیں نا کہ میں خانساماں بھی ہوں اور جاسوس بھی"...... سلیمان نے کہا۔

"پکے جاسوس تو نہیں ہو البتہ پکے پکائے خانساماں ضرور ہو"۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

"بس تو پھر آج سے میری تنخواہ ڈبل ہو گی۔ ایک خانساماں کی اور دوسری جاسوس کی"...... سلیمان نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ ڈبل تنخواہ۔ مم۔ میں خانساماں کی تنخواہ نہیں دے سکتا اور تم جاسوس کی تنخواہ بھی مانگ رہے ہو"...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر ڈائمنڈ لائٹ کا سینڈیکیٹ اس کے ہیڈکوارٹر سمیت ختم کیا ہے۔ یہ کام آپ کا یعنی ایک جاسوس کا تھا۔ مجھے کیا پڑی ہے کہ میں جاسوس بھی بنوں اور خانساماں بھی۔ اب یا تو مجھے میری سابقہ تنخواہیں دینے کا اعلان کریں یا پھر"...... سلیمان نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"یا پھر کیا"...... عمران نے اس کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یا پھر آج سے میری جگہ آپ کام کریں گے اور آپ کی جگہ میں"...... سلیمان نے کہا۔

"مطلب"...... عمران نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"مطلب یہ کہ آج سے آپ خانساماں ہوں گے اور میں جاسوس۔ ایکسٹو کی سیٹ میری اور خانساماں کی سیٹ آپ کی"۔ سلیمان نے کہا۔

"بس تو پھر میں گیا کام سے۔ میں اچھا جاسوس تو ہوں نہیں اور نہ اچھا خانساماں بن سکوں گا اس لئے میرے بھائی۔ یہ دونوں سیٹیں

تم سنبھال لو۔ میں ایکسٹو کی سیٹ خالی کر کے بنواس سدھار جاتا ہوں۔ تم جاسوس بھی رہو اور خانساماں بھی۔ جنگلوں میں خاک چھانتے ہوئے کبھی کبھی میرے پاس آ جایا کرنا اور کچھ نہیں تو خانساماں بن کر مجھے ایک کپ چائے کا بنا کر دے دیا کرنا۔ میں اسی میں خوش رہ لوں گا"...... عمران نے رونی صورت بنا کر کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں سسپنس کے لبادے میں لپٹا ہوا ایک حیرت انگیز اور انوکھا ناول

وائٹ پرل

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

وائٹ پرل — ایک ایسا اثاثہ جو پاکیشیا کے سترہ کروڑ لوگوں کی زندگیاں آنے والے خطرات سے محفوظ بنا سکتا تھا۔

زیرو ایجنسی — جس کے دو کافرستانی ایجنٹ ہارڈ ماسٹر اور مادام چندرا دیوی وائٹ پرل کے حصول کے لئے پاکیشیا پہنچ چکے تھے۔

وائٹ پرل — جو ہزاروں سال بعد زمین کے اندر چٹانوں میں پیدا ہوتا تھا۔

ہارڈ ماسٹر — جس کا جسم اس قدر ہارڈ تھا کہ اس پر گولی بھی اثر نہیں کرتی تھی۔

مادام چندرا دیوی — جو ذہانت میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھی۔ ہارڈ ماسٹر اور چندرا دیوی نے پاکیشیا کا ایک قصبہ خالی کرانے کے لئے ایک انتہائی انوکھا سائنسی انتظام کیا جس سے قصبے کے لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے تھے وہ سائنسی انتظام کیا تھا ——؟

ناگیش — مادام چندرا دیوی کا نائب جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس وقت گولیاں ماریں جب وہ بے ہوش پڑے تھے۔

مادام چندرا دیوی — جو میک اپ ایکسپرٹ تھی۔ اس نے لاشوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی اصلی لاشیں قرار دے دیا۔

مادام چندرا دیوی — جس نے اس جنگل میں دس میزائل فائر کر دیئے جہاں عمران اور جوزف موجود تھے۔

مادام چندرا دیوی — جس نے مرتے ہوئے عمران کو گٹھڑی میں باندھ کر ہزاروں فٹ گہری کھائی میں پھینک دیا۔

ہارڈ ماسٹر — جس کا مقابلہ کرتے ہوئے عمران کو بھی دانتوں پسینہ آ گیا۔

ہارڈ ماسٹر — جس کا مقابلہ کرتے ہوئے عمران کی ناک کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی تھی اور اس کا سر بھی پھٹ گیا تھا۔

ٹائیگر کا ایک انوکھا روپ

وہ لمحہ — جب ایکسٹو نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو من مانیاں کرنے پر سزا دینے کا اعلان کر دیا اور ممبران نے ایکسٹو کی سزا قبول کر لی۔ وہ سزا کیا تھی۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہلاک ہو چکے تھے اور عمران اور جوزف بھی نزع کی حالت میں تڑپ رہے تھے۔ ان کا انجام کیا واقعی ایسا ہی تھا۔

سسپنس سے بھرپور ایک حیرت انگیز اور شاہکار ناول

جو ہر اعتبار سے آپ کے دلوں میں گہرے نقوش چھوڑ دے گا

عمران سیریز میں ناقابل فراموش ایڈونچر

مکمل ناول

جیوش پلان

مصنف
صفدر شاہین

☙ بلگارنیہ کے خلاف یہودیوں کا ایک اور تباہ کن منصوبہ جس کی کامیابی عمران کی موت سے مشروط تھی۔

☙ جولیا نے عمران کو قتل کرنے کے لئے ریوالور نکال لیا اور پھر ——؟

☙ سلیمان نے پانچ سو روپے میں عمران کی شادی کا دعوتی کارڈ خریدنے سے انکار کر دیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☙ چنگیز خان کے پوتے کی نواسی آبدار بیگم نے جولیا کو قتل کی دھمکی دے دی۔ مگر ؟

☙ عالمی ایٹمی کانفرنس میں شرکت سے واپسی پر بلگارنوی صدر کو اغوا کرنے کا خوفناک پلان۔ پھر کیا ہوا ——؟

☙ عمران کی شادی پر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران نے جولیا کی حمایت کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور پھر ——؟

☙ بلگارنوی وزیر دفاع کے طیارے کو ہائی جیک کر کے انتہائی خفیہ مقام پر پہنچا دیا گیا۔ مگر کیسے ——؟

☙ تنویر نے عمران کو شادی کی سزا دینے کے لئے شادی ہال کو بم سے اڑانے کا ارادہ کر لیا۔ اور پھر ——؟

☙ عمران نے بلگارنوی حکومت کو یہودیوں کی خوفناک سازش سے بروقت خبردار کر دیا تھا۔ مگر ——؟

☙ صفدر نے شادی ہال کے گیٹ پر عمران کے مہمانوں کو ریسیو کرنے کی ڈیوٹی دینے سے انکار کر دیا۔ کیوں ——؟

☙ عمران نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اپنی بیگم سے متعارف کرانے کے لئے ہوٹل میں ڈنر پر بلایا تو کرنل سائمن نے پوری سیکرٹ سروس کو ختم کرنے کا پلان بنالیا۔

☙ تنویر سے عمران کی شادی کی اطلاع پر سر عبدالرحمٰن نے عمران اور اس کی بیوی کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور پھر ——؟

☙ بلگارنوی وزیر اور اس کے طیارے کی تلاش میں پاکیشیا سیکرٹ سروس تل ابیب پہنچی تو بلیک ایجنسی کا چیف کرنل ڈیوس اور سپر ایجنٹ میجر کو پر غائب ہو چکے تھے۔

☙ بلگارنیہ کو اس کے جوہری پروگرام سے باز رکھنے اور اس کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیل کے خوفناک پلان نے اسرائیل کو اس کے واحد خلائی اسٹیشن اور میزائل پراجیکٹ سے محروم کر دیا۔ مگر کیسے ——؟

☙ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیلی ایئر فورس کے آٹھ فائٹر طیاروں اور چار ہیلی کاپٹروں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ کیا عمران کا مشن آپریشن ڈیفنس منسٹر کامیاب ہو سکا ——؟

انتہائی دلچسپ واقعات، خوفناک ایکشن اور سسپنس سے لبریز ناقابل فراموش ایڈونچر

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز ناول

مجرم ایکسٹو

مصنف
ظہیر احمد

ماسٹر کاسٹرو — فائی لینڈ کا ایک خطرناک سیکرٹ ایجنٹ جو عمران کی طرح ذہین' چالاک اور بلا کا شاطر انسان تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو شرارتیں اور حماقتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

فریگن — ماسٹر کاسٹرو کا ملازم جو حماقتوں اور ذہانت میں ماسٹر کاسٹرو کا باپ تھا۔

ماسٹر کاسٹرو — جسے سپر ایجنسی کے چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا مشن دے دیا۔

ماسٹر کاسٹرو — جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کے لئے اپنے ملازم فریگن کو اپنے ساتھ پاکیشیا لے گیا۔

ماسٹر کاسٹرو — جس نے اپنی ذہانت' چالاکی اور ہوشیاری سے ایکسٹو کو دانش منزل سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

وہ لمحہ — جب ایکسٹو آسانی سے ماسٹر کاسٹرو کی گرفت میں آ گیا۔

عمران — جس پر ایک بار پھر حماقتوں کا دورہ پڑا اور وہ اپنا مخصوص احمقانہ ٹیکنی کلر لباس پہن کر سنٹرل جیل پہنچ گیا۔

عمران — جس کی حماقتوں اور احمقانہ پن نے سنٹرل جیل میں حماقتوں کے گل کھلا دیئے۔ انتہائی دلچسپ اور ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دینے والی سچویشن۔

شی کاؤ — جس نے عمران کا سر گنجا کر کے اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ کیوں؟

ماسٹر کاسٹرو — جس نے آسانی سے دانش منزل پر قبضہ کر کے ایکسٹو کا چارج سنبھال لیا تھا۔ کیا واقعی ——— ؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس — جو ایکسٹو کے حکم سے اپنے ملک میں مجرمانہ کارروائیاں کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ کیوں ——— ؟

وہ لمحہ — جب عمران کو ایک مکان میں بم برسا کر زندہ دفن کر دیا گیا۔

وہ لمحہ — جب ہر طرف مجرم ایکسٹو پاکیشیا کے خلاف کام کر رہا تھا۔

مجرم ایکسٹو — کون تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبر اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر کیوں مجبور تھے۔

مجرم ایکسٹو — جس نے عمران کی اصلیت بے نقاب کرنے کا پروگرام بنا لیا اور پھر —؟

مجرم ایکسٹو — جو ایکسٹو بن کر پاکیشیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو — جسے موت کی انتہائی آخری حد تک پہنچا دیا گیا تھا۔

عمران — جو پاکیشیا اور ایکسٹو کے راز بچانے کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو زیرو ہاؤس میں قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہاں یکے بعد دیگرے دو ایکسٹو پہنچ گئے۔ وہ دو ایکسٹو کون تھے ——— ؟

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لازوال ناول جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔

نئی اور انوکھی کہانی جس کا ہر لفظ آپ کو اچھل اچھل پڑنے پر مجبور کر دے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

عمران سیریز میں اسرائیل پر لکھا گیا ایک تیز رفتار اور خوفناک ایڈونچر

مکمل ناول

ریڈ ہاک

مصنف ظہیر احمد

ریڈ ہاک ۔ اسرائیل کی طاقتور تنظیم کا سربراہ۔ جو بے حد شاطر' تیز طرار اور خوفناک ایجنٹ تھا۔

ریڈ ہاک ۔ جسے ہائی سیکورٹی کے لئے اسرائیلی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ نے اپنے پاس طلب کر لیا۔

ریڈ ہاک ۔ جو ذہین ایجنٹ بھی تھا' سائنسدان بھی اور مارشل آرٹس کا ماہر بھی۔

ریڈ ہاک ۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ان کے تمام راستوں پر موت کے جال پھیلا دیئے۔

عمران اور اس کے ساتھی ۔ جو ریڈ ہاک سے ٹکرانے کے لئے ایک خوفناک صحرا میں داخل ہو گئے۔

ریڈ ہاک ۔ جسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی صحرا کے خوفناک اور کالے طوفان کا شکار ہو جائیں گے۔

عمران اور اس کے ساتھی ۔ اس صحرا کے کالے طوفان کا شکار ہو گئے اور وہ خوفناک طوفان میں تنکوں کی طرح بکھرتے چلے گئے۔

ریڈ ہاک ۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

ریڈ ہاک ۔ جس کے تمام ساتھی موت کی علامت بن کر اسرائیل میں پھیل گئے تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کر سکیں۔

وہ لمحہ جب عمران اور ریڈ ہاک ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور پھر ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر بار بار موت جھپٹ رہی تھی اور ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی گروپ بنا کر بکھر گئے اور پھر ——؟

عمران اور اس کے ساتھی ۔ جنہیں اسرائیل میں ایک ساتھ کئی مشنز پر کام کرنا تھا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل میں داخل ہو سکے۔ یا ——؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مشنز پر کام کر سکے
یا موت کے بھیانک پنجوں نے انہیں دبوچ لیا؟

بے پناہ ایکشن' مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ
بموں کے دھماکوں اور انوکھے واقعات کی کشمکش کا حامل
ایک ایسا ناول جو آپ کے ذہن میں یادگار اور گہرے نقوش چھوڑ جائے گا

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ظہیر احمد کی واپسی اور تہلکہ خیز ایک یادگار چیلنج ناول

ٹاپ چیلنج

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

نائف بلڈ ___ ایکریمیا کی ایک سفاک اور انتہائی درندہ صفت ایجنسی جس کے صرف ٹاپ فائیو ایجنٹ تھے۔

ٹاپ فائیو ایجنٹس ___ جنہوں نے پاکیشیا میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کا ٹاپ چیلنج قبول کر لیا۔

ٹاپ فائیو ایجنٹس ___ جنہوں نے ان سب کو ہلاک کرنے کا ایک انوکھا طرز عمل اپنایا تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس ___ جن پر انتہائی تیز اور انتہائی خوفناک جان لیوا حملے شروع ہو گئے۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس ___ جن میں سے کسی ایک ممبر کو بھی سنبھلنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

بلیک سکارلی ___ ٹاپ فائیو کا نمبرون جوان سے الگ خفیہ مشن پر آیا تھا۔ بلیک سکارلی کا مشن کیا تھا۔ ایک سوال جس کا جواب عمران کے پاس بھی نہیں تھا۔

عمران ___ جس کا مقابلہ ٹاپ فائیو کی ایک لڑکی سے تھا اور وہ لڑکی جوزف اور جوانا کو پہلے ہی زیر کر چکی تھی۔ کیا واقعی؟

صفدر ___ جس کی سانسیں موت کے بالکل قریب تھیں۔ اور پھر؟

ٹاپ فائیو ایجنٹس ___ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران پر موت کا طوفان بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔ کیا ٹاپ فائیو ایجنٹس ٹاپ چیلنج پورا کر سکے۔ یا؟

گرین فلیش ___ ایک ایسا فارمولا جس کی ایجاد سے پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جاتا۔



ایک انوکھا، حیرت انگیز واقعات، سسپنس، ایکشن اور موت کے جلو میں سلگتا ہوا زبردست چیلنجنگ ناول جو آپ کے دلوں میں یادگار اور گہرے نقوش چھوڑ دے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز ایڈونچر

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ساکا کارا

مصنف ظہیر احمد

☆☆ ساکا کارا۔ ایک خوفناک شیطانی عفریت جو صدیوں سے آتشی پہاڑ میں ایک پتھر کے سیاہ تابوت میں سویا ہوا تھا۔ ☆☆ ساکا کارا۔ جسے ایک شیطانی پجاری زندہ کر کے اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا...... کیوں؟ ☆☆ سردار اوکاشا۔ افریقہ کے گھنے جنگلوں کا ایک خونخوار اور انتہائی بے رحم انسان، جو اپنے ہی قبیلے کے وحشیوں کو درندوں کی طرح کاٹ پھینکتا تھا۔ ☆☆ سردار اوکاشا۔ جسے جوزف کی دونوں آنکھوں کی ضرورت تھی۔ کیوں؟ ☆☆ سردار اوکاشا۔ جس نے جوزف کی آنکھیں نوچنے کے لئے ایک خوفناک اور طاقتور شیطانی ذریت کو بلا لیا۔ ☆☆ جوزف۔ جس کے سامنے ایک سیاہ سایہ انسانوں کی طرح آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ☆☆ جوزف۔ جس نے اس انسانی سائے کے ساتھ خوفناک مقابلہ کیا۔ ☆☆ ہاکاما۔ ایک شیطانی ذریت جس نے عمران پر یکلخت اور نہایت خوفناک انداز میں حملہ کر دیا۔ ☆☆ ہاکاما۔ جس نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو اپنے بس میں کر دیا۔ ☆☆ وہ لمحہ جب سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عمران پر گنیں تان کر کھڑے ہو گئے۔ ☆☆ وہ لمحہ جب سیکرٹ سروس کے ممبران، عمران اور جوزف کے جانی دشمن بن گئے۔ ☆☆ وہ لمحہ جب جوزف کو سیکرٹ سروس کے ممبران کی گردنوں پر تلوار سے وار کرنے پڑے اور پھر......

☆☆ افریقہ کے پراسرار اور خوفناک جنگلوں پر لکھا گیا ایک ہارر اور انتہائی دل ہلا دینے والا ناول جو انتہائی تیز رفتار ایکشن، مزاح اور خوفناک واقعات لئے جلوہ گر ہو رہا ہے۔ ☆☆ ایسا انوکھا اور حیرت انگیز ناول جو آپ نے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہو گا۔ ☆☆



☆☆ ماورائی سلسلے کا ایک یادگار اور چیلنجنگ ناول ☆☆

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

زیرولینڈ پر عمران اور سیکرٹ سروس کا دلچسپ ایڈونچر

زیرولینڈ کے مسافر
مکمل ناول

مصنف
صفدر شاہین

- زیرولینڈ کا پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف ایک خوفناک منصوبہ۔
- عمران، جولیا اور صفدر ہوٹل میں لنچ کرنے کے بعد فلیٹ کی طرف روانہ ہوئے مگر خلاء میں پہنچ گئے۔
- زیرولینڈ کے سپریم کمانڈر نے عمران کی زیرولینڈ سے وفاداری پر یقین کر لیا؟
- بلیک زیرو نے دانش منزل میں کمپیوٹرائزڈ سگنل کیچر پر زیرولینڈ کے ریڈیائی سگنلز سنے تو پریشان ہو کر اس نے عمران کو فوراً مطلع کر دیا۔ کیوں ——؟
- سپریم کمانڈر نے اس مرتبہ سنگ ہی اور تھریسیا کو مشن پر نہ بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا؟
- خلائی اسٹیشن کے انچارج کے سامنے جولیا نے عمران سے نفرت کا اظہار کر کے اس سے الگ رہنے کے لئے کہا تو انچارج نے جولیا کو گلیکسی روم میں بھیج دیا۔ کیوں؟
- سپریم کمانڈر نے عمران کی وفاداری آزمانے کے لئے عمران کو سیکورٹی چیف کا اسسٹنٹ بنا دیا۔ مگر ——؟
- ریڈوولف سے جولیا کا اظہار الفت۔ لیکن جولیا کی برین ٹیسٹ رپورٹ سے ریڈوولف غضبناک ہو گیا ——؟
- جولیا نے ایف سیون سے ایک روبوٹ کو تباہ کر دیا تو اسپیس اسٹیشن میں افراتفری مچ گئی۔
- صفدر کو ریڈوولف نے کنٹرول روم کا گارڈ بنایا تو صفدر نے کئی گارڈز کو روبوٹس کے پرخچے اڑا دیئے۔ کیوں ——؟
- عمران نے ریڈوولف کو یرغمال بنا کر اپنے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ کون سا حکم؟
- اسپیس باؤل میں عمران نے سپریم کمانڈر کو اسپیس اسٹیشن تباہ کرنے کی دھمکی دی اور دوسرے ہی لمحے اسپیس اسٹیشن کے پرخچے اڑ گئے۔ کیسے ——؟



عمران سیریز میں زیرولینڈ کے لئے عمران کا شاندار ایڈونچر

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ ماورائی کہانی

مکمل ناول

اِبلا شا

مصنف
ظہیر احمد

لیڈی سادھنا * کافرستانی لیڈی ایجنٹ جسے کافرستانی پرائم منسٹر ہلاک کرنے کے لئے ایک جنگل میں لے گیا۔ کیوں؟

لیڈی سادھنا * جسے شارکا جنگل میں موجود ایک مہایوگی نے زندہ جلا کر ہلاک کر دیا۔ کیوں؟

ابلاشا * ایک بدروح ساحرہ جوانگلی کے اشارے سے خوفناک تباہی لاسکتی تھی۔

ابلاشا * جسے کافرستانی پرائم منسٹر نے عمران کو ہلاک کرنے پر مامور کرنا چاہا۔ مگر؟

جولیا * جس کے فلیٹ میں دو دو عمران موجود تھے اور جولیا کو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ ان میں سے اصل عمران کون ہے۔

جوزف * جس نے ابلاشا جیسی خطرناک بدروح سے عمران کو بچانے اور اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟

ابلاشا * جس نے سلیمان کو اپنی ساحرانہ طاقتوں سے اٹھا اٹھا کر پٹخنا شروع کر دیا۔

عمران * جس پر ابلاشا مسلسل حملے کر رہی تھی۔ مگر......؟

پراسرار کہانیوں کے چاہنے والوں کے لئے ایک یادگار اور انوکھی کہانی

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ — ملتان

عمران سیریز

صفدر شاہین کی عمران سیریز

- ٹارگٹ فائیو ـــــ مکمل
- ہائی جیکرز ـــــ مکمل
- جوزف اک وحشی ـــــ مکمل
- سلیمان کا اغوا ـــــ مکمل
- ٹاپ سیکرٹ فائل ـــــ مکمل
- ایکسٹو کی گرفتاری ـــــ مکمل
- کیمپ سے فرار ـــــ مکمل
- آپریشن کلین اپ ـــــ مکمل
- پراجیکٹ تھری ـــــ مکمل
- وائلڈ کیمپ ـــــ مکمل
- عمران نمبر ٹو ـــــ مکمل
- زیرولینڈ کے ہیرو ـــــ مکمل
- ریڈ سپاٹ ـــــ مکمل

خاص نمبر

- میجر پرمود کا اغوا ـــــ مکمل
- ڈیتھ سیکشن ـــــ مکمل
- ڈریگون آئی لینڈ ـــــ مکمل
- ڈارک آپریشن ـــــ مکمل
- سپر فائٹر جولیا ـــــ مکمل

- موبائل سم کی تلاش ـــــ مکمل
- مشن نو کرلینڈ ـــــ مکمل
- چیک پوسٹ نو ـــــ مکمل
- بلڈی بنک ہیڈکوارٹرز ـــــ مکمل

سلور جوبلی نمبر — ماورائی نمبر

- کالی داس ـــــ مکمل
- سیکرٹ مشن ـــــ مکمل
- سیٹلائٹ مشن ـــــ مکمل
- بلیک اسپاٹ ـــــ مکمل
- آخری شکار ـــــ مکمل
- ایکس پلان ـــــ مکمل
- زیرولینڈ کے مسافر ـــــ مکمل
- اسکارپین کلر ـــــ مکمل
- آدم خور ایجنٹ ـــــ مکمل
- لیزر آف ڈیتھ ـــــ مکمل
- ڈیڈ لائن ـــــ مکمل
- خاموش ہنگامہ ـــــ مکمل

ارشادالعصر جعفری کی عمران سیریز

- زیرو زون ـــــ مکمل
- بلیک چیف ـــــ مکمل
- بلیک زیرو ـــــ مکمل
- گیم اوور ـــــ مکمل
- مارس ایکشن ـــــ مکمل
- جی پی نائن ـــــ مکمل
- زیبل ایجنٹ ـــــ مکمل
- ایڈونچر ٹیم ـــــ مکمل
- جونیئر ان مارٹ ـــــ مکمل
- ڈیتھ آف ایکسٹو ـــــ مکمل
- رانگ وے ـــــ مکمل
- ریڈوولف ـــــ مکمل
- جولیا کا اغوا ـــــ مکمل
- گرلز گروپ ـــــ مکمل

ماورائی نمبر

- ڈیول ولا ـــــ مکمل
- ڈیول فیس ـــــ مکمل
- ڈیول ہاؤس ـــــ مکمل
- ڈیول اٹیک ـــــ مکمل

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ — ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573